بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

اور جو لوگ راہ خدا میں شہید کئے جائیں اُن کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم کو اُن کی زندگی کی حقیقت کا کچھ بھی شعور نہیں

الشہید

تالیف

سید علی جعفری (ادیب فاضل، صدر الافاضل، ایم۔ اے)
ابن جناب مولانا سید محمد رضا صاحب قبلہ مرحوم، نَوَّرَ اللہُ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حصہ اوّل)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت

١) امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت خداوند عالم کی نگاہ میں

٢) امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت رسولؐ عالم کی نگاہ میں

٣) امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت انبیاءؑ و مرسلینؑ کی نگاہ میں

٤) امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت رسولؐ و آلِ رسولؐ کی نگاہ میں

٥) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اصحاب و ازواجِ رسولؐ و ازواجِ اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں

٦) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اصحابِ حسینؑ کی نگاہ میں

٧) (الف) امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مفکرینِ اسلام کی نگاہ میں

(ب) امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مفکرینِ مغرب کی نگاہ میں

٨) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت مخلوقاتِ عالم کی نگاہ میں

(حصہ دوم)

قاتلانِ امام حسینؑ کی حقیقت

١) یزید بن معاویہ کی حقیقت خدا، رسولِ خدا اور اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں۔

٢) یزید بن معاویہ کی حقیقت علماء و مفکرینِ اسلام کی نگاہ میں

٣) یزید بن معاویہ کی حقیقت مفکرینِ مغرب کی نگاہ میں

٤) قاتلانِ امام حسین علیہ السّلام کا انجام۔

اے خدا سینۂ مسلم کو عطا ہو وہ گداز
تھا کبھی حمزہؓ و حیدرؓ کا جو سرمایۂ ناز
پھر فضا میں تیری تکبیر کی گونجے آواز
پھر اس انجام کو دے گرمیٔ روحِ آغاز
نقش اسلام ابھر جائے جلی ہو جائے
ہر مسلمان حسینؓ ابن علیؓ ہو جائے

(جوش)

فہرست مضامین

باب دوم (احادیث) ۶۳

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت رسولِؐ عالم کی نگاہ میں

باب سوم (احادیث و روایات)

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت انبیاءؑ و مرسلینؑ کی نگاہ میں

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت نوحؑ

حضرت ابراہیمؑ

حضرت زکریاؑ

حضرت موسیٰؑ

حضرت سلیمانؑ

حضرت محمدؐ

باب چہارم (احادیث و روایات)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت رسولؐ وآلِ رسولؐ کی نگاہ میں

حضرت محمدؐ

حضرت علیؑ

حضرت فاطمہؑ

حضرت حسنؑ

حضرت حسینؑ

حضرت علی بن الحسینؑ

حضرت زینبؑ

حضرت ام کلثومؑ

حضرت سکینہؑ

حضرت محمد بن الحنفیہ

باب پنجم (روایات)

حضرت ابو بکر

حضرت عمر

حضرت عائشہ

حضرت ام سلمہ

حضرت ام الفضل

حضرت عبداللہ بن عباس

حضرت عبداللہ بن عمر

حضرت حذیفہ

حضرت عبداللہ بن عفیف

حضرت زید بن ارقم

باب ششم (روایات واقوال)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت اصحاب حسینؑ کی نگاہ میں

حضرت مسلم بن عقیل

امام حسینؑ کے بھائی، بھتیجے اور بھانجے

اولاد حضرت عقیل بن ابی طالب

حضرت قیس بن مسہر

حضرت حُر

حضرت حبیب بن مظاہر

حضرت مسلم بن عوسجہ

حضرت زہیر بن قین

حضرت جون

تمام اصحاب حسینؑ

باب ہفتم (اقوال) ۱۸۳

(الف) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت مفکرینِ اسلام کی نگاہ میں

حسن احمد البیرونی

علامہ علائلی

محدث دہلوی

عباس محمود العقاد

علامہ شہراوی

(حصہ دوم)

باب اوّل (آیات، احادیث، روایات)

یزید بن معاویہ کی حقیقت خدا، رسولِ خدا اور اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں

یزید خدا کی نگاہ میں

یزید رسولِ خداؐ کی نگاہ میں

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالم علوم مشرقی و مغربی فاضل لوذعی مولانا سید علی صاحب جعفری کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ حضرت مولانا سید محمد رضا صاحب قبلہ مرحوم اعلی اللہ مقامہ کے صاحبزادے اور خلف الصدق ہیں۔ آپ کا آبائی وطن موضع شمس پور ضلع اعظم گڑھ۔ اتر پردیش۔ ہندوستان ہے لیکن عرصہ سے مشرقی پاکستان میں مہاجرت کر کے قیام فرما ہیں۔ آپ کے والد مرحوم اعلی اللہ مقامہ اپنے وقت کے عدیم المثال اور یکتائے زمانہ خطیب تھے اور سارے ہندوستان میں تقریباً ۲۵ - ۳۰ سال تک وہ مجلسیں پڑھیں جنھیں آج تک زمانہ نہیں بھولا۔ جناب مغفور لکھنؤ کے مشہور و معروف جامعہ سلطانیہ و سلطان المدارس میں منطق و فلسفہ کے مدرس تھے۔ اور بہت سے موجودہ زمانے کے افاضل کو آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کا آج تک فخر ہے۔ بمصداق بفحوائے الولد سر لابیہ ہمارے نوجوان مولانا اپنے والد ماجد کے قدم بقدم خدمت دین میں مشغول ہیں بلکہ ایک قدم ان مرحوم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ علوم عربیہ میں تکمیل کر کے صدر الافاضل کی سند جامعہ سلطانیہ

لکھنؤ سے مدت ہوئی حاصل کر چکے ہیں اس کے بعد علوم مغربی کی بھی تکمیل کی - اردو، عربی - اسلامیات وغیرہ میں ایم - اے - کی ڈگریاں ڈھاکہ یونیورسٹی سے حاصل کر کے جامع الریاستین ہو گئے - قدرت نے صحیح معنوں میں ان کو ان کے والد مرحوم طاب ثراہ کی وراثتِ خطابت بھی عطا فرمائی برسوں سے مجلسیں پڑھتے ہیں - ڈھاکہ میں آپ کی عشرہ محرم کی مجلسیں برسوں سے مومنین سن رہے ہیں اور اشتیاق کم نہیں ہوتا - مضامین نہایت مفید اور پراز معلومات ہوتے ہیں اور فضائل و مصائب میں مستند و صحیح روایات بیان فرماتے ہیں - ماشاء اللہ یہ ہونہار جوان سال مولانا جعفری سلمہ اللہ تعالیٰ گھنٹوں منبر پر شیں طلاقت و فصاحت و بلاغت سے تقریر فرماتے ہیں اس سے پورا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مستقبل بہت درخشاں ہوگا اور وہ دن دور نہیں کہ بجا طور پر تمام مومنین پاکستان کو ان کی ذات پر فخر ہوگا - قدرت نے صاحب زبان کے ساتھ ساتھ آپ کو صاحب قلم بھی بنایا ہے اور عربی و انگریزی کے جامع الریاستین ہونے کے ساتھ ساتھ آپ تقریر و تحریر کے بھی جامع الریاستین ہیں - آپ کی خطابت کا شہرہ آپ کو مشرقی پاکستان سے کراچی لے گیا اور اب عشرہ محرم میں آپ کی سحر بیانی کا فیض کراچی پہونچ رہا ہے اور ڈھاکہ محروم ہے - اب پہلے پہل آپ کے زورِ قلم کا بھی مظاہرہ مومنین کے سامنے آ رہا ہے آپ نے نہایت کاوش فکر و جدوجہد و تحقیقات کر کے ایک ساتھ تین کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں بلا شبہ

آپ نے عربی و انگریزی معلومات و قابلیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے اور صحیح معنی میں وہ کام کیا ہے جو ریسرچ اسکالر کیا کرتا ہے۔

یہ کتابیں "المرتضیٰ" "الشہید" اور "مقصد حسینؑ" ہیں۔ ان کتابوں پر ریویو کرنا مقصود نہیں ورنہ اس تعارفی مضمون کو بہت طول ہو جائے گا۔ اس کی خوبیاں خود پڑھنے والوں پر ظاہر ہو جائیں گی عنوانات تینوں کتابوں میں بالکل اچھوتے ہیں، سرخیاں نئی ہیں اور مولانا کی قوتِ تخیل کی بلندی کا پتہ دیتی ہیں۔ المرتضیٰ میں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے متعلق وہ امور ظاہر کئے ہیں جن کو پڑھ کر دیدۂ دل منور ہو جائیں گے۔

الشہید میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی وہ تمام خصوصیتیں نمایاں ہیں جنھوں نے فرزند رسولؐ کے کارناموں کو غیر فانی بنا دیا ہے۔ مقصد حسینؑ تو اپنی شان کی پہلی کوشش ہے اور اس کے عنوان ہی سے پتہ چلتا ہے کہ اس مقصد عظیم پر جس قدر شکوک و شبہات وساوسِ شیطانی سے وارد کرنے کی کوشش کیجا سکتی ہے۔ مقصدِ حسینؑ میں سب کا جواب موجود ہے۔ نہج البلاغۃ کے خطبوں کے ترجمہ میں مولانا موصوف نے انتہائی احتیاط برتی ہے اور تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق خطبوں کا ترجمہ اردو جیسی کم مایہ زبان میں نہایت لطیف پیرایہ میں کیا ہے۔ اسی طرح الشہید اور مقصد حسینؑ میں حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے معرکۃ الآرا خطبوں کا ترجمہ اور بر محل

انتخاب مولانا کی قوت متخیلہ کا شاہکار ہے۔ اور پھر ان کا ترجمہ جس صحیح
طریقہ سے فرمایا ہے اس سے تقریباً وہی جذبات و اثرات پڑھنے
والوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتے کا یقین ہے جو سامعین کو ہوئے
ہوں گے۔ اسی طرح مخدرات عصمت و طہارت حضرت زینبؑ و حضرت
ام کلثومؑ و حضرت فاطمہؑ بنت الحسینؑ و حضرت سکینہ بنت الحسینؑ سلام
اللہ علیہن کے دل ہلا دینے والے خطبے جنھوں نے تمام عالم اسلام میں
قیامت برپا کردی اور ننگِ انسانیت یزید کی سلطنت کی چولیں ہلا دیں
اور دشمنوں اور مخالفوں کی آنکھوں سے اشکوں کی بارش برسا دی اور
خانوادۂ رسول کریمؐ کی فصاحت و بلاغت ہی نہیں بلکہ حقانیت و خدا پرستی کا
اقرار کرا لیا۔ ہمارے مولانا نے بڑی خوش اسلوبی سے جمع کئے ہیں اور
ان کے ترجموں میں اپنی کمال علمیت و جامعیت و احتیاط کا ثبوت پیش کیا ہے
مجھے یقین ہے کہ یہ تینوں شاہکار سرکارِ مرتضوی اور سرکارِ حسینی میں قبول ہوں گے
یہ تینوں کتابیں جدید طرز تحریر کی آئینہ بردار ہیں۔ جن کا ہر مومن و دوستدار
اہل بیتِ اطہار کے گھر میں رہنا باعثِ برکت دینی و دنیوی ہوگا۔

میری پرخلوص دعا ہے کہ رب العزت مولانا کی عمر و اقبال و عزت
میں ترقی عطا فرمائے اور ان سے ہمیشہ تحریری و تقریری دینِ حق کی
نصرت ہوتی رہے۔

احقر العباد۔ اعجاز حسین جعفری

ڈھاکہ۔ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

حرفِ اوّل

۱۲۷۱۴

امت مسلمہ اچھی طرح جانتی ہے کہ جب کبھی اسلام پر کوئی نازک وقت آیا تو آلِ محمدؐ ہی اسکی حفاظت کرنے والے اور اسکی بنیادوں کو استوار کرنے والے رہے۔ دین و شریعت کی حفاظت میں انھوں نے اپنے مال، اپنی اولاد اور اپنی جانوں تک کو عزیز نہ رکھا۔ خود شہید ہو گئے لیکن اسلام کو حیات ابدی بخشی۔

تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد اسلام نہایت نازک ادوار سے گزرتا رہا اور مسائل اسلام مختلف بدعتوں کا شکار ہوتے رہے۔ یہانتک کہ سنہ ۶۱ھ میں انسانیت کش یزید تخت دمشق پر متمکن ہوا اور کھلم کھلا بھرے دربار میں اسلام و بانیٔ اسلام کی اہانت اور فسق و فجور کا ارتکاب شروع کر دیا۔ اسلام ہر طرح سے یزید کے ظلم و استبداد کا شکار تھا لیکن تمام مسلمانوں میں بنی امیہ کی طاقت اور یزید کا جبر و استبداد سے ٹکرانے کی کسی مسلمان کو ہمت نہ ہوئی۔

حسینؑ فرزند رسولؐ، نورنگاہ بتولؑ، پسر علی مرتضیٰؑ، برادرِ حسن مجتبیٰؑ اسی وقت کے منتظر تھے۔ آپ نے اسلام کی آواز پر لبیک کہا۔ خود شہید ہو گئے لیکن یزیدیت کو فنا کر دیا اور اسلام کی بنیادوں کو قیامت تک کیلئے استوار کر دیا۔

سخت ضرورت تھی کہ امام حسینؑ کی شخصیت اور قاتلانِ امام حسینؑ خصوصاً یزید کی حقیقت پر صحیح تبصرہ کیا جائے۔ اسی غرض کے ماتحت یہ کتاب لکھی گئی۔ اس کے

دو حصے ہیں۔ حصہ اول میں امام حسینؑ کی شخصیت اور حصہ دوم میں قاتلانِ امام حسینؑ کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم امام حسینؑ کی شخصیت اور یزید کی حقیقت کو سمجھیں اور حق و باطل کا فیصلہ کریں۔

سید علی جعفری

چاٹگام۔ ۱۰ اپریل ۱۹۶۱ء

امام حسین علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

شجرہ نسب

فہر (قریش)

حارث — غالب — محارب

لوئی

عامر — قریبہ — کعب — سعد — جشم

بنو معیص — بنو حصل — مرہ — حصص — عدی

تیم — کلاب — یقیظہ

زہرہ — قصی

عبدالدار — عبد مناف — عبدالعزیٰ

عبدالشمس — ہاشم — نوفل

عبدالمطلب
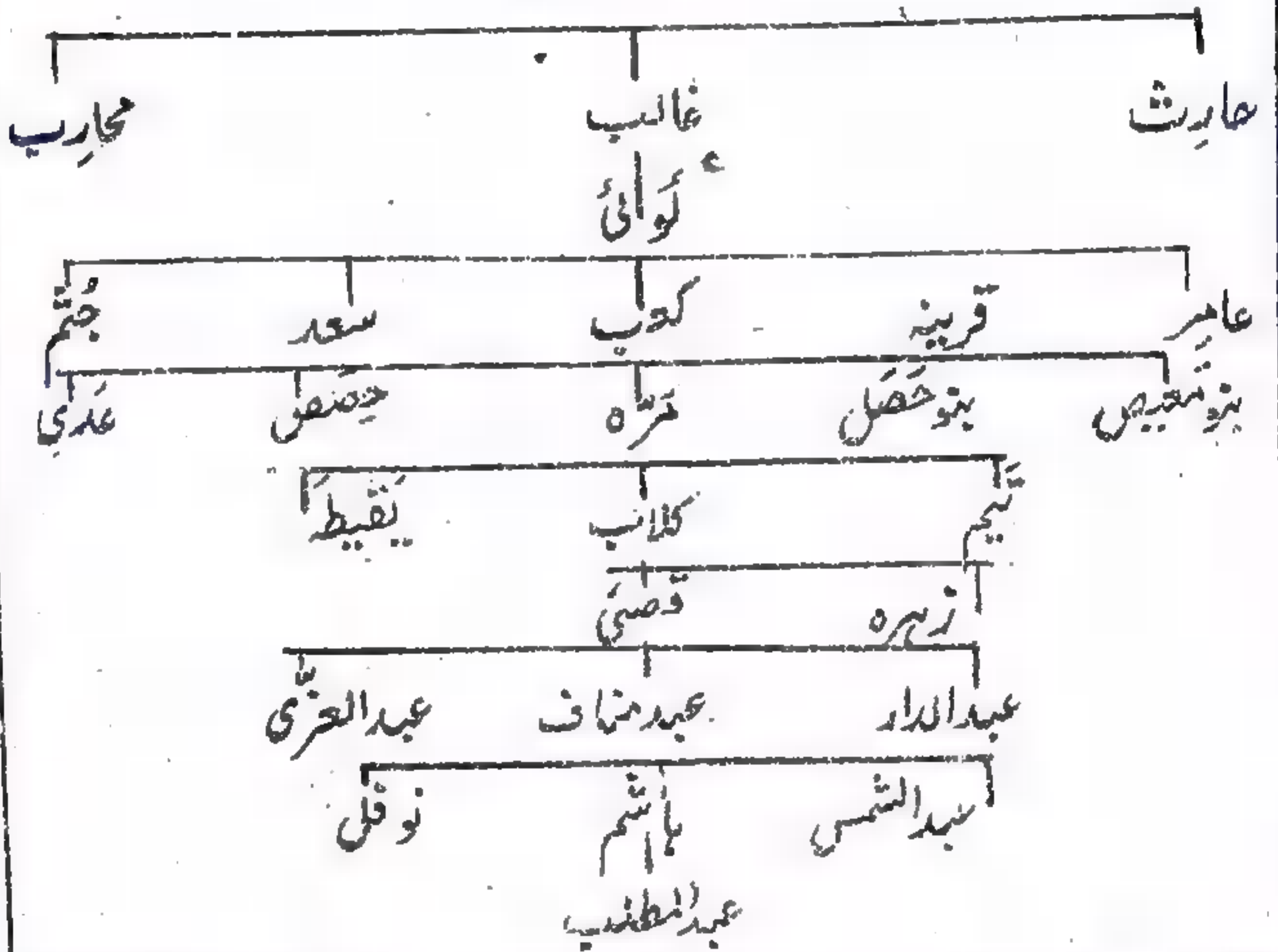
جحل۔ قثم۔ ابولہب۔ حضرت عباس۔ حضرت عبداللہ۔ حضرت ابوطالب۔ حضرت حمزہ۔ زبیر۔ مقوم۔ فرار

حضرت محمدؐ — حضرت علیؑ

حضرت فاطمہؑ

حضرت امام حسینؑ

مختصر سوانح حیات

امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی شبیر اور حسینؑ، کنیت ابو عبداللہ اور مشہور لقب سید الشہداء ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور مادر گرامی حضرت فاطمہؑ بنت حضرت محمد مصطفٰےؐ تھیں۔ آپ کا سلسلہ نسب باپ اور ماں دونوں طرف سے حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم تک پہنچتا ہے۔ ساری دنیا میں آپ اور آپکے بھائی بہنوں سے بڑھکر نجیب الطرفین کوئی پیدا نہیں ہوا۔

آپ تیسری شعبان سنہ ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت چھ مہینے میں ہوئی۔ اور یہ خصوصیت اور شرف صرف آپ کو اور حضرت یحییٰ بن زکریا کو حاصل ہوا۔ جب حضرت رسولؐ کو اپنے نواسہ کی ولادت کی خبر ملی تو آپ تشریف لائے۔ بچہ کو گود میں لیا۔ اپنی زبانِ مبارک بچہ کے دہن میں دی اور پہلی غذا جو اس بچہ کے دہن میں پہونچی وہ آپ کا لعاب دہن تھا۔ آنحضرتؐ نے حکم خدا سے اس بچہ کا نام حسینؑ رکھا۔

امام حسین علیہ السّلام کے بچپن کا زمانہ آغوش رسولؐ میں گذرا۔ رسول اللہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا ہر طرح لحاظ رکھا اور آپ کو اپنے اوصاف و کمالات کا آئینہ بنا دیا۔ رسولؐ کریم نے آپ کی ہر طرح سے دلداری کی کبھی آپ کو اپنے کاندھے پر بٹھائیے، کبھی آپکے ساتھ کھیلیں الپیلائے۔

کبھی آپ کے لئے ناقہ بنتے اور اگر کبھی حسینؑ حالتِ نماز میں آپ کی پشت
مبارک پر سوار ہو جاتے تو آپ سجدہ کو طول دے دیتے مگر حسینؑ کو
اپنی پشتِ مبارک سے خود نہ ہٹاتے۔ اگر حسینؑ کبھی روتے تو رسولؐ اسلام
کو سخت تکلیف ہوتی۔ ایک دفعہ رسولؐ اللہ حضرت فاطمہؑ کے گھر کے
قریب سے گذرے تو آپ نے حضرت حسینؑ کے رونے کی آواز سنی
آپ گھر میں تشریف لائے اور بیٹی سے فرمایا "کیا تمھیں نہیں معلوم کہ
مجھے اس بچہ کے رونے سے سخت تکلیف پہونچتی ہے"

جناب رسالتمآبؐ کی وفات کے بعد اہل بیت رسولؐ پر طرح طرح
کے مصائب ڈھائے گئے۔ رسول کریم کی اکلوتی اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؑ
پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے حضرت علیؑ کے حقوق کو غصب کر لیا
گیا اور آل محمدؐ کو ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ مگر
امام حسین علیہ السّلام نہایت خاموشی اور صبر و سکون کے ساتھ ان تمام واقعات
کا مطالعہ کرتے رہے سنہ ۴۰ھ میں حضرت علی علیہ السّلام شہید کر دیئے گئے
اور سنہ ۵۰ھ میں امام حسن علیہ السّلام کو زہر سے شہید کیا گیا لیکن امام حسین
علیہ السلام نہایت صبر و سکون کے ساتھ اپنے نانا محمد مصطفےٰؐ کے روضہ
مبارک کی مجاوری کرتے رہے اور عبادت الٰہی اور دین اسلام کی ترویج
میں مشغول رہے یہاں تک کہ سنہ ۶۰ھ میں یزید بن معاویہ تخت دمشق پر متمکن
ہوا۔ وہ یزید جس نے دین اسلام کی صورت کو مسخ کر دینا چاہا۔ وہ یزید جو
فاسق و فاجر اور تارک الصلوٰۃ تھا۔ وہ یزید جس کا مشغلہ شراب پینا اور کتوں

اور بندروں کے ساتھ لہو ولعب کرتا تھا۔ وہ یزید جس کی تربیت مسیحیت پر ہوئی تھی۔ وہ یزید جو اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لئے بڑے سے بڑے گناہ کے ارتکاب سے کبھی نہ ہچکچاتا تھا۔ وہ یزید جو اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے ناجائز تعلقات رکھتا تھا۔ وہ یزید جو بھرے دربار میں حضرت محمدؐ اور دین اسلام کا مذاق اڑاتا تھا۔ ایسے ظالم اور بدکار یزید کے پنجہ میں ارکانِ اسلام دم توڑ رہے تھے۔

اہل بیت رسولؐ ہمیشہ خاموش رہ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ لیکن جب اسلام پر کوئی آفت آئی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو گئے۔ دشمنان اسلام کو ملیا میٹ کر دیا بہ ظاہر خود مصائب کا شکار ہوئے مگر اسلام کو حیات ابدی بخشی۔

یزید کی انسانیت کشی اور دین اسلام کی تباہی و بربادی کو دیکھ کر امام حسینؑ اسلام کو بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ حسینؑ جن کے باپ علیؑ مرتضیٰ وصی رسولؐ دادا ابوطالب مددگارِ رسولؐ، ماں فاطمہؑ بنت رسولؐ، نانا محمدؐ مصطفیٰ سید الانبیاء، دادی فاطمہ بنت اسد جن کو آنحضرتؐ ماں کہا کرتے تھے، نانی خدیجۃ الکبریٰ زوجہ رسولؐ اور بھائی حسنؑ مجتبیٰ نورِ نگاہ رسولؐ۔

اسلام کو یزید کے پنجۂ ظلم وستم میں دم توڑتے ہوئے دیکھ کر حسینؑ ابن علیؑ تڑپ اٹھے۔ آپ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے جس کی پیشین گوئیاں کی جا چکی تھیں اور خود آنحضرتؐ نے مختلف مقامات پر

آنے والے واقعات کی خبر دی تھی۔ ناعاقبت اندیش اشخاص میں سے بعض نے ہمدردانہ طور سے اور بعض نے سیاست دنیویہ کے پیشِ نظر امام حسینؑ کو روکنا چاہا لیکن حسینؑ اپنے نانا رسولؐ خدا کے حکم پر قائم رہے اور آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق اپنے اعزا، اصحاب اور مخدرات عصمت و طہارت کے ایک چھوٹے سے قافلہ کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے دوسری محرم کو زمین کربلا پر وارد ہوئے لشکر یزید پے در پے آتا رہا مگر حسینؑ اور حسینؑ کے بہادر اصحاب کے چہروں پر کوئی اضمحلال نہیں۔ ساتویں محرم سے آل محمدؐ پر پانی بند کر دیا گیا مگر حسینؑ سجدہ شکر ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح عاشور خیامہائے حسینی سے نعرہ تکبیر کی آواز بلند ہوئی حسینؑ اور اصحاب حسینؑ نے نماز صبح ادا کی۔ مجاہدین راہ خدا جہاد میں مشغول ہو گئے۔ حسینؑ تین دن کے بھوکے پیاسے ہر شہید کی لاش پر پہونچے۔ جب تمام اصحاب و انصار شہید ہو چکے تو حسینؑ خود جہاد کے لئے نکلے رسولؐ کے گھوڑے پر سوار اور ہاتھ میں ذوالفقار۔ ایسا جہاد کیا کہ لشکر یزید سے الاماں کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اب وقت ختم ہو چکا تھا۔ جنت آراستہ کی جا چکی تھی، حضرت محمدؐ، حضرت فاطمہؑ، حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، انبیائے کرامؑ اور فرشتے سب کے سب حسینؑ کے منتظر تھے حسینؑ نے تلوار نیام میں رکھ لی، ذوالجناح کی پشت پر رکوع کیا اور زمین کربلا پر وقت عصر آخری سجدہ ادا کیا۔ اور وہ آفتاب امامت جو ۳ شعبان سنہ ۴ھ کو مشرقِ مدینہ سے طالع ہوا تھا۔ ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ کو مغربِ کربلا میں

اپنے چہرہ پر خون ملے ہوئے غروب کر گیا۔

حسینؑ بظاہر دنیا سے اٹھ گئے مگر قیامت تک کے لئے اسلام کی بنیادوں کو استوار کر گئے۔ آج شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک ہر طرف حسینؑ کی یاد باقی ہے اور قیامت تک زبانوں پر حسینؑ حسینؑ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اپنی مشہور رباعی میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ ؛ دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سر داد و نداد دست در دستِ یزید ؛ حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

جو دہکتی آگ کے شعلوں میں سویا وہ حسینؑ
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا وہ حسینؑ
جو جواں بیٹے کی میت پر نہ رویا وہ حسینؑ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا وہ حسینؑ

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا ؛ خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا

(جوشؔ)

حصّہ اوّل

امام حسینؑ علیہ السَّلام کی شخصیت، خدا، رسولِ خدا، انبیاءؑ ومرسلینؑ، آلِ رسولؐ، اصحاب وازواجِ رسولؐ، ازواجِ اصحابِ رسولؐ، اصحابِ حسینؑ، مفکرین اسلام، مفکرین مغرب، اور مخلوقاتِ عالم کی نگاہ میں۔

باب اوّل (آیات قرآنی)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت خداوند عالم کی نگاہ میں،

اخرج الحاکم من طرق متعددہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال جبرئیلؑ قال اللہ تعالےٰ "انی قتلت بدم یحییٰ بن زکریاؑ سبعین الفًا وانی قاتل بدم الحسینؑ بن علی سبعین الفًا"

○

"حاکم نے متعدد طریقوں سے روایت کی ہے کہ خدا نے حضرت جبرئیل سے اور حضرت جبرئیل نے حضرت رسولؐ سے کہا (خدا نے فرمایا) "میں نے یحییٰ بن زکریا کے خونِ ناحق کے عوض ستر ہزار (نفوس) قتل کیے اور حسینؑ بن علیؑ کے خونِ ناحق کے عوض ستر ہزار (نفوس) کو قتل کروں گا"،

(صواعق محرقہ ص ۱۹۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

قولہ تعالیٰ :- فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

(پارہ۔ ۱۔ بقرہ۔ آیت ۳۷)

○

اخرج ابن النجار عن ابن عباس قال " سئل رسول اللہ صلعم عن الکلمات التی تلقاھا آدمؑ من ربہ فتاب علیہ " فقال (ع) سأل بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ فتاب علیہ "

(تفسیر در منثور جلد۔ ۱)

○

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال سئل النبی صلعم عن الکلمات التی تلقاھا آدمؑ من ربہ فتاب علیہ قال " سئلہ بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ فتاب علیہ و غفر لہ "

(ینابیع المودۃ ص۹۷)

پہلی آیت

(حضرت آدمؑ کی توبہ کس طرح قبول ہوئی)

خدا فرماتا ہے:۔ "پھر حضرت آدمؑ نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے۔ پس خدا نے (ان الفاظ کی برکت سے) حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے"۔

○

ابن نجار نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا گیا جن کو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھا تھا (اور جن کے واسطہ سے توبہ کی تھی) اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ (حضرت آدمؑ نے) محمدؐ علی فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام کا واسطہ دیکر خدا سے توبہ کی تو خدا نے آپ کی توبہ قبول فرمائی"۔

(تفسیر درمنثور جلد-۱)

○

سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا گیا جنکو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھا تھا اور جن کے واسطے سے توبہ کی تھی تو) خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ آپ نے جواب دیا "حضرت آدمؑ نے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دیکر خدا سے سوال کیا خدا نے آپ کی توبہ قبول کی اور آپ کو معاف کر دیا"۔

(ینابیع المودۃ ص ۹۷)

۲

قولہ تعالٰی:- واذا ابتلیٰ ابراہیم ربّہ بکلماتٍ فاتمھنّ قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین ○

(پارہ ۱- بقرہ- آیت ۱۲۴)

○

عن المفضل قال سئلت جعفر الصادقؑ عن قولہ عزوجل واذا ابتلیٰ ابراہیم ربہ بکلماتٍ الآیۃ - قال ھی الکلمات التی تلقاھا آدم من ربّہ فتاب علیہ وھواتہ قال یارب اسالک بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ الا تبت علیّ فتاب علیہ- انہ ھو التوّاب الرّحیم فقیل لہ یا ابن رسول اللہؐ فما یعنی یقولہ عزوجل فاتمھنّ قال یعنی اتمھن الی القائم اثنی عشر اماما تسعۃ من ولد الحسینؑ"

(تفسیر صافی وینابیع المودۃ صـ۹۷)

دوسری آیت

(ظالم کبھی امام نہیں ہو سکتا)

خدا فرماتا ہے:۔" (اے رسولؐ وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب حضرت ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انھوں نے پورا کر دیا تو خدا نے فرمایا "میں تم کو (لوگوں کا) پیشوا بنانے والا ہوں"۔ (حضرت ابراہیم نے) عرض کیا اور میری اولاد میں سے" فرمایا (ہاں۔ مگر) میرے اس عہدہ پر ظالموں میں سے کوئی شخص فائز نہیں ہو سکتا۔"

○

مفضل کے سوال کے جواب میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ جب ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا تو یہ باتیں وہی باتیں تھیں جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھی تھیں اور (جن کے واسطہ سے) خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ اس کی صورت یہ تھی کہ حضرت آدمؑ نے عرض کیا تھا "اے پروردگار میں تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دیتا ہوں۔ تو میری توبہ قبول فرما" تو خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے (انھیں باتوں میں ابراہیمؑ کو بھی آزمایا گیا) پوچھا گیا، فرزند رسولؐ۔ اتمھن (انھوں نے پورا کر دیا) کے کیا معنی ہوں گے؟ فرمایا "اس کے معنی یہ ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ آزمایش میں کامیاب ہوئے تو خدا نے (حضرت قائمؑ تک بارہ امام پورے کر دیئے (حضرت علیؑ حضرت حسنؑ حضرت حسینؑ کے علاوہ) نو امام اولاد امام حسینؑ میں سے ہونگے (اسطرح بارہ امام پورے ہو گئے)

(تفسیر صافی و ینابیع المودۃ ص۹۷)

(۳)

قولہ تعالیٰ:۔ فمن حاجّک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ○

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۶۱۔)

○

قال فی الکشاف "لا دلیل اقوی من ھذا علی فضل اصحاب الکساء وھم علیؑ وفاطمۃؑ والحسنانؑ لانھا لما نزلت دعاھم فاحتضن الحسینؑ واخذ بید الحسنؑ ومشت فاطمۃؑ خلفہ وعلیؑ خلفھما فعلم انھم المراد من الآیۃ"

(صواعق محرقہ صـ۱۵۳)

○

وقد غدا (ص) محتضناً الحسینؑ اخذ ابید الحسنؑ وفاطمۃؑ تمشی خلفہٗ وعلیؑ خلفھا ویقول "اذا انا دعوت فامنوا"

(تفسیر صافی)

تیسری آیت

(آیہ مباہلہ)

خدا فرماتا ہے: "(اے رسول) جب آپ کے پاس علم (قرآن) آچکا اس کے بعد اگر آپ سے کوئی (نصرانی حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں) حجت کرے تو کہہ دیجئے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں"

○

(علامہ زمخشری) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ اصحاب کساء یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے فضائل و مناقب پر اس آیت سے بڑھ کر کوئی دوسری قوی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت حسینؑ کو گود میں لیا حضرت حسنؑ کا ہاتھ پکڑا حضرت فاطمہؑ آنحضرتؐ کے پیچھے چلیں اور حضرت علیؑ ان دونوں کے پیچھے چلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انھیں حضرات کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔"

(صواعق محرقہ ص ۱۵۳)

○

(دوسرے دن) صبح کو آنحضرتؐ نے حضرت حسینؑ کو گود میں لیا، حضرت حسنؑ کا ہاتھ پکڑا حضرت فاطمہؑ آنحضرتؐ کے پیچھے چلیں اور حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ کے پیچھے چلے آنحضرتؐ نے ان حضرات سے فرمایا "جب میں بددعا کروں تو تم سب آمین کہنا"

(تفسیر صافی)

(۲)

قولہ تعالیٰ:- واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ○

(پارہ-۴-آل عمران آیت ۱۰۳)

○

عن الباقرؑ آل محمد ھم حبل اللہ المتین الذی امر بالاعتصام بہ فقال واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا"

(تفسیر صافی)

○

اخرج الثعلبی فی تفسیرھا عن جعفر الصادقؑ انہ قال "نحن حبل اللہ الذی قال اللہ فیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا"

(صواعق محرقہ ص ۱۴۹)

چوتھی آیت

(حبل اللہ)

خدا فرماتا ہے:۔ "اور تم سب کے سب (مل کر) خدا کی رسّی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو"

○

حضرت امام محمد باقرؑ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ آل محمدؐ ہی اللہ کی وہ مضبوط رسی ہیں جس سے وابستہ رہنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے "تم سب کے سب خدا کی رسّی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو"

(تفسیر صافی)

○

ثعلبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا "ہم ائمہ اہل بیت ہی خدا کی وہ مضبوط رسی ہیں جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ "تم سب کے سب خدا کی رسی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو"

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۹)

۵

قولہ تعالیٰ:- ام یحسدون الناس علیٰ ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما ○

(پارہ ۵- نساء آیت ۵۴)

○

فی الکافی عنہمؑ "نحن المحسودون الذین قال اللہ علیٰ ما آتانا اللہ من الامامۃ"

(تفسیر صافی)

○

"اخرج ابوالحسن المغازلی عن الباقرؑ انہ قال" فی ھذہ الآیۃ نحن الناس واللہ"

(صواعق محرقہ ص ۱۵۱)

پانچویں آیت

(کن لوگوں سے حسد کیا گیا)

خدا فرماتا ہے :۔ "یا خدا نے جو اپنے فضل سے (تم) لوگوں کو عطا فرمایا ہے اس کے رشک پر چلے جاتے ہیں (تو اس کا کیا علاج ہے) ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور عقل کی باتیں عطا فرمائی ہیں اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی"

○

کافی میں ائمہ طاہرین علیہم السّلام سے روایت ہے " ہم (ائمہ طاہرین ہی) وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خدا نے اس آیت میں کیا ہے۔ کیونکہ خدا نے ہم (ائمہ طاہرین) کو امامت کے عہدہ پر سرفراز فرمایا اس لئے لوگ ہم سے حسد کرتے ہیں"

(تفسیر صافی)

○

ابوالحسن مغازلی روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا "بخدا اس آیت میں ہم ہی وہ لوگ ہیں (جن سے لوگ حسد کرتے ہیں)"

(صواعق محرقہ ص ۱۵۰)

۶

قوله تعالیٰ :۔ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۞

(پارہ ۔ ۱۴ ۔ نحل ۔ آیت ۴۳)

۞

عن جابر بن عبد الله قال قال علیؑ بن ابی طالب " نحن اهل الذکر "

(ینابیع المودۃ صـ۹۷)

۞

عن علی بن موسیٰ قال " نحن اهل الذکر لان الذکر رسول اللهُ (ص) و نحن اهله حیث قال تعالیٰ فی سورة الطلاق " فاتقوا الله یا اولی الالباب الذین امنوا قد انزل الله الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم ایات الله بینات "

(ینابیع المودۃ صـ۱۴۸)

چھٹی آیت

(اہل ذکر)

خدا فرماتا ہے :- "اگر تم خود نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر (ائمہ طاہرین اور اُن کے قائم مقام عالموں) سے پوچھو"

○

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ نے فرمایا "اس آیت میں (اہل ذکر سے مراد) ہم (ائمہ طاہرین) ہیں"

(ینابیع المودۃ ص۹۷)

○

حضرت علی بن موسیٰ علیہما السّلام فرماتے ہیں "ہم (اہل بیت رسولؐ) ہی اہل ذکر ہیں۔ کیونکہ رسول اللہؐ ذکر ہیں اور ہم ان کے اہل (بیت) ہیں۔ آنحضرتؐ کے ذکر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خداوند عالم نے سورہ طلاق میں فرمایا ہے "اے صاحبان عقل جو ایمان لا چکے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ بیشک خدا نے تم سب کی طرف ذکر (یعنی) رسول کو بھیجا جو تم لوگوں میں آیات خدا کی تلاوت کرتا ہے"

(ینابیع المودۃ ص۱۱۸)

۷

قولہ تعالیٰ:۔ "وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدیٰ ٥

(پارہ ۱۶۔ طہ۔ آیت ۸۲)

٥

قال ثابت البنانی "اهتدیٰ الیٰ ولایه اهل بیته صلعم"

٥

اخرج احمد انه صلی الله علیه وسلم اخذ بید الحسنینؑ وقال "من احبنی واحب هذین وابا هما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامه"

(صواعق محرقہ ص۱۵۱)

٥

ساتویں آیت

(ولایت اہل بیت)

خدا فرماتا ہے :- "اور جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے پھر ثابت قدم رہے تو ہم اس کو ضرور بخشنے والے ہیں"۔

○

ثابت البنانی کہتے ہیں کہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو اہل بیت رسول علیہم السلام کی ولایت پر ثابت قدم رہے (تو بے شک خدا اس کو ضرور بخشنے والا ہے)

○

احمد نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "جو شخص مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے باپ (حضرت علیؑ) سے اور ان دونوں کی ماں (حضرت فاطمہؑ) سے محبت رکھتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا"۔

(صواعق محرقہ ص ۱۵۱)

۸

قولہ تعالیٰ:- "وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا لا نسئلک رزقًا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقویٰ ۝

(پارہ - ۱۶۔ طٰہٰ۔ آیت ۱۳۲)

وفی مودۃ القربیٰ عن انس بن مالک عن زید بن علیؑ بن الحسینؑ عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم قال کان النبیؐ یاتی کل یوم باب فاطمہؑ عند صلوۃ الفجر فیقول "الصلوۃ یا اھل بیت النبوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" تسعۃ اشھر بعد ما نزلت وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا وروی ھذا الخبر اکثر من ثلثمأۃ صحابۃ -

(ینابیع المودۃ ص۱۴۷)

آٹھویں آیت

(حضرت رسولؐ کو خدا کا ایک اہم حکم)

خدا فرماتا ہے :- (اے رسول) " اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے۔ ہم آپ سے روزی تو طلب کرتے نہیں (بلکہ) ہم تو خود آپ کو روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام تو بخیر ہے "

○

انس بن مالک نے حضرت زید سے، انھوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علیؑ ابن الحسینؑ سے، انھوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ اس آیت (کہ اے رسولؐ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے) کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نو مہینے تک (برابر) نماز صبح کے وقت حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر آتے تھے اور فرماتے تھے " اے اہل بیت نبوت نماز پڑھو بے شک خدا چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائیوں سے دور رکھے اور جو پاک وپاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک وپاکیزہ رکھے " اس حدیث کو تین سو سے زیادہ صحابہ نے بیان کیا ہے۔

(ینابیع المودۃ صہ ۱۷۴)

○

۹

قوله تعالیٰ:- انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا ○

(پارہ۔ ۲۲۔ احزاب۔ آیت ۳۳)

○

عن الباقرؑ نزلت ھذہ الآیۃ فی رسولؐ اللہ وعلیؑ بن ابیطالب وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ وذلک فی بیت ام سلمۃ زوجۃ النبیؐ فدعا رسول اللہ امیرالمومنینؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ ثم البسھم کساء لہ خیبریًا ودخل معھم فیہ ثم قال "اللھم ھٰؤلاء اھل بیتی الذین وعدتنی فیھم ما وعدتنی اللھم اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا" فقالت ام سلمۃ وانا معھم یارسول اللہ" قال" البشری یاام سلمۃ فانک الیٰ خیر"

(تفسیر صافی)

○

اخرج احمد عن ابی سعید الخدری "انھا نزلت فی خمسۃ النبیؐ وعلیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ"

(صواعق محرقہ ص۱۴۱)

نویں آیت

(آیۂ تطہیر)

خدا فرماتا ہے: "اے پیغمبر کے اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے"۔

○

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ یہ آیت رسولؐ اللہ، علیؑ بن ابی طالب، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السّلام کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ آیت آنحضرتؐ کی زوجہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی (جب یہ آیت نازل ہوئی) تو آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلایا اور اپنی خیبری چادر ان کو اڑھائی اور خود بھی ان حضرات کے ساتھ اس چادر میں داخل ہوئے اور فرمایا "اے خدایا میرے اہل بیت ہیں جن کے بارے میں تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے جو کچھ بھی تو نے وعدہ کیا ہے۔ اے خدا ان کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھ اور ان کو پاک و پاکیزہ رکھ جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے کا" حضرت ام سلمہ نے پوچھا "یا رسول اللہ کیا میں بھی ان حضرات کے ساتھ (اہل بیت میں داخل) ہوں؟" آنحضرت نے فرمایا (نہیں لیکن) "اے ام سلمہ تم کو خوش خبری ہے کہ تمہارا انجام بخیر ہے"۔ (تفسیر صافی)

○

حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت پانچ حضرات (یعنی) حضرت نبیؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

(صواعق محرقہ ص ۱۴۱)

۱۹

قولہ تعالیٰ:۔ "قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ٥"

(پارہ ۲۵۔ شوریٰ۔ آیت ۲۳)

○

فی الکافی عن الصادقؑ "انہا نزلت فینا خاصۃً فی اہل البیت فی علیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ اصحاب الکساء"

(تفسیر صافی)

○

الحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتہم قال علیؑ و فاطمہؑ وابناھما"

(صواعق محرقہ ص ۱۶۸)

○

دسویں آیت

(آیۂ مودت)

خدا فرماتا ہے:۔ "(اے رسولؐ! (مسلمانوں سے) کہہ دیجئے کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا"

○

کافی میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے (آپ نے فرمایا) "یہ آیت خاص طور سے ہم اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی۔ (یہ آیت) اہل بیت اور اصحاب کساء یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

(تفسیر صافی)

○

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا "یا رسول اللہؐ آپ کے وہ کون سے قرابت دار ہیں جن کی محبت ہم سب پر فرض ہے؟" آنحضرتؐ نے فرمایا "وہ علیؑ، فاطمہؑ، اور ان دونوں کے بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ) ہیں"

(صواعق محرقہ صـ ۱۶۸)

۱۱

قولہ تعالیٰ:- وجعلها كلمةً باقية في عقبه لعلهم يرجعون ۝

(پارہ-۲۵-زخرف آیت ۲۸)

○

فی المناقب ان النبیؐ سئل عن هذه الاية فقال "الامامة فی عقب الحسینؑ یخرج من صلبه تسعة من الائمة منهم مهدی هذه الامة "

(تفسیر صافی)

○

عن ثابت الثمالی عن علیؑ بن الحسینؑ قال "جعل الامامة فی عقب الحسینؑ الی یوم القیامة"

(ینابیع المودة ص ۱۱۷)

○

گیارہویں آیت

(امامت صلب امام حسینؑ میں)

خدا فرماتا ہے:۔ "اور اسی ایمان کو ابراہیمؑ اپنی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے والی بات چھوڑ گئے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں"

○

حضرت نبیؐ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "امامت حضرت حسینؑ کی صلب میں (باقی) رہے گی۔ اور آپ کی صلب سے نو امام پیدا ہوں گے جن میں (سے آخری) اس امت کے مہدیؑ ہوں گے۔

(تفسیر صافی)

○

ثابت ثمالی نے حضرت علی بن الحسینؑ سے روایت کی ہے کہ (خدا نے) امامت کو امام حسینؑ کی صلب میں قیامت تک کے لئے قرار دیا ہے

(ینابیع المودة ص۱۱۷)

○

۱۴

قولہ تعالیٰ:۔ "فما بکت علیہم السّماء والارض وما کانوا منظرین○"

(پارہ ۲۵۔ دخان۔ آیت ۲۹)

○

عن امیرالمومنینؑ قال "مابکت السّماء والارض الّا علی یحیی بن زکریا وعلی الحسین بن علی،، وفی المجمع عن الصادقؑ قال "بکت السّماء علی یحیی بن زکریا وعلی الحسین بن علی اربعین صباحاً ولم تبک الا علیہما" قیل "فما بکاءُ ہا؟" قال "کانت تطلع حمراء وتغیب حمراء"

(تفسیر صافی)

○

بارہویں آیت

(آسمان اور زمین صرف حضرت یحیٰؑ اور حضرت حسینؑ پر روئے)

خدا فرماتا ہے: "تو ان لوگوں پر آسمان اور زمین کو بھی رونا نہ آیا اور نہ ہی انھیں مہلت دی گئی"

(اس آیت کی تفسیر میں صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تو اس مصیبت پر آسمان بھی رویا اور آسمان کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہے)

○

حضرت امیر المومنین سے روایت ہے کہ "آسمان اور زمین صرف حضرت یحیٰؑ ابن زکریا اور حضرت حسینؑ ابن علیؑ پر روئے"، حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "آسمان چالیس روز تک حضرت یحیٰؑ ابن زکریاؑ اور حضرت حسینؑ بن علیؑ پر رویا کیا اور ان دونوں حضرات کے علاوہ اور کسی پر نہیں رویا"۔ لوگوں نے پوچھا "آسمان کے رونے سے کیا مطلب ہے؟" فرمایا "آسمان کے رونے سے مراد اس کا سرخ ہونا ہے۔ اسی لئے سورج کے نکلتے اور ڈوبنے کے وقت اس کا رنگ سرخ رہتا ہے"۔

(تفسیر صافی)

(۱۳)

قولہ تعالیٰ:۔ ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا حتی اذا بلغ اربعین سنۃً قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ○

(پارہ-۲۶-احقاف آیت ۱۵)

○

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حملت فاطمۃ علیہا السلام بالحسین جاء جبرئیل الی رسول اللہ فقال ان فاطمۃ تلد غلاما تقتلہ امتک من بعدک فلما حملت فاطمۃ بالحسین کرہت حملہ وحین وضعتہ کرہت وضعہ۔ ثم قال ابو عبد اللہ لم ترفی الدنیا ام تلد غلاما تکرہہ ولکنہا کرہتہ لما علمت انہ سیقتل وفیہ نزلت ہذہ الآیۃ " ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا۔ حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا"

(تفسیر صافی)

تیرھویں آیت

(ولادت حسینؑ کے متعلق)

خدا فرماتا ہے :- "اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنیکا حکم دیا (کیونکہ) اسکی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا اور رنج ہی سے اس کو جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کی دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوئے یہاں تک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہونچتا اور چالیس برس (کے سن) کو پہونچتا ہے تو (خدا سے) عرض کرتا ہے۔ پروردگار تو مجھے توفیق عطا فرما کہ تو نے جو احسانات مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں۔ میں ان احسانوں کا شکریہ ادا کروں۔ اور یہ (بھی توفیق دے) کہ میں ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح و تقوٰی پیدا کر میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرمانبرداروں میں ہوں"

◎

حضرت صادق آلِ محمد علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب امام حسینؑ حضرت فاطمہؑ کے بطن مبارک میں تشریف لائے تو جبرئیل امین حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ! حضرت فاطمہؑ سے ایک فرزند ہوگا جس کو آپ کی امت آپ کے بعد شہید کر ڈالے گی۔ چنانچہ جب امام حسینؑ حضرت فاطمہ کے بطن مبارک میں تشریف لائے تو آپ کو بہت شاق گذرا اور جب امام حسینؑ پیدا ہوئے اس وقت بھی آپ بہت رنجیدہ ہوگئیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں دنیا میں کوئی ماں اپنے بچے کی پیدائش پر رنجیدہ نہیں ہوتی لیکن حضرت فاطمہ (امام حسینؑ کی پیدائش پر) رنجیدہ ہوئیں۔ کیونکہ آپ جانتی تھیں کہ امام حسینؑ شہید کر دیئے جائینگے۔ اسی سلسلہ میں (امام حسینؑ کی شان میں) یہ آیت نازل ہوئی۔"

(تفسیر صافی)

۱۴

قولہ تعالیٰ:- "مرج البحرین یلتقیان ○ بینھما برزخ لایبغیان ○ فبای الاء ربکما تکذبان ○

(پارہ - ۲۷ رحمٰن - آیت - ۱۹)

○

فی المجمع عن سلمان الفارسی " ان البحرین علیؑ وفاطمۃؑ و البرزخ محمدؐ واللؤلوء والمرجان الحسنؑ والحسینؑ "

(تفسیر صافی)

○

عن انس بن مالکؓ فی قولہ تعالیٰ مرج البحرین یلتقیان قال علیؑ وفاطمہ رضی اللہ عنہما یخرج منہما اللولوء والمرجان قال الحسنؑ والحسینؑ " (رواہ صاحب کتاب الاربعین)

(نور الابصار ص ۱۱۲)

○

چودھویں آیت

(لولوء اور مرجان)

خدا فرماتا ہے :۔ " اس نے دو دریا بہائے جو باہم مل جاتے ہیں۔ دونوں کے درمیان ایک حد فاصل (آڑ) ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ (اے جن وانس) تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں "

○

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ " دو دریا حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ، برزخ حضرت محمدؐ اور موتی اور مونگے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں۔

(تفسیر صافی)

○

حضرت انس بن مالک اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ " دونوں دریا سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں اور موتی اور مونگے سے مراد حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں " (اس روایت کو صاحب کتاب درر نے نقل کیا ہے)

(نورالابصار ص ۱۱۲)

۱۵

قولہ تعالیٰ :۔ یاآیتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۝

(پارہ ۔ ۳۰ ۔ فجر ۔ آیت ۲۰ ۔ ۲۷)

۝

عن الصادقؑ اقرؤا سورۃ الفجر فی فرائضکم ونوافلکم فانہا سورۃ الحسین بن علیؑ من قراہا کان مع الحسینؑ یوم القیامۃ فی درجتہ من الجنۃ ۔

(تفسیر صافی)

۲

(پندرہویں آیت)

(سورہ فجر امام حسینؑ کا سورۃ ہے)

خدا فرماتا ہے :- "اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا"

○

حضرت صادق آل محمدؑ نے (لوگوں سے) فرمایا " اپنی واجبی اور سنتی نمازوں میں سورہ فجر پڑھا کرو کیونکہ یہ سورہ حضرت حسینؑ بن علیؑ کا سورہ ہے۔ جو اس سورہ کو پڑھے گا وہ قیامت کے دن جنت میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ان کے درجہ میں ہو گا۔

(تفسیر صافی)

○

باب دوم (احادیث)

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت رسولؐ عالم کی نگاہ میں

عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسولؐ اللہ یقول "من سرّہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسینؑ بن علیؑ"

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولؐ کو فرماتے ہوئے سنا "جو اہل جنت کے سردار کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے اس کو چاہیے کہ حسینؑ بن علیؑ کو دیکھے"

(نور الابصار ص ۱۲۶)

۱۶

ابن عباس والصادقؑ ان الحسینؑ لما ولد امر الله جبرئیل ان یھبط فی الف من الملائکۃ فیھنی رسول اللهؐ من الله تعالیٰ ومن جبرئیل قال فھبط جبرئیل فمر علی جزیرۃ فی البحر فیھا ملک یقال لہ فطرس وکان من الحملۃ فبعثہ الله فی شی فابطاء علیہ فکسر جناحہ والقاہ فی تلک الجزیرۃ فعبد الله سبحانہٗ عام حتی ولد الحسینؑ فقال الملک لجبرئیل این ترید قال ان الله عزوجل انعم علیٰ محمد بنعمۃٍ فبعث اھنیہ من الله ومنی فقال یا جبرئیل احملنی معک لعل محمداً ایدعو لی قال فحملہ فلما دخل جبرئیل علی النبیؐ ھناہ من الله ومنہ واخبرہ بحال فطرس فقال لہ النبیؐ قل یتمسح بھذا المولود وعد الی مکانک قال فتمسح فطرس بالحسینؑ وارتفع"

(مناقب جلد۲ صفحہ ۸۰)

○

۱۶

(خدا اور ملائکہ کی رسولؐ کریم کو مبارکبادی)

حضرت ابن عباس اور حضرت صادق آل محمدؐ سے روایت ہے کہ جب حضرت حسینؑ پیدا ہوئے تو خدا نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ وہ ایک ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر بارگاہ رسولؐ میں جائیں اور خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے رسول کریمؐ کو مبارکبادی پیش کریں۔ جبرئیل (گروہ ملائکہ کے ساتھ) زمین کی طرف آرہے تھے کہ ان کا گذر سمندر کے ایک جزیرہ کی طرف سے ہوا۔ اس جزیرہ میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام فطرس تھا جو حاملان عرش سے تھا۔ اس کو خدا نے کسی کام کے لئے بھیجا تھا لیکن اس نے تعمیل حکم میں تاخیر کی اس لئے (اس پر عتاب ہوا) خدا نے اس کے بازو توڑ دیئے اور اس جزیرہ میں پھینک دیا۔ وہ (فرشتہ) سات سو برس تک خدا کی عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ امام حسینؑ پیدا ہوئے تو اس نے حضرت جبرئیل (کو گروہ ملائکہ کے ساتھ زمین پر اترتے ہوئے دیکھ کر ان) سے پوچھا "کہاں جا رہے ہو؟" حضرت جبرئیل نے جواب دیا "خداوند عالم نے حضرت محمدؐ کو اپنی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے (حضرت محمدؐ کے نواسہ حضرت حسینؑ پیدا ہوئے ہیں) خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے

حضرت محمدؐ کی خدمت میں مبارک بادی پیش کروں" فطرس نے کہا "اے جبرئیل اپنے ساتھ مجھے بھی لے چلو۔ امید ہے کہ حضرت محمدؐ میرے لئے دعا فرمائیں گے"۔ حضرت جبرئیل نے اس فرشتہ کو اپنے ساتھ لے لیا اور رسول کریمؐ کی بارگاہ میں پہونچ کر (ولادت حسینؑ کی خوشی میں) خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارک بادی پیش کی اور فطرس کی حالت بھی بیان کی۔ حضرت نبیؐ نے فرمایا "فطرس سے کہو اپنا جسم اس مولود (حضرت حسینؑ) کے جسم سے مس کرے اور (ملاء اعلیٰ میں) اپنی جگہ پر واپس جائے"۔ فطرس نے اپنے جسم کو امام حسینؑ کے جسم سے مس کیا اور (یہ کہتا ہوا کہ کون میری برابری کر سکتا ہے۔ میں تو حسینؑ کا آزاد کردہ ہوں) پرواز کر گیا۔

(مناقب جلد ۴ صفحہ ۸۰)

○

۱۷

اخرج البخاری عن ابن عمر قال قال رسول اللہ "ھما ریحانتای من الدنیا یعنی الحسن والحسین"

○

انس بن مالک یقول سئل رسول اللہ ای اھل بیتک احب الیک قال "الحسن والحسین" وکان یقول لفاطمۃ "ادعی لی ابنی" فیشمھما ویضمھما

○

عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ "حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا"

(ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۴)

١٧

(حسنؓ اور حسینؓ گلہائے رسالت کی خوشبو ہیں)

بخاری نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "حسنؓ اور حسینؓ میری دنیا کی خوشبو ہیں"

○

انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں کون سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے؟ "فرمایا "حسنؓ اور حسینؓ" آپ اکثر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کرتے تھے "میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ" (جب حسنؓ اور حسینؓ آجاتے تھے تو) آپ ان کی خوشبو سونگھتے تھے اور ان کو سینے سے لگاتے تھے۔

○

یعلی ابن مرہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا "حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں۔ جو حسینؓ کو دوست رکھتا ہے۔ اس کو خدا دوست رکھتا ہے"

(ترمذی جلد دوم صفحہ ٢٢٠)

۱۸

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ " الحسنؓ و الحسینؓ سید اشباب اھل الجنۃ"

(ترمذی۔ جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

○

اخرج احمد والترمذی والنسائی وابن حبان عن حذیفۃ ان النبیؐ قال لہ " اما رایت العارض الذی عرض لی قبل ذلک ھو ملک من الملائکۃ لم یھبط الی الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ عزوجل ان یسلم علیّ ویبشرنی ان الحسنؑ والحسینؑ سید اشباب اھل الجنۃ وان فاطمۃؑ سیدۃ نساء اھل الجنۃ "

(صواعق محرقہ: صفحہ ۱۸۹)

○

(۱۸)

(حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "حسنؑ اور حسینؑ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں"

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

○

احمد، ترمذی، نسائی، اور ابن حبان حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ (حضرت حذیفہ کہتے ہیں) کہ ان سے حضرت نبیؐ نے فرمایا "کیا تم نے اس آنے والے کو نہیں دیکھا جو (کچھ دیر) پہلے میرے پاس آیا تھا۔ وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا۔ اس فرشتہ نے خدا سے اجازت مانگی کہ وہ (زمین پر آکر) مجھے سلام کرے اور خوش خبری دے کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور حضرت فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں"

(صواعق محرقہ ص۱۸۹)

○

۱۹

عن عمران بن سلیمان قال الحسنؑ والحسینؑ اسمان من اسماء اھل الجنة ما سمیت العرب بھما فی الجاھلیة

(صواعق محرقہ ص۱۹۰)

○

عن ابی ھریرۃؓ قال قدم راھب فقال "دلونی الی منزل فاطمۃؑ قال فدلوہ علیھا فقال لھا یا بنت رسول اللہ اخرجی الی ابنیک فاخرجت الیہ الحسن والحسین فجعل یقبلھما و یبکی و یقول اسمھما فی التوراۃ شبر و شبیر، و فی انجیل طاب و طیب، ثم سئل عن صفۃ النبیؐ فلما ذکروہ قال" اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ"۔

(مناقب جلد ۲ ص۲۳)

(۱۹)

(حسنؑ اور حسینؑ اہل جنت کے نام ہیں)

عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ (رسولؐ نے فرمایا) "حسنؑ اور حسینؑ جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں۔ عرب زمانۂ جاہلیت میں (ان دونوں ناموں سے ناواقف تھے اور) حسنؑ اور حسینؑ کسی کا نام نہیں رکھتے تھے۔"

(صواعق محرقہ ص۱۹۰)

○

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک راہب آیا اور اس نے کہا "لوگو مجھے حضرت فاطمؑ کے گھر کا پتہ بتاؤ" لوگوں نے پتہ بتادیا (وہ حضرت فاطمہؑ کے عصمت کدہ پر حاضر ہوا اور آواز دی) "اے رسولؐ اللہ کی صاحبزادی۔ اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بھیج دیجئے"، حضرت فاطمہؑ نے حسنؑ اور حسینؑ کو راہب کے پاس بھیج دیا۔ راہب نے دونوں کی پیشانی کا بوسہ دیا اور رویا اور کہنے لگا "ان دونوں کے نام توریت میں شبر و شبیر ہیں اور انجیل میں طاب وطیب"، پھر اس نے حضرت نبیؐ کے صفات پوچھے۔ جب لوگوں نے ذکر کیا تو (وہ مسلمان ہو گیا اور) کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"

(مناقب جلد ۴، ص۷۲)

○

(۳۰)

فی روایہ ابی لہیعۃ المصری قال سالت الجنۃ ربہا ان یزین ارکانہا فاوحی اللہ تعالیٰ الیہا انی قد زینتک بالحسنؑ والحسینؑ فزادت الجنۃ سرورا بذالک،،

(مناقب جلد ۲ ص۷۱)

○

عن ابن عمر قال قالؐ اذا کان یوم القیامۃ زین عرش رب العالمین بکل زینۃ ثم یوتی بمنبرین من نور فیوضع احدہما عن یمین العرش والاخر عن یسار العرش ثم یوتی بالحسنؑ والحسینؑ فیقوم الحسنؑ علی احدہما والحسینؑ علی الاخر یزین الرب تبارک و تعالیٰ بہما عرشہ

(مناقب جلد۔۲۔ ص۷۱)

○

۲۰

(حسنؑ اور حسینؑ جنت کی زینت ہیں)

ابی لھیعہ مصری نے روایت کی ہے کہ جنت نے خدا سے عرض کیا کہ وہ اس کے ارکان کو آراستہ کر دے خدا نے فرمایا "(اے جنت) میں نے تجھے حسنؑ اور حسینؑ سے آراستہ کیا"، (یہ سنکر) جنت کی خوشی کی انتہا نہ رہی

○

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "قیامت کے دن عرش خدا سنوارا جائے گا۔ پھر دو نور کے منبر ایک عرش کے داہنے جانب اور دوسرا بائیں جانب رکھ دیئے جائیں گے۔ پھر حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ تشریف لائیں گے۔ ایک منبر پر حضرت حسنؑ اور دوسرے پر حضرت حسینؑ جلوہ افروز ہوں گے۔ اس طرح خدا ان دونوں سے عرش کی زینت دے گا"،

(مناقب جلد ۲ - صفحہ ۲۱)

○

(۲۱)

عن محمد بن علی قال اذنب رجل ذنباً فی حیوٰۃ رسولؐ اللہ فتغیب حتی وجد الحسنؑ والحسینؑ فی طریق خال فاخذ ھما فاحتملھما علی عاتقیہ واتی بھما النبیؐ فقال یا رسول اللہ انی مستجیر باللہ وبھما فضحک رسول اللہؐ حتی ردیدہ الیٰ فمہ ثم قال للرجل اذھب فانت طلیق وقال للحسنؑ و الحسینؑ قد شفعتکما فیہ وانزل اللہ تعالےٰ " ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرّسول لوجدوا اللہ توابًا رّحیما "

(بحار جلد ۱۰ صہ ۸۹)

۲۱

(حسنؑ اور حسینؑ ذریعہ نجات ہیں)

حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ زمانۂ حیات رسولؐ میں ایک شخص نے ایک جرم کا ارتکاب کیا اور (رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت نہ ہوئی اسلئے) روپوش ہوگیا۔ (ایک روز) اس نے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو تنہا راستہ میں پایا۔ دونوں شہزادوں کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یارسول اللہ میں خدا اور ان دونوں شہزادوں کا واسطہ دے کر پناہ مانگتا ہوں۔" (یہ سن کر) رسولؐ اللہ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ نے اپنا دست مبارک اپنے منہ پر رکھ لیا اور اس شخص سے فرمایا "جا تو آزاد ہے"۔ اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے فرمایا "میں نے تم دونوں کو اس شخص کی شفاعت کا ذریعہ بنایا"۔ اس واقعہ پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی (اے رسولؐ) اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کریں اور آپ کے پاس آئیں اور اللہ اور رسولؐ سے مغفرت طلب کریں تو بے شک وہ خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۸۹)

(۴۲)

اخرجہ الطبرانی عن فاطمۃؑ ان النبیؐ "قال" اما حسنؑ فلہ ھیبتی وسوددی واما حسینؑ فان لہ جراتی وجودی"

(صواعق محرقہ صـ۱۹۰)

روی ابن عساکر عن فاطمۃؑ بنت رسول اللہؐ انھا اتت یا بنیہما فقالت "یا رسول اللہؐ ھذان ابناک فورثھما شیئاً" فقال "اما الحسنؑ فقد نحلتہ حلمی وھیبتی واما الحسینؑ فقد نحلتہ نجدتی وجودی"

(نورالابصار صـ۱۱۶)

عن ھانی بن ھانی عن علیؑ قال "کان الحسنؑ اشبہ برسول اللہؐ ما بین الصدر الی الراس والحسینؑ اشبہ برسول اللہؐ ما کان اسفل من ذلک"

(ترمذی جلد ۲ صـ۲۲۰)

(۲۲)

(حسینؑ حامل صفات رسولؐ)

طبرانی نے حضرت فاطمہؑ سے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا "حسنؑ میں میری ہیبت اور سیادت ہو اور حسینؑ میں میری جرأت اور سخاوت ہے"

(صواعق محرقہ ص۱۹۰)

○

ابن عساکر نے حضرت فاطمہؑ بنت رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر رسول اللہ کی خدمت میں تشریف لائیں اور عرض کیا "اے خدا کے رسولؐ یہ دونوں آپ کے فرزند ہیں ان دونوں کو اپنے صفات کا وارث بنائیے" آنحضرت نے فرمایا "میں نے حسنؑ کو اپنا حلم اور اپنی ہیبت عطا کی اور حسینؑ کو اپنی شجاعت اور اپنی سخاوت سے سرفراز کیا"

(نور الابصار ص۱۱۱)

○

ہانی بن ہانی حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں (حضرت علی نے) فرمایا "حسنؑ سر سے لیکر سینہ تک رسول اللہ سے مشابہہ تھے اور حسینؑ سینہ سے لے کر نیچے (قدم) تک رسول اللہ سے مشابہ تھے"

(ترمذی جلد ۲ ص۳۰۷)

(۲۳)

اخرج ابو الشیخ " ایھا الناس ان الفضل والشرف والمنزلۃ والولایہ لرسول اللہ وذریتہ فلا تذھبن بکم الاباطیل "

(صواعق محرقہ ص۱۴۲)

○

وورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال " من احب ان ینساء ای یوخر فی اجلہ وان یمتع بما خولہ اللہ فلیخلفنی فی اھلی خلافۃ حسنۃ فمن لم یخلفنی فیھم بتر عمرہ وورد علی یوم القیامۃ مسودًا وجھہ "

(صواعق محرقہ ص۱۴۲)

○

۲۳

فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت رسولؐ اور ذریت رسولؐ کیلئے ہی

ابو شیخ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "اے لوگو! فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت (صرف) رسول اللہؐ اور ان کی ذریت کے لئے ہی لہٰذا کہیں باطل تم کو گمراہ نہ کر دے"۔

(صواعق محرقہ ص۱۷۲)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "جو چاہتا ہو کہ اس کی موت دیر میں آئے اور وہ نعمات خداوندی سے فائدہ اٹھاتا رہے اس کو چاہیئے کہ میرے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے (ان کی حیات میں ان کی پیروی کرے اور ان کے وصال کے بعد ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلے) جس نے میرے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اس کی عمر کم ہو جائے گی اور قیامت میں وہ میرے پاس اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا"۔

(صواعق محرقہ ص۱۸۲)

(۲۴)

عن طاؤس الیمانی ان الحسینؑ بن علیؑ کان اذا جلس فی المکان المظلم یہتدی الیہ الناس ببیاض جبینہ ونحرہ فان رسولؐ اللہ کان کثیرا ما یقبل جبینہ ونحرہ وان جبرئیل نزل یوماً فوجد الزہراءؑ نائمۃ والحسین فی مہدہ یبکی فجعل یناغیہ ویسلیہ حتی استیقظت فسمعت صوت من یناغیہ فالتفتت فلم تر احداً فاخبرہا النبیؐ انہ کان جبرئیل"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۴۲)

○

۲۴

حسینؑ اور جبرئیل!

طاؤس یمانی روایت کرتے ہیں کہ اگر حضرت حسینؑ بن علیؑ کسی تاریک جگہ پر تشریف رکھتے تو (وہاں اجالا ہو جاتا اور) لوگ آپ کے چہرہ اور گردن کی روشنی سے آپ تک پہونچ جاتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسولؐ اللہ اکثر آپ کی پیشانی اور گردن کے بوسہ لیا کرتے تھے۔ ایک روز جبریل امین (خانہ حضرت فاطمہؑ میں) آئے۔ دیکھا حضرت فاطمہؑ محوِ خواب ہیں اور حضرت حسینؑ گہوارہ میں رو رہے ہیں۔ جبریل نے حضرت حسینؑ کو بہلانا اور تسلی دینا شروع کیا۔ جب حضرت فاطمہؑ بیدار ہوئیں تو سنا کہ کوئی حضرت حسینؑ کو بہلا رہا ہے آپ نے ادھر ادھر دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ حضرت نبیؐ نے آپ کو بتایا کہ "وہ (حسین کے بہلانے والے) جبریل امین تھے"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۲۲)

(۲۵)

صح انہ صلعم قال "والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا ادخلہ اللہ النار"۔ "واخرج احمد "من ابغض اہل البیت فہو منافق"

(صواعق محرقہ ص ۱۷۲)

○

اخرج الترمذی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم ان رسولؐ اللہ قال "انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم"

(صواعق محرقہ ص ۱۸۵)

○

عن یزید بن ارقم ان رسولؐ اللہ قال لعلیؑ و فاطمہؑ و الحسنؑ والحسینؑ انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم"

(ترمذی ص ۲۷۶)

(۲۵)

(دشمن اہل بیت جہنمی ہے)

حضرت رسول اللہ نے فرمایا" اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ہم اہل بیت سے جو بھی دشمنی کرے گا۔ خدا اسے جہنم میں بھیجے گا" اور احمد نے روایت کی ہے کہ (آنحضرتؐ نے فرمایا) جو اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے"

(صواعق محرقہ ص۱۷۲)

ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میں اس کے لئے جنگ ہوں جو میرے اہل بیت سے جنگ کرے اور اس کے لئے صلح ہوں جو ان کے ساتھ صلح (آشتی) سے رہے۔ (صواعق محرقہ ص۱۸۵)

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے فرمایا "میں جنگ ہوں اس کے لئے جو تم سے جنگ کرے اور صلح ہوں اس کے لئے جو تم سے صلح کرے۔ (ترمذی ص۴۷۶)

(آخری حدیث جو ترمذی نے نقل کی ہے۔ اس میں آنحضرت کا خطاب صرف حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے ہے۔ یہ دلیل ہے کہ اہل بیت سے مراد یہی ذوات مقدسہ ہیں اور اہل بیت میں ازواج رسولؐ داخل نہیں۔ لہذا مذکورہ بالا حدیثوں میں جہاں جہاں بھی اہل بیت کا لفظ ہے اس سے مراد یہی چار ذوات مقدسہ ہیں۔) (مؤلف)

(۲۶)

في كتاب [illegible] ان ملكا نزل من السماء على صفة الطير فقعد على يد النبي فسلم عليه بالنبوة وعلى يد علي فسلم عليه بالوصية وعلى يد الحسن والحسين فسلم عليهما بالخلافة فقال رسول الله لم لا تقعد على يد فلان فقال انا لا اقعد في ارض عصي عليها الله فكيف اقعد على يد [illegible]

(مناقب جلد ۲ ص ۳۹)

○

قال رسول الله صلعم من احب الحسن والحسين فقد احبني ومن ابغضهما فقد ابغضني"

(سنن ابن ماجه ص ۱۳)

○

(۲۶)

(رسول کریمؐ اور ایک فرشتہ کی گفتگو)

کتاب معالم میں ہے کہ ایک فرشتہ ایک طائر کی شکل میں (زمین پر) اترا اور آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا اور آپ کو نبی کہکر سلام کیا۔ پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیٹھا اور ان کو وصی کہکر سلام کیا پھر حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ہاتھوں پر بیٹھا اور ان کو خلیفہ کہکر سلام کیا۔" (ایک صحابی وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان کو دیکھکر) آنحضرت نے (اس فرشتہ سے) پوچھا "تم فلاں شخص کے ہاتھ پر کیوں نہ بیٹھے؟" فرشتہ نے جواب دیا "میں اس زمین پر نہیں بیٹھتا جس پر خدا کی نافرمانی کی گئی ہو تو میں اس ہاتھ پر کیسے بیٹھ سکتا ہوں جس پر خدا کا غضب ہے۔"

(مناقب جلد ۴ صـ۱۳۹)

○

آنحضرتؐ نے فرمایا "جس نے حسنؑ اور حسینؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا"

(سنن ابن ماجہ صـ۱۳)

(۲۷)

عن جابر قال دخلت علی النبیؐ والحسنؑ والحسینؑ علی ظهره وهو یجثوا بهما ویقول "نعم الجمل جملکما ونعم العدلان انتما"

○

عن عمر بن الخطاب قال رایت الحسنؑ والحسینؑ علی عاتقی رسول اللہ صلعم، فقلت نعم الفرس لکما فقال رسولؐ اللہ "ونعم الفارسان هما"

○

عن ابن مسعود قال حمل رسولؐ اللہ الحسنؑ والحسینؑ علی ظهره الحسنؑ علی اضلاعه الیمنی والحسینؑ علی اضلاعه الیسری ثم مشی وقال "نعم المطی مطیکما ونعم الراکبان انتما وابوکما خیر منکما"

(مناقب جلد ۴ ص ۳۷)

○

(۴۷)

رسوارِ دوشِ رسولؐ

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں "میں (ایک روز) حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا (دیکھا) حسنؑ اور حسینؑ آپ کی پشت پر سوار ہیں۔ آپ ان کو بہلاتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں " تم دونوں کا اونٹ کتنا بہترین اونٹ ہے اور تم دونوں کتنے اچھے سوار ہو "

○

حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں "میں نے حسنؑ اور حسینؑ کو رسول اللہ (ص) کے دوشہائے مبارک پر دیکھ کر کہا " تم دونوں کی سواری کتنی اچھی ہے " آنحضرت نے (فوراً حضرت عمر کو ٹوکا) فرمایا " اور یہ دونوں سوار بھی تو بہت اچھے ہیں "

○

ابن مسعود سے روایت ہے کہ (ایک روز) رسول اللہؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کو اپنی پشت مبارک پر اٹھایا۔ حسنؑ داہنی طرف اور حسینؑ بائیں طرف تھے۔ پھر یہ کہتے ہوئے چلے " کتنی اچھی تم دونوں کی سواری ہے اور کتنے اچھے تم دونوں سوار ہو اور تمہارے پدر بزرگوار (حضرت علی) تم دونوں سے بہتر ہیں "

(مناقب جلد ۴ ص ۲۷)

○

(۲۸)

عن ابی ھریرۃ وعن امیرالمومنین ان الحسنؑ والحسینؑ کانا یلعبان عند النبیؐ حتی مضیٰ عامۃ اللیل ثم قال لھما "انصرفا الی امکما فبرقت برقۃ فمازالت تضئ لھما حتی دخلا علی فاطمہؑ والنبیؐ ینظر البرقہ وقال "الحمد للہ الذی اکرمنا اھل البیت"

(مناقب جلد۔۲ ص۳۸)

○

قال رسولؐ اللہ "من احب ان ینظر الی احب اھل الارض الی السماء فلینظر الی الحسینؑ" (رواہ الطبرانی فی الولایۃ والسمعانی فی الفضائل)

(مناقب جلد۔ ۲۔ ص۸۰)

○

۲۸

(ایک کرامت کا مظاہرہ)

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ رسول اللہؐ کے پاس کھیل رہے تھے۔ یہانتک کہ رات کا خاصہ حصہ گذر گیا۔ آنحضرتؐ نے ان دونوں شہزادوں سے فرمایا "اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ" (دونوں شہزادے چلے) دفعتاً ایک روشنی چمکی اور (راستہ میں) دونوں شہزادوں کے سامنے اجالا کرتی رہی۔ یہانتک کہ شہزادے حضرت فاطمہؑ کے پاس پہونچ گئے۔ حضرت رسولؐ اس روشنی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم اہل بیت کو بلند اور برگزیدہ قرار دیا"

(مناقب جلد۔ ۴ صفحہ ۳۸)

○

حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا "جو شخص ایسے انسان کو دیکھنا چاہے جو آسمان والوں کو تمام زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو چاہئے کہ حسینؑ کی زیارت کرے"

(مناقب جلد۔ صفحہ ۸۰)

○

(۲۹)

عن ابن عباس قال قال رسول اللہؐ "لیلۃ عرج بی الی السماء رایت علی باب الجنۃ مکتوباً لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ حبیب اللہ الحسنؑ والحسینؑ صفوۃ اللہ فاطمۃؑ امۃ اللہ علی باغضیہم لعنۃ اللہ"

(بحار جلد ۱۰ صـ۸۵)

○

عن النبیؐ ان الجنۃ قالت "یارب اسکنتنی الضعفاء والمساکین"، فقال اللہ تعالیٰ "الا ترضین انی زینت ارکانک بالحسنؑ والحسینؑ"

(مناقب جلد ۴ صـ۷۱)

○

(۲۹)

رسول کریمؐ نے معراج میں کیا دیکھا

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا" شب معراج جب میں آسمان پر لے جایا گیا تو جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا "نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں، علیؑ خدا کے حبیب ہیں، حسنؑ اور حسینؑ خدا کے دوست ہیں فاطمہؑ خدا کی کنیز ہیں اور ان سب کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہے"

(بحار جلد ۱۰ صہ ۸۵)

حضرت نبیؐ سے روایت ہے کہ جنت نے خدا سے عرض کیا "اے خدا تو نے مجھے کمزوروں اور مسکینوں سے آباد کیا"، خدا نے فرمایا "اے جنت کیا تو خوش نہیں کہ میں نے تجھ کو حسنؑ اور حسینؑ سے زینت دی ہے"

(مناقب - جلد - ۴ - صہ ۷۱)

(۳۰)

عن ابی عبد اللہ قال لم یرضع الحسینؑ من فاطمہؑ ولا من انثی کان یوتی بہ النبیؐ فیضع ابہامہ فی فیہ فیمص منہا ما یکفیہ الیومین والثلث فنبت لحم الحسینؑ من لحم رسول اللہؐ ودمہ ولم یولد لستۃ اشہر الا عیسی بن مریم والحسین بن علیؑ"

بحار۔ جلد۔ ۱۰ صـ۱۴۵

○

"روی عن علیؑ قال عطش المسلمون عطشا شدیدا فجاءت فاطمہؑ بالحسنؑ والحسینؑ الی النبیؐ فقالت یا رسول اللہ انہما صغیران لا یحتملان العطش فدعا الحسنؑ فاعطاہ لسانہ فمصہ حتی ارتوی ثم دعا الحسینؑ فاعطاہ لسانہ فمصہ حتی ارتوی"

(مناقب۔ جلد۔ ۲ صـ۳۶)

○

(۵۰)

(حسینؑ کا خون اور گوشت رسولؐ کا خون اور گوشت ہے)

حضرت ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کو نہ حضرت فاطمہؑ نے دودھ پلایا اور نہ کسی عورت نے آپ کو پیغمبر کی خدمت میں لایا جاتا تھا۔ پیغمبرؐ اپنا انگوٹھا آپ کے منہ میں ڈال دیتے تھے اور آپ اس کو چوستے تھے (یہ غذا) دو تین روز کے لئے کافی ہوتی تھی اس طرح امام حسینؑ کا گوشت رسولؐ کے گوشت اور خون سے تیار ہوا۔ اور چھ مہینے میں صرف حضرت عیسیٰؑ بن مریم اور حضرت حسینؑ بن علیؑ پیدا ہوئے"

(بحار جلد۔ ۱۰ صـ۱۴۵)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) تمام مسلمان سخت پیاس میں مبتلا ہوئے۔ حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو لے کر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا "یا رسول اللہ یہ دونوں بہت چھوٹے ہیں اور پیاس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے" آنحضرت نے حضرت حسنؑ کو بلایا اور ان کے دہن میں اپنی زبان دی۔ آپ نے زبان رسولؐ چوسی اور سیراب ہو گئے۔ پھر حضرت حسینؑ کو بلایا، اپنی زبان ان کے منہ میں دی۔ آپ نے زبان رسولؐ چوسی اور سیراب ہو گئے"

(مناقب۔ جلد۔ ۴۔ صـ۳۶)

باب سوم (احادیث)

"امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت انبیاءؑ و مرسلینؑ کی نگاہ میں"

عن المصطفیٰؐ انہ قال " قاتل الحسینؑ فی تابوت من نار علیہ نصف عذاب اہل الدنیا"

آنحضرتؐ نے فرمایا "حسینؑ کا قاتل آگ کے ایک تابوت میں ہوگا، جتنا عذاب تمام دنیا والوں پر ہوگا اس کا نصف صرف اسی پر ہوگا"

(نورالابصار ص ۱۳۷)

(۴۱)

روی أنّ آدمؑ لما ھبط الی الارض لم یر حوّاء فصار یطوف الارض فی طلبھا فمرّ بکربلاء فاغتمّ وضاق صدره من غیر سبب وعثر فی الموضع الذی قتل فیہ الحسینؑ حتی سأل الدم من رجلہ فرفع رأسہ الی السماء وقال "الٰھی قد حدث منی ذنب آخر فعاقبتنی بہ فانی طفت جمیع الارض وما اصابنی سوء مثل ما اصابنی فی ھذه الارض" فاوحی اللّٰہ الیہ "یا آدم ما حدث منک ذنب ولکن یقتل فی ھذه الارض ولدک الحسینؑ ظلماً فسأل دمک موافقۃ لدمہ" فقال آدم "یا رب ایکون الحسینؑ نبیاً؟" قال "لا ولکنّہ سبط النبی محمدؐ" فقال "ومَن القاتل لہ؟" قال تعالیٰ "قاتلہ یزید لعین اھل السمٰوات والارض" فقال آدم "فایّ شیٔ اصنع یا جبرئیل؟" فقال "العنہ یا آدم" فلعنہ اربع مرّاتٍ ومشی خطواتٍ الی جبل عرفات فوجد حوّاء ھناک۔

(بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۵)

(۱۲)

حضرت آدمؑ

(حضرت آدمؑ کا زمین کربلا پر گذر)

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر تشریف لائے تو آپ نے حضرت حوا کو (زمین پر) نہ پایا۔ آپ حضرت حوا کی تلاش میں زمین کا چکر لگانے لگے یہانتک کہ زمین کربلا سے گذرے (زمین کربلا پر پہونچکر) آپ کو بلا سبب بہت رنج پہونچا۔ آپ کا دل تنگ ہوا اور جس جگہ امام حسینؑ شہید ہوئے وہاں آپ لڑکھڑا کر گر پڑے اور آپ کے پاؤں سے خون جاری ہوگیا۔ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور مناجات کی "خدایا کیا مجھ سے کوئی دوسری چوک ہوئی جس کی تو نے مجھے سزا دی۔ کیونکہ میں نے تمام زمین کا چکر لگایا اور کہیں بھی مجھے تکلیف نہ پہونچی جو اس زمین پر پہونچی، خدا نے وحی فرمائی "اے آدم تم سے کوئی ترک اولیٰ نہیں ہوا۔ لیکن اس زمین پر تمھارے فرزند حسینؑ بن علیؑ ظلم و ستم سے شہید کئے جائیں گے۔ تمھارا خون حسینؑ کے خون کی موافقت (اور ہمدردی) میں جاری ہوا۔" حضرت آدم نے عرض کیا "خدایا کیا حسینؑ کوئی نبی ہوں گے؟" خدا نے فرمایا "نہیں لیکن وہ حضرت محمدؐ کے نواسے ہیں،" حضرت آدم نے پوچھا "ان کا قاتل کون ہوگا؟" فرمایا "ان کا قاتل یزید ہوگا جس پر تمام آسمانوں اور زمین والے لعنت کریں گے" پھر حضرت آدم نے پوچھا "اے جبرئیل مجھے کیا کرنا چاہئے؟" جبرئیل نے کہا "آپ بھی یزید پر لعنت کیجئے،" حضرت آدم نے یزید پر چار مرتبہ لعنت کی اور چند قدم عرفات کی پہاڑی کی طرف بڑھے اور وہاں حضرت حوا کو پایا۔"

(بحارالانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۵)

۳۲

روی ان نوحاً لما رکب فی السفینۃ طافت بہ جمیع الدنیا فلما مرت بکربلاء اخذتہ الارض وخاف نوح الغرق فدعیٰ ربّہ وقال "الٰہی طفت جمیع الدنیا وما اصابنی فزع مثل ما اصابنی فی ھذہ الارض" فنزل جبرئیل وقال "یا نوح فی ھذا الموضع یقتل الحسینؑ سبط محمدؐ خاتم الانبیاء وابن خاتم الاوصیاء" فقال "ومن القاتل لہ یا جبرئیل؟" قال "قاتلہ لعین اھل سبع سماوات و سبع ارضین" فلعنہ نوح اربع مرّاتٍ فسارت السفینۃ حتی بلغت الجودی واستقرت علیہ"

(بحار - جلد ۱۰ ص۱۵۶)

○

(۳۲)

حضرت نوحؑ

(حضرت نوحؑ کی کشتی کا ایک منظر)

روایت ہے کہ جب (عذابِ الٰہی طوفان کی شکل میں آگیا اور) حضرت نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی نے تمام زمین کا چکر لگایا لیکن جب کربلا کی زمین پر سے گذری تو ٹھیر گئی (اور اس طرح ڈگمگانے لگی کہ) حضرت نوحؑ کو ڈوب جانے کا خوف پیدا ہوا۔ آپ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور عرض کیا "خدایا میں نے تمام دنیا کا چکر لگایا مجھے کہیں اتنا خوف نہ محسوس ہوا جتنا اس زمین پر محسوس ہوا" حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا "اے نوحؑ اس جگہ حضرت محمدؐ خاتم الانبیاء کے نواسے اور (حضرت علیؑ) خاتم الاوصیاء کے فرزند حضرت حسینؑ شہید کئے جائیں گے" حضرت نوحؑ نے پوچھا "اے جبرئیل ان کا قاتل کون ہوگا؟" جواب دیا۔ "ان کا قاتل وہ ہوگا جس پر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے لعنت کریں گے" (یہ سنکر) حضرت نوحؑ نے اس (قاتل امام حسینؑ) پر چار مرتبہ لعنت کی۔ پھر آپ کی کشتی روانہ ہوئی۔ یہانتک کہ جودی پہاڑ پر پہونچی اور وہیں ٹھیر گئی"

(بحار جلد ۱۰۔ ص ۱۵۶)

(۳۳)

روی ان ابراهیم مرّ فی ارض کربلاء وهو راکب فرسًا فعثرت به وسقط ابراهیم وشج راسه وسال دمه فاخذ فی الاستغفار وقال "الٰهی ای شیٍٔ حدث منّی؟" فنزل الیه جبرئیل وقال "یا ابراهیم ما حدث منک ذنب ولکن هنا یقتل سبط خاتم الانبیاء وابن خاتم الاوصیاء فسال دمک موافقۃ لدمہ" قال "یا جبرئیل ومن یکون قاتله؟" قال "لعین اهل السمٰوات والارضین والقلم جری علی اللوح بلعنه" فرفع ابراهیم یدیه ولعن یزید لعنًا کثیرًا"

(بحار - جلد ۱۰ صـ ۱۵۶)

○

۴۳

حضرت ابراہیمؑ

(حضرت ابراہیم پر کربلا میں ایک حادثہ)

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم کربلا کی زمین پر سے گذرے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ کہ (اچانک) گھوڑا لڑکھڑایا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ آپ کے سر میں سخت چوٹ آئی اور اس سے خون جاری ہوگیا۔ حضرت ابراہیم استغفار کرنے لگے اور مناجات کی "خدایا مجھ سے کون سی لغزش ہوئی ہے" حضرت جبرئیل آئے اور کہا "اے ابراہیم آپ سے کوئی لغزش نہیں ہوئی۔ لیکن (یہ زمین کربلا ہے اور) یہاں خاتم انبیاءؑ (حضرت محمدؐ) کے نواسے اور خاتم اوصیاء (حضرت علیؑ) کے فرزند شہید کئے جائیں گے۔ آپ کے سر سے خون۔ ان (حسینؑ) کے خون کی موافقت (اور ہمدردی) میں جاری ہوا" حضرت ابراہیم نے پوچھا "اے جبرئیل ان کا قاتل کون ہوگا؟" جبرئیل نے جواب دیا "ان کا قاتل وہ ہوگا جس پر تمام آسمانوں اور زمینوں والے لعنت کریں گے اور لوح محفوظ پر قلم قدرت نے اس پر لعنت لکھ دی ہے" (یہ سنکر) حضرت ابراہیم نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دیر تک یزید پر لعنت کرتے رہے"

(بحار جلد ۱۰ ص۱۵۱)

(۳۴)

عن سعد بن عبد اللہ عن تاویل کھیعص قال ہذہ الحروف من انباء الغیب اطلع اللہ علیہا عبدہ زکریا ثم قصہا علی محمدؐ وذلک ان زکریاؑ سئل ربہ ان یعلمہ اسماء الخمسۃ فاہبط علیہ جبرئیلؑ فعلمہ ایاہا فکان زکریا اذا ذکر محمدؐا و علیاًؑ و فاطمۃؑ والحسنؑ سری عنہ ہمہ وانجلی کربہ واذا ذکر اسم الحسینؑ خنقتہ العبرۃ فقال ذات یوم الہی مالی اذا ذکرت اربعۃ منہم تسلیت باسمائہم من ہمومی واذا ذکرت الحسینؑ تدمع عینی فانباہ اللہ عن قصتہ وقال کھیعص فالکاف اسم کربلا والہاء ہلاک العترۃ الطاہرہ والیاء یزید وہو ظالم الحسینؑ و العین عطشہ والصاد صبرہ فلما سمع ذلک زکریا لم یفارق مسجدہ ثلاثۃ ایام و منع فیہن الناس من الدخول علیہ واقبل علی البکاء والنحیب "

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۱)

(۳۴)

حضرت زکریاؑ

(کھیعص)

سعد بن عبداللہ کھیعص کی تفسیر کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ (پانچوں) حروف غیب کی خبروں پر مشتمل ہیں۔ خدا نے حضرت زکریا کو ان غیبی خبروں سے مطلع فرمایا تھا اور پھر ان خبروں کو حضرت محمدؐ سے بیان فرمایا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت زکریا نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ وہ انھیں پانچوں اسماء کی تعلیم دے حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور آپ کو ان (پانچ اسماء) کی تعلیم دی۔ تو حضرت زکریاؑ جب محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ علیہم السلام کا نام لیتے تو ان کا رنج وغم دور ہوجاتا اور جب حسینؑ کا نام لیتے تو آنسو گلوگیر ہوجاتا۔ اس لئے ایک روز آپ نے مناجات کی "خدایا کیا وجہ کہ جب میں ان چار ناموں کو ذکر کرتا ہوں تو (مجھے سکون ہوتا ہے اور) میرا رنج دور ہوجاتا ہے اور جب میں حسینؑ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں" تو خدا نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا "کھیعص" میں کاف سے مراد کربلا، ہا سے مراد (حضرت محمدؐ کی) عترتِ پاک کی ہلاکت اور تباہی، یا سے مراد یزید جس نے حسینؑ پر ظلم کیا، عین سے مراد عطش (پیاس) اور ص سے مراد حسینؑ کا صبر"۔ جب حضرت زکریا نے سنا تو تین روز تک مسجد سے علیحدہ نہیں ہوئے اور ان ایام میں لوگوں کو اپنے پاس آنے سے منع کردیا اور گریہ وبکا میں مشغول رہے

(بحار جلد ۱۰، ص ۱۵۱)

(۴۲)

روی ان موسیٰ کان ذات یوم سائراً و معہ یوشع بن نون فلما جاء الیٰ ارض کربلاء انخرق نعله و انقطع شراکه و دخل الحسک فی رجلیہ و سال دمہ فقال "الٰهی ای شیٍٔ حدث منی؟" فاوحیٰ الله "ان ھٰهنا یقتل الحسینؑ وھٰهنا یسفک دمہ فسال دمک موافقۃ لدمہ" فقال "رب و من یکون الحسینؑ؟" فقیل له "ھو سبط محمدؐ المصطفیٰ وابن علی المرتضیٰ" فقال "و من یکون قاتله؟" فقیل "ھو لعین السمک فی البحار والوحوش فی القفار والطیر فی الهواء" فرفع موسیٰ یدہ و لعن یزید ودعا علیه وامّن یوشع بن نون علیٰ دعائہ و مضیٰ لشانہ۔

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۶)

○

(۳۵)

حضرت موسیٰ

(حضرت موسیٰ نے کس پر لعنت کی)

روایت ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ حضرت یوشع بن نون کے ساتھ تشریف لیجا رہے تھے۔ جب آپ کربلا کی زمین پر پہونچے تو (آپ لڑکھڑائے) آپ کی جوتی پھٹ گئی (آپ پھسل گئے) عمامہ پیر پر گر پڑا اور آپ کے پیروں سے خون جاری ہوگیا۔ آپ نے مناجات کی "خدایا مجھ سے کون سی ایسی بات (تیری مرضی کے خلاف) ظاہر ہوئی (جس کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا)" خدا نے وحی فرمائی "اے موسیٰ یہاں حسینؑ ابن علیؑ شہید کیے جائینگے اور ان کا خون بہایا جائے گا۔ آپ کا خون ان کے خون کی موافقت (اور ہمدردی) میں جاری ہوا" حضرت موسیٰ نے پوچھا "خدایا حسینؑ کون ہیں؟" فرمایا "حسینؑ حضرت محمدؐ مصطفےٰ کے نواسے اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کے فرزند ہیں" حضرت موسیٰ نے دریافت کیا "اور ان کا قاتل کون ہوگا؟" جواب ملا "ان کا قاتل وہ ہوگا جس پر مچھلیاں سمندروں میں، درندے جنگلوں میں اور طائر ہوا میں لعنت کریں گے" حضرت موسیٰ نے ہاتھ بلند کیا اور یزید پر لعنت کی اور یزید کے لئے بددعا کی آپ کی بددعا پر حضرت یوشع بن نون نے آمین کہا" پھر حضرت موسیٰ وہاں سے روانہ ہوگئے۔

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۶)

(۴۶)

روی ان سلیمان کان یجلس علی بساط و یسیر فی الهواء فمر ذات یوم و هو سائر فی ارض کربلا فادارت الریح بساطہ ثلث دورات حتی خاف السقوط فسکنت الریح و نزل البساط فی ارض کربلاء فقال سلیمان للریح "لم سکنت؟" فقالت "ان ھٰھنا یقتل الحسینؑ" فقال "و من یکون الحسین؟" فقالت "ھو سبط محمد المختار و ابن علی الکرار" فقال "و من قاتلہ؟" قالت "لعین اھل السمٰوات والارض یزید" فرفع سلیمان یدیہ و لعنہ و دعی علیہ و امن علی دعائہ الانس والجن فھبت الریاح و سار البساط"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۶)

۴۶

حضرت سلیمانؑ

(حضرت سلیمانؑ نے کیوں بددعا کی)

روایت ہے کہ حضرت سلیمان تخت پر بیٹھ کر ہوا میں سیر کیا کرتے تھے ایک روز آپ کا گذر زمین کربلا پر سے ہوا۔ ہوا نے آپ کے تخت کو تین ایسے جھٹکے دیئے کہ آپ کو (زمین پر) گرجانے کا خوف پیدا ہوا۔ (کچھ دیر کے بعد) ہوا میں سکون پیدا ہوا اور تخت زمین کربلا پر اترا۔ حضرت سلیمان نے ہوا سے پوچھا "تو کیوں ٹھیر گئی؟" ہوا نے جواب دیا "یہاں حسینؑ شہید کئے جائیں گے" حضرت سلیمان نے پوچھا "حسینؑ کون ہیں؟" "ہوا نے جواب دیا" محمدؐ مختار کے نواسے اور علیؑ کرار کے فرزند ہیں" آپ نے پوچھا "ان کا قاتل کون ہے؟" جواب دیا "یزید جس پر تمام آسمانوں اور زمین والے لعنت کریں گے" حضرت سلیمان نے اپنے ہاتھ بلند کئے، یزید پر لعنت کی اور اس کے لئے بددعا کی اور تمام انسانوں اور جنوں نے آمین کہا۔ پھر ہوا چلی اور آپ کا تخت (دوش ہوا پر) اڑا۔

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۶)

(۳۷)

فی مودة القربیٰ عن سلمان الفارسی قال دخلت علی النبیؐ فاذا الحسینؑ بن علیؑ علی فخذیہ وھو یقبل خدیہ ویلثم فاہ ویقول" انت سید، ابن سید، اخو سید وانت امام، ابن امام، اخو امام، وانت حجة، ابن حجة، اخو حجة وانت ابو حجج تسعة تاسعھم قائمھم"

(ینابیع المودة ص ۱۶۸)

۳۷

حضرت محمدؐ

(حضرت حسینؑ کے چند مخصوص صفات)

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں (ایک روز) میں حضرت نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا (دیکھا) حضرت حسینؑ ابن علیؑ آپ کے گھٹنے پر (بیٹھے) ہیں آپ ان کے رخسار اور دہن کا بوسہ لیتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں۔ "(اے حسینؑ) تم خود سردار، سردار کے فرزند، سردار کے بھائی اور خود امام، امام کے بیٹے، امام کے بھائی اور خود حجت خدا، حجت خدا کے فرزند اور حجت خدا کے بھائی ہو اور تم نو حجتِ خدا کے باپ ہو۔ ان میں کے نویں قائم (مہدی) ہوں گے"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۸)

(۳۰۸)

عن ام الفضل بنت الحارث ان النبیؐ قال" اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسینؑ واتانی بتربۃ من تربۃ حمراء "واخرج احمد لقد دخل علی البیت ملک لم یدخل علی قبلھما فقال لی" ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل بھا قال فاخرج تربۃ حمراء

(صواعق محرقہ ص ۱۹۰)

۳۸

(بارگاہ رسولؐ میں ایک فرشتہ کی آمد)

حضرت ام الفضل بنت حارث کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے حسینؑ کو شہید کر دے گی۔ جبرئیل میرے پاس سُرخ مٹی بھی لائے"
احمد نے روایت کی ہے (کہ آنحضرت نے فرمایا) "میرے گھر میں ایک ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا اور اس نے مجھ سے کہا "(یا رسول اللہ) آپ کے یہ فرزند حسینؑ شہید کر دیئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھا دوں جس پر یہ شہید کئے جائیں گے (آنحضرت فرماتے ہیں) پھر اس فرشتہ نے سُرخ مٹی نکالی (اور دکھائی)

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۰)

۳۹

عن انس بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول "ان ابنی ھذا (یعنی الحسینؑ) یقتل بارض یقال کربلا، فمن شھد ذلک منکم فلینصرہ" فخرج انس بن الحارث الی کربلاء فقتل بھا مع الحسین رضی اللہ عنہ وعمن معہ

(ینابیع المودۃ ص ۳۱۸)

○

عن عائشۃ ان النبیؐ قال "اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی بھذہ التربۃ فاخبرنی ان فیھا مضجعہ"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۰)

○

(۳۹)

(شہادت حسینؑ کی پیشین گوئی)

حضرت انس بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا (حضرت نے فرمایا) "میرا یہ فرزند (حسینؑ) ایک زمین پر جس کو کربلا کہا جاتا ہے شہید کر دیا جائے گا۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی (اس وقت) وہاں موجود ہو وہ حسینؑ کی مدد کرے۔ (رسولؐ کی اس ہدایت کے مطابق حضرت انس ابن حارث کربلا گئے اور امام حسینؑ (کی مدد کرتے ہوئے) کے ساتھ شہید ہوگئے"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۸)

○

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد کربلا کی زمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ جبرئیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور کہا کہ اس مٹی (زمین) پر حسینؑ کی خوابگاہ (قتل گاہ) ہے"

○

(۴۰)

عن امیر المومنین ؑ قال قال رسول اللہ ؐ یا علی اکتب ما املی علیک فقلت یا رسول اللہ اتخاف علی النسیان قال لا و قد دعوت اللہ عزوجل ان یجعلک حافظا ولکن اکتب لشرکائک الائمۃ من ولدک بہم تسقی امتی الغیث وبہم یستجاب دعائہم وبہم یصرف اللہ عن الناس البلاء وبہم تنزل الرحمۃ من السماء وھذا اولہم واشار الی الحسن ؑ ثم قال وھذا ثانیہم واشار الی الحسین ؑ ثم قال والائمۃ من ولدہ رضی اللہ عنہم"

(ینابیع المودۃ ص۲۰)

۲۰

(پیغمبرؐ کی ایک تحریر)

حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا "اے علیؑ جو کچھ میں لکھنے کو کہوں لکھو" (حضرت علیؑ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ کیا آپ کو خوف ہے کہ میں بھول جاؤں گا؟" فرمایا "نہیں میں نے تو خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تم کو (غیر معمولی) حافظہ عنایت فرمائے۔ لیکن ان اماموں کے لئے لکھ لو جو تمہاری اولاد میں (پیدا) ہوں گے جن کے علوم کی بارش سے میری امت سرسبز و شاداب ہوگی اور جن کے واسطے سے لوگوں کی دعائیں قبول ہوں گی اور جن (کی برکت) سے خدا لوگوں سے مصیبتوں کو دور کرے گا اور جن کے (وجود) سے آسمان سے رحمت نازل ہوگی اور یہ ان اماموں میں اول ہیں اور اشارہ امام حسنؑ کی طرف کیا پھر فرمایا اور یہ ان اماموں میں دوسرے ہیں اور اشارہ امام حسینؑ کی طرف کیا۔ پھر فرمایا اور (باقی) ائمہ ان (حسینؑ) کی اولاد میں سے ہوں گے"

(ینابیع المودۃ صـ۲۰)

باب چہارم (احادیث و روایات)

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت رسولؐ و آلِ رسولؐ کی نگاہ میں

عن حذیفۃ ان النبیؐ قال "لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلا من ولدی اسمہ کاسمی" فقال سلمان "من ای ولدک یا رسول اللہ؟" قال "من ولدی ھذا و ضرب بیدہ علی الحسینؑ"

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "اگر دنیا کے فنا ہونے (اور قیامت کے آنے) میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو بڑا کر دے گا۔ یہاں تک کہ میری اولاد میں سے ایک ذات مقدس (حضرت امام مہدی) کو (لوگوں کی ہدایت کے لئے دنیا میں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام پر (محمد) ہوگا" حضرت سلمان نے پوچھا "یا رسول اللہ وہ (امام) آپ کے کس فرزند (کی ذریت میں) سے ہوں گے؟" آنحضرتؐ نے امام حسینؑ (کے شانے) پر ہاتھ رکھکر فرمایا "میرے اس فرزند (حسینؑ کی ذریت) میں"

(ذخائر عقبیٰ ص۱۳۷)

(۴۱)

فصعد المنبر فخطب و وعظ والحسینؑ بین یدیه مع الحسنؑ فلما فرغ من خطبته وضع یده الیمنیٰ علیٰ راس الحسینؑ و رفع راسهٗ الی السماء وقال "اللّٰهم انی محمدؐ عبدك و نبیك وهذان اطائب عترتی و خیار ذریتی والرومتی ومن اخلفهما من امتی اللّٰهم و قد اخبرنی جبرئیل بان ولدی هذا مقتول مخذول اللّٰهم فبارك لی فی قتله واجعله سادات الشهداء انك علیٰ كل شیٍٔ قدیر اللّٰهم ولا تبارك فی قاتله وخاذله" قال فضج الناس فی المسجد بالبکاء فقال النبیؐ اتبکون ولا تنصرونه اللّٰهم فکن له انت ولیاً وناصراً"

(مقتل الحسین صـ۱۶۲)

(۷۱)

حضرت محمدؐ

(مسجد رسولؐ میں حسینؑ کا ماتم)

حضرت رسول کریمؐ منبر پر تشریف لے گئے، خطبہ پڑھا، وعظ و نصیحت کی اور حضرت حسینؑ حضرت حسنؑ کے ساتھ آپ کے سامنے تشریف رکھتے تھے۔ جب آپ خطبہ پڑھ چکے تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ امام حسینؑ کے سر پر رکھا اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا "خدایا میں محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں اور یہ دونوں بچے (حسنؑ اور حسینؑ) میری عترت کے پاک و پاکیزہ اور میری ذریت و نسل کے بہترین افراد ہیں۔ میں ان دونوں کو اپنی امت میں چھوڑتا ہوں۔ اے خدا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا یہ فرزند تنہا چھوڑ دیا جائے گا اور شہید کر دیا جائے گا۔ اے خدا اس فرزند کی شہادت پر مجھے (صبر کی توفیق اور) برکت عطا فرما اور اس (فرزند کو) شہیدوں کا سردار قرار دے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے خدا تو حسینؑ کے قاتل کو اور ان کو تنہا چھوڑ دینے والوں کو برکت نہ دے" (آنحضرتؐ کا یہ فرمانا تھا کہ) مسجد میں تمام لوگ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے (یہ دیکھ کر) آنحضرتؐ نے فرمایا (اے لوگو آج میرے سامنے تو تم روتے ہو اور (کل جب حسینؑ تنہا ہوں گے اور مددگار کو پکاریں گے تو) تم ان کی مدد نہ کرو گے۔ اے خدا تو ہی حسینؑ کا والی اور مددگار ہے"

(مقتل الحسین صفحہ ۱۶۲)

(۴۲)

اخرج ابن سعد عن الشعبی قال مرّ علیؑ رضی اللہ عنہ بکربلاء عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی- قریۃ علی الفرات- فوقف وسأل عن اسم ھذہ الارض فقیل کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال" دخلت علی رسول اللہ وھو یبکی" فقلت" ما یبکیک؟" قال کان عندی جبرئیل آنفاً واخبرنی ان ولدی الحسینؑ یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلاء ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب شمنی ایاہ فلم املک عینی ان فاضتا،

(صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

(۷۲)

حضرت علیؑ

(حضرت علیؑ زمین کربلا پر بیٹھ کر دیر تک روتے رہے)

ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہے کہ میدان صفین کی طرف جاتے وقت حضرت علیؑ زمین کربلا کی طرف سے گزرے اور جب دریائے فرات کے کنارے قریہ نینوی کے مقابل پہونچے تو ٹھیر گئے اور اس زمین کا نام پوچھا۔ کہا گیا کہ اس زمین کا نام کربلا ہے۔ (یہ معلوم کرکے) آپ اتنا روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین بھیگ گئی۔ پھر فرمایا (ایک روز) میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا آپ گریہ فرما رہے تھے۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا۔ آنحضرت نے فرمایا "میرے پاس ابھی ابھی جبرئیل آئے تھے اور خبر دے گئے ہیں کہ میرا فرزند حسینؑ دریائے فرات کے کنارے کربلا کی زمین پر شہید کردیا جائے گا۔ پھر جبرئیل نے مجھے ایک مٹھی مٹی دکھائی اور اس کی خوشبو سونگھائی۔ میں (شہادت حسینؑ کی خبر سنکر) اپنے کو نہ روک سکا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

○

۴۳

لما اخبر النبیؐ ابنتہٗ فاطمہؑ بقتل ولدھا الحسینؑ وما جری علیہ من المحن بکت فاطمہؑ بکاءً شدیداً وقالت "یا ابت متی یکون ذلک؟" قال "فی زمانٍ خالٍ منی ومنک ومن علیؑ" فاشتدت بکاؤھا وقالت "یا ابت فمن یبکی علیہ ومن یلتزم باقامۃ العزاء لہ؟" فقال النبی صلعم "یا فاطمۃ ان نساء امتی تبکین علی نساء اھل بیتی ورجالھم یبکون علی رجال اھل بیتی ویجدد دون العزاء جیلا بعد جیل فی کل سنۃٍ فاذا کان یوم القیامۃ تشفعین انت للنساء وانا اشفع للرجال وکل من بکی منھم علی مصاب الحسینؑ اخذنا بیدہ وادخلناہ الجنۃ"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۶۴)

○

(۴۳)

حضرت فاطمہؑ

(بارگاہ رسولؐ میں حضرت فاطمہؑ کا گریہ)

جب حضرت نبیؐ نے حضرت فاطمہؑ کو آپ کے فرزند حسینؑ کی شہادت اور ان پر پڑنے والے مصائب کی خبر دی تو حضرت فاطمہؑ دیر تک روتی رہیں۔ پھر عرض کیا "اے بابا حسینؑ کب شہید ہوں گے؟" فرمایا "اس وقت جب نہ میں ہوں گا نہ تم ہوں گی اور نہ علیؑ ہوں گے" (یہ سن کر) آپ کا گریہ اور بڑھا۔ آپ نے پوچھا "اے بابا پھر کون حسینؑ پر روئے گا اور کون حسینؑ کی عزا قائم کرے گا؟" آنحضرت نے جواب دیا "اے فاطمہؑ میری امت کی عورتیں میرے اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی اور مرد میرے اہل بیت کے مردوں پر روئیں گے اور ہر دو رہیں ہر سال حسینؑ کی عزا قائم کرتے رہیں گے۔ (یہانتک کہ قیامت آجائے گی) پھر قیامت کے دن تم ان عورتوں کی شفاعت کرو گی (جو حسینؑ کی عزاداری قائم کریں گی) اور میں ان مردوں کی شفاعت کروں گا (جو حسینؑ پر روئیں گے) اور جو بھی حسینؑ کی مصیبت کو یاد کرکے روئے گا ہم اس کا ہاتھ پکڑیں گے اور اس کو جنت میں داخل کردیں گے"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۲)

(۲۲)

یا ولدی یا قاسم اذا رأیت عمک الحسینؑ بکربلاء وقد احاطہ الاعداء فلا تترک البراز والجہاد لاعداء اللہ واعداء رسول اللہ ولا تبخل علیہ بروحک وکلما نہاک عن البراز عاودہ لیاذن لک''

(ریاض القدس جلد ۲ ص۳۶)

(۰)

(۴۴)

حضرت حسنؑ

(ایک اہم وصیّت)

"اے میرے فرزند، اے قاسم جب تم اپنے چچا حسینؑ کو کربلا میں دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا دیکھنا تو دشمنانِ خدا و دشمنانِ رسولِ خدا سے جہاد کو نہ ترک کرنا اور حسینؑ پر اپنی جان قربان کرنے میں بخل نہ کرنا اور اگر تم کو حسینؑ جہاد کرنے سے روکیں تو تم اصرار کرنا یہانتک کہ وہ تم کو جہاد کی اجازت دے دیں"

(ریاض القدس جلد ۲ صـ۳۶ـ)

○

(امام حسنؑ علیہ السّلام اگر موجود ہوتے تو خود امام حسینؑ علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے۔ آپ نے اپنے فرزند قاسم کو نصرت امام حسینؑ کی وصیت فرمادی۔ یہ دلیل ہے کہ امام حسن علیہ السّلام کی نظر میں امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کیا تھی۔ (مؤلف)

(۲۵)

فبات الامام تلک اللیلۃ فلما اصبح نظر الی القوم واذا ھم قد زحفوا الیہ قد دعا براحلتہ فرکبھا واقبل علی القوم ونادی باعلی صوتہ "ایھا الناس انصتوا الی فنصتوا فحمد اللہ و اثنی علیہ و ذکر النبی فصلی علیہ ثم قال ایھا الناس انسبونی من انا ثم راجعوا انفسکم ھل یحل لکم قتلی وانا ابن بنت نبیکم وابن صفیہ اول المومنین والمصدق باللہ و رسولہ بما جاء بہ من عند اللہ تعالی الیس حمزۃ سید الشھداء عم ابی اولیس جعفر الطیار فی الجنۃ عمی اوما بلغکم قول جدی لی ولاخی الحسن ھذان سیدا شباب اھل الجنۃ وقال انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی فان صدقتمونی وھو الحق والا فاسئلوا جابر بن عبد اللہ الانصاری وابا سعید الخدری وسھل بن الساعدی وزید بن ارقم وانس بن مالک انھم سمعوا ذلک من جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مقتل ابو مخنف ص۵۷)

(۴۵) حضرت حسینؑ

(میں کون ہوں)

امام حسینؑ نے (عاشورہ کی) تمام رات (عبادت خدا میں) گذاری۔ جب صبح ہوئی تو لشکر یزید کی طرف نظر دوڑائی (دیکھا) سب کے سب آپ سے جنگ کے لئے تیار ہیں آپ نے سواری طلب کی۔ گھوڑے پر بیٹھے۔ یزیدی لشکر کی طرف آئے اور بلند آواز سے فرمایا "اے لوگو خاموشی سے میری باتیں سنو"۔ سب کے سب خاموش ہو گئے۔ امام حسینؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی، حضرت رسولؐ کا ذکر کیا، ان پر درود پڑھا اور پھر فرمایا "اے لوگو! بتاؤ میں کون ہوں۔ پھر خود سوچو کیا تمھارے لئے مجھے قتل کرنا جائز ہے۔ (کیا تم نہیں جانتے کہ) میں تمھارے نبیؐ کا نواسہ اور ان کے وصی کا فرزند ہوں۔ جو خدا اور رسولؐ پر ایمان لانے والوں اور خدا اور رسولؐ اور جو کچھ خدا کی طرف سے رسولؐ لے کر آئے اس کی تصدیق کرنے والوں کی صف اول میں تھے۔ کیا حضرت حمزہ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہ تھے۔ کیا حضرت جعفر جو جنت میں پرواز کرتے ہیں میرے چچا نہیں۔ کیا میرے نانا (رسولؐ اللہ) کی حدیث تم کو یاد نہیں جو آپ نے میرے لئے اور میرے بھائی امام حسنؑ کے لئے فرمائی تھی کہ یہ دونوں (حسنؑ اور حسینؑ) جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت یعنی اہل بیت" تو اگر تم لوگ میری باتیں سچ سمجھتے ہو تو حق ہے (کیونکہ میری باتیں سچی ہیں) ورنہ پوچھ لو۔ جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری، سہل بن ساعدی، زید بن ارقم، انس بن مالک یہ سب اصحاب رسولؐ موجود ہیں۔ ان سب نے مذکورہ حدیثیں میرے نانا رسول اللہ صلعم سے سنی ہیں"

(مقتل ابو مخنف ص۵۲)

۲۶

"ایها الناس انا ابن المقتول ظلماً انا ابن المجزوز الراس من القفا انا ابن العطشان حتی قضی انا ابن الطریح بکربلاء انا ابن مسلوب العمامۃ والرداء انا ابن من بکت علیہ ملائکۃ السماء انا ابن من ناحت علیہ الجن فی الارض والطیر فی الھواء انا ابن من راسہ علی السنان یھدی انا ابن من حرمہ من العراق الی الشام تسبی انا ابن صریع کربلاء انا ابن من انصارہ تحت الثری انا ابن من ذبحت اطفالہ من غیر سوی انا ابن من اضرم الاعداء فی خیمتہ لظی انا ابن لا لہ غسل ولا کفن یری" فلما سمع الناس کلامہ ضجوا بالبکاء والنحیب وعلت الاصوات فی الجامع

(ریاض القدس جلد ۲ ص ۳۲۹)

(۴۶) حضرت علیؑ بن الحسینؑ

(دمشق کی مسجد جامع میں حسینؑ کا تعارف)

(دمشق کی مسجد میں شامیوں سے بھری ہوئی ہے۔ یزید بیٹھا ہوا ہے، امام زین العابدینؑ منبر پر تشریف لے جاتے ہیں۔ ایک فصیح و بلیغ خطبہ کے بعد اپنے تعارف کا ذریعہ امام حسینؑ کی بلند شخصیت اور آپ کی مظلومیت و شہادت کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں) "اے لوگو! میں ان کا فرزند ہوں جس کو ظلم سے شہید کر دیا گیا، میں اس کا فرزند ہوں جس کا گلا پسِ گردن سے کاٹا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جو پیاسا ہی دنیا سے اٹھ گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی لاش میدان کربلا میں چھوڑ دی گئی، میں اس کا فرزند ہوں جس کا عمامہ اور جس کی ردا چھین لی گئی، میں اس کا فرزند ہوں جس پر آسمان کے فرشتے روئے، میں اس کا فرزند ہوں جس پر زمین پر جنات اور ہوا میں طائر روئے، میں اس کا بیٹا ہوں جس کا سر نوکِ نیزہ پر پھرایا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کے حرم عراق سے شام تک قید کر کے لائے گئے، میں اس کا بیٹا ہوں جو کربلا میں ذبح کر دیا گیا، میں اس کا فرزند ہوں جس کے انصار زمین (قتلگاہ) میں جا گزیں ہو گئے، میں اس کا فرزند ہوں جس کے تمام چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کر ڈالے گئے، میں اس کا فرزند ہوں جس کے خیمہ میں دشمنوں نے آگ لگا دی، میں اس کا فرزند ہوں جس کو نہ غسل دیا گیا اور نہ کفن پہنایا گیا"۔ (امام زین العابدینؑ کی) اس تقریر کو سن کر تمام لوگ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے اور مسجد جامع میں لوگوں کے گریہ و بکا کی آواز بلند ہو گئی (جس سے یزید گھبرایا اور اس نے فوراً موذن کو اذان دینے کا حکم دیا)

(ریاض القدس جلد ۲ ص ۳۲۹)

(۲۷)

ثم ادخلت علیہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما وعلیہا ارذل ثیابہا فجلست ناحیۃ وقد حفت بہا اماؤہا فقال ابن زیاد لہا "الحمد للہ الذی فضحکم وقتلکم" فقالت زینب "الحمد للہ الذی اکرمنا بنبیہ محمدؐ وطہرنا من الرجس تطہیرا انما یفتضح الفاسق ویکذب الفاجر وہو انت یا عدو اللہ وعدو رسولہ" فقال لہا کیف رأیت صنع اللہ باخیک الحسینؑ واہل بیتہ" فقالت "ان اللہ کتب علیہم القتال فتبادروا الی مضاجعہم فقاتلوا ثم قتلوا فی اللہ وفی سبیل اللہ وسیجمع اللہ بینک وبینہم وتتحاجون وتتخاصمون عند اللہ وان لک موقفا فاستعد للمسئلۃ جوابا اذا کان القاضی اللہ والخصم جدی رسول اللہ صلعم والسجن جہنم"

(ینابیع المودۃ ص۳۵۱)

(۴۷) حضرت زینبؑ

(حسینؑ شہید راہِ خدا ہیں)

پھر حضرت علیؑ کی صاحبزادی (اور حضرت رسولؐ کی نواسی) حضرت زینبؑ (دربار ابن زیاد میں) لائی گئیں۔ آپ کے کپڑے نہایت ہی معمولی (اور کہنہ) تھے۔ آپ ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں اور آپ کی کنیزوں نے آپ کو حلقہ میں لے لیا۔ ابن زیاد نے آپ سے کہا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم لوگوں کو ذلیل کیا اور قتل کیا" جناب زینبؑ نے فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو اپنے نبی حضرت محمدؐ کی ذریت میں پیدا کیا اور اس وجہ (سے ہم کو) بزرگ قرار دیا۔ اور ہم کو تمام برائیوں سے پاک و پاکیزہ رکھا۔ بیشک ذلیل وہ ہوتا ہے جو فاسق ہو اور جھوٹ وہ بولتا ہے جو فاجر ہو۔ اے خدا اور رسول کا دشمن فاسق و فاجر تو ہے" ابن زیاد نے کہا "تم نے دیکھا خدا نے حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے ساتھ کیسا سلوک کیا" حضرت زینبؑ نے جواب دیا "خدا نے ان کے لئے جہاد معین کر رکھا تھا۔ ان لوگوں (حسینؑ اور ان کے ساتھیوں) نے خدا کے حکم کی اطاعت میں جلدی کی اور اپنی خوابگاہوں کی طرف چلے گئے۔ ان لوگوں نے جہاد کیا اور صرف خدا کے لئے اور خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ اے ابن زیاد) عنقریب خدا تجھ کو اور ان (حسینؑ و اصحاب حسینؑ) کو (ایک جگہ) جمع کرے گا اور پھر خدا کی بارگاہ میں تجھ سے باز پرس ہو گی۔ لہذا جواب کے لئے تیار ہو جا (اس عدالت میں) جہاں خدا منصف ہو گا۔ میرے نانا رسول اللہؐ (تیرے) دشمن ہوں گے اور جہنم قید خانہ ہو گا"

(ینابیع المودۃ ص۴۱۵)

۲۸

قال السهل ودخل الناس من باب الخیزران فدخلت فی جملتهم واذا قد اقبل ثمانیة عشر راسًا واذا السبایا علی المطایا بغیر وطاء وراس الحسین بید شمر وهو یقول "انا صاحب الرمح الطویل انا قاتل ذی الدین الاصیل انا قتلت ابن سید الوصیین واتیت براسه الی امیر المومنین" فقالت له ام کلثوم "کذبت یا لعین ابن اللعین الا لعنة الله علی القوم الظالمین یا ویلک تفتخر بقتل من ناغاه فی المهد جبرئیل ومیکائیل ومن اسمه مکتوب علی سرادق عرش رب العالمین ومن ختم الله بجده المرسلین وقمع بابیه المشرکین فمن این مثل جدی محمد المصطفٰی وابی علی المرتضٰی وامی فاطمة الزهراء" فاقبل علیها خولی وقال "تاتیین الشجاعة وانت بنت الشجاع"

ابو مخنف ص ۱۲۳

(۴۸) حضرت ام کلثومؑ (

(جبرئیل و میکائیل حسینؑ کی گہوارہ جنبانی کرتے تھے۔)

سہل کہتے ہیں کہ لوگ (شہر دمشق میں) باب خیزران سے داخل ہوئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ تھا۔ (میں نے دیکھا) اٹھارہ سر (نوک نیزہ پر) بلند ہیں اور کچھ قیدی بے کجاوہ اونٹوں پر سوار ہیں اور امام حسینؑ کا سر مبارک شمر کے ہاتھ میں ہے اور وہ کہتا جاتا ہے "میں بڑے نیزہ والا ہوں، میں حقیقی دین کے مالک کا قاتل ہوں، میں نے ہی سردار اوصیاء کے فرزند (حسینؑ) کو قتل کیا اور میں ہی ان کا سر مبارک امیر المومنین (یزید) کے پاس لایا ہوں" (یہ سن کر) حضرت ام کلثومؑ نے فرمایا "اے لعین ابن لعین تو نے غلط کہا۔ خدا کی لعنت ہو اس قوم پر جو ظالم ہے (اے شمر) تجھ پر خدا کی لعنت تو ایسی ذات کو شہید کر کے فخر کرتا ہے جس کو گہوارہ میں جبرئیل و میکائیل نے جھولا جھلایا اور جس کا نام پروردگار عالم کے عرش کے پردوں پر لکھا ہوا ہے، جس کے نانا (محمدؐ) پر خدا نے رسالت کو ختم کیا۔ اور جس کے باپ (علیؑ) کے ذریعہ خدا نے مشرکین کا قلع قمع کیا (دنیا میں) کون ہے جو میرے نانا محمد مصطفیٰؐ، میرے باپ علیؑ مرتضیٰ اور میری ماں فاطمہؑ زہرا کے مثل ہو۔" اتنے میں خولی سامنے آیا اور بولا "کیا کہنا اس شجاعت کا اور آپ تو ایک بہادر شخص (حضرت علیؑ) کی صاحبزادی ہیں"

(ابو مخنف ص ۱۲۲)

۲۹

ثم رفع راسه الی سکینة سلام اللہ علیہا وقال لہا "یا سکینہ ان اباک نازعنی فی سلطانی واراد قطع رحمی" فبکت وقالت "یا یزید لا تفرح بقتل ابی فانہ کان عبداً لِلّٰہ ودعاہ الیہ فاجابہ وسعد بذلک واما انت یا یزید فاستعد لنفسک جواباً"

(ابومخنف ص ۱۳۰)

(۱۲۹)

حضرت سکینہؑ

(حسینؑ خدا کے برگزیدہ بندے تھے)

پھر یزید نے حضرت سکینہؑ کی طرف رخ کیا اور آپ سے کہا "اے سکینہ تمہارے باپ نے مجھ سے میری حکومت میں جنگ کی اور رشتہ داری کے تعلق کو قطع کیا" (یہ سن کر) حضرت سکینہؑ رونے لگیں اور فرمایا "اے یزید میرے باپ کو شہید کر کے خوش نہ ہو۔ وہ خدا کے برگزیدہ بندہ تھے خدا نے انھیں طلب کیا اور انھوں نے لبیک کہا اور وہ کامیاب ہوئے۔ لیکن تو اے یزید (خدا اور رسولؐ خدا کی بارگاہ میں) جواب دینے کیلئے تیار ہو جا"

(ابو مخنف ص۱۳۰)

۱

(۵۰)

ثم ان محمد بن الحنفیہ سمع ان اخاہ الحسینؑ یرید العراق بکیٰ بکاء شدیدا ثم قال له "ان اہل الکوفۃ قد عرفت غدرہم بابیک و اخیک فان قبلت قولی اقم بمکۃ"، فقال "یا اخی انی اخشیٰ ان تقتلنی جنود بنی امیۃ فی مکۃ فاکون کالذی یستباح دمه فی حرم اللہ یا اخی ان جدی رسول اللہ (صلعم) اتانی و انا نائم فضمنی الی صدرہ و قبل ما بین عینی و قال لی "یا حسینؑ یا قرۃ عینی اخرج الی العراق فان اللہ عزوجل قد شاء ان یراک قتیلاً مخضبا بدمائک" فبکی محمد بن الحنفیۃ بکاء شدیدا فقال "یا اخی اذا کان الحال ہکذا فلا معنی لحملک لهؤلاء النسوۃ" فقال قال جدیؐ ایضاً ان اللہ قد شاء ان یراہن سبایا مہتکات یساقون فی اسر الذل وہن ایضاً لا یفارقنی ما دمت حیاً"، فبکی محمد بن الحنفیہ بکاء شدیدا ثم قال ادعتک اللہ یا حسینؑ فی دعۃ اللہ یا اخی"

(ینابیع المودۃ ص۳۳۵)

(۵۰) حضرت محمد بن حنفیہ

(حسینؑ رسولؐ کے حکم سے عراق کی طرف روانہ ہوئے)

جب حضرت محمد بن حنفیہ نے سنا کہ آپ کے بھائی حضرت حسینؑ عراق کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ بہت روئے اور امام حسینؑ سے عرض کیا "آپ جانتے ہیں کہ کوفہ والوں نے آپ کے پدر بزرگوار اور آپ کے بھائی کے ساتھ کیسی غداری کی۔ اگر آپ میرا کہنا مانیں تو مکہ ہی میں قیام فرمائیں" امام نے جواب دیا "اے بھائی مجھے ڈر ہے کہ بنی امیہ کا لشکر مجھے مکہ میں نہ قتل کر دے اور میں وہ شخص نہیں ہونا چاہتا جس کے خون سے حرم خدا کی حرمت ضائع ہو۔ اے بھائی میں سو گیا تھا۔ دیکھا میرے نانا رسول اللہؐ تشریف لائے۔ مجھے سینہ سے لگایا۔ میری پیشانی کا بوسہ دیا اور فرمایا "اے حسینؑ۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم عراق روانہ ہو جاؤ کیونکہ خدا تم کو شہید اور خون میں لتھڑا ہوا دیکھنا چاہتا ہے"

(یہ سن کر) حضرت محمد بن حنفیہ بہت روئے اور عرض کیا "اے بھائی اگر ایسا ہی ہے تو آپ اپنے ساتھ ان عورتوں کو کیوں لیے جاتے ہیں؟" امام نے فرمایا "میرے نانا نے یہ بھی فرمایا کہ خدا ان عورتوں (آل محمدؐ) کو قیدی اور (شہر بہ شہر دیار بہ دیار) ذلت کے ساتھ پھرائے جاتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے (یعنی خدا ان عورتوں کے صبر و شکر کا امتحان لینا چاہتا ہے) اس کے علاوہ جب تک میں زندہ ہوں یہ عورتیں مجھے تنہا چھوڑ بھی نہیں سکتیں" حضرت محمد بن حنفیہ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے اور عرض کیا "اے حسینؑ میں آپ کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں۔ خدا حافظ اے میرے بھائی"

(ینابیع المودۃ ص ۳۳۷)

باب پنجم (روایات)

امام حسینؑ کی شخصیت اصحاب و ازواجِ رسولؐ و ازواجِ اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں

فی جمع الفوائد عائشہ رضی "ان جبرئیل اخبرنی ان ابنی حسینا مقتول فی ارض الطف وان امتی ستفتن بعدی للکبیر"

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسولؐ کریم نے فرمایا "مجھے جبرئیل آمین نے خبر دی ہے کہ میرا فرزند حسینؑ زمین طف (کربلا) پر شہید کر دیا جائے گا اور عنقریب میری امت میرے بعد ایک بہت ہی بڑے امر کے لئے فتنہ برپا کرے گی"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۸)

(۵۱)

عن واقد قال سمعت ابی عن ابن عمر عن ابی بکر قال
ارقبوا محمداً فی اھل بیتہ

(بخاری حدیث نمبر ۹۰۱)

○

(۵۲)

عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسینؑ بن علیؑ قال
"اتیت عمر بن الخطاب وھو یخطب علی المنبر فصعدت
الیہ فقلت لہ "انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر
ابیک" فقال عمر بن الخطاب "لم یکن لابی منبر واجلسنی
معہ" فلما نزل انطلق بی الی منزلہ فقال لی "من
علمک؟" قلت واللہ ما علمنی احد"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۸)

(۵۱) حضرت ابوبکر

(رسولؐ کی خوشی حسینؑ کے ساتھ حسنِ سلوک پر موقوف ہے)

واقد نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے حضرت ابوبکر کو کہتے ہوئے سنا "حضرت محمدؐ کی خوشی کو طلب کرو ان کے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرکے"۔ (حضرت محمدؐ اس وقت تک تم سے خوش اور راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے اہلِ بیت یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ساتھ بہتر سلوک نہ کرو گے)

(بخاری حدیث نمبر ۹۰۸)

(۵۲) حضرت عمر

(منبرِ رسولؐ کے حقدار کون لوگ ہیں)

عبید بن حنیق کا بیان ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا "(ایک روز) میں مسجد میں آیا۔ (دیکھا) حضرت عمر منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں منبر پر گیا اور حضرت عمر سے کہا "میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ اور اپنے باپ کے منبر پر چلے جاؤ"۔ حضرت عمر نے جواب دیا "میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں"۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور جب منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے اور پوچھا "بتائیے آپ کو کس نے سکھایا تھا؟" میں نے جواب دیا "خدا کی قسم مجھ کو کسی نے نہیں سکھایا (بلکہ) میں جانتا ہوں کہ اس منبر پر میرے نانا رسول اللہ یا میرے پدرِ بزرگوار علیؑ اور یا ہم اہل بیت رسولؐ بیٹھ سکتے ہیں)

(ینابیع المودۃ صفحہ ۱۶۸)

(۴۳)

واخرج ایضاً انه کان له مشربة درجتها فی حجرة عائشة یرقی الیها اذا اراد لقی جبرئیل فرقی الیها وامر عائشة ان لا یطلع علیها احد فرقی حسین ولم تعلم به فقال جبرئیل ومن هذا؟ قال ابنی، فاخذه رسول الله فجعل علی فخذه، فقال جبرئیل ستقتله امتك، فقال ابنی قال نعم وان شئت اخبرتك الارض التی یقتل فیها، فاشار جبرئیل بیده الی الطف بالعراق فاخذ منها تربة حمراء فاراه ایاها وقال هذه من تربة مصرعه

(صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

۵۳

حضرت عائشہ

(جبرئیل نے کہا کہ رسولؐ تڑپ اٹھے)

حضرت پیغمبرؐ کا ایک چبوترہ تھا جس کا زینہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں تھا۔ جب آپ چاہتے تھے وہاں تشریف لیجاتے تھے۔ (ایک مرتبہ) جبرئیل نازل ہوئے۔ آپ اس جگہ تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ سے تاکید کردی کہ کوئی وہاں نہ آنے پائے۔ (اتنے میں) حضرت عائشہ کو خبر بھی نہ ہوئی اور امام حسینؑ وہاں (آنحضرت کے پاس) پہونچ گئے۔ جبرئیل نے آنحضرت سے پوچھا "یہ (بچہ) کون ہے؟" فرمایا "یہ میرا فرزند ہے" پھر آپ نے حضرت حسینؑ کو اٹھا کر اپنے گھٹنے پر بٹھا لیا۔ جبرئیل نے کہا "(یا رسول اللہ) عنقریب آپ کی امت اس (بچہ) کو شہید کردے گی" آنحضرت نے فرمایا "کیا میرے اس بچہ کو؟" کہا "ہاں اور اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو اس زمین کی خبر دوں جہاں یہ شہید کئے جائیں گے۔ پھر جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے زمین کربلا (عراق) کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی لے کر رسولؐ کو دکھائی اور عرض کیا "یہ حسینؑ کے قتل گاہ کی مٹی ہے"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

۵۲

عن انس ان النبیؐ قال "استاذن ملک ربہ ان یزورنی فاذن لہ کان یوم ام سلمۃ فقال "یا ام سلمۃ احفظی الباب لا یدخل احد" فبینا ہی علی الباب اذ دخل الحسینؑ فوثب علی جدہؐ فیلثمہ ویقبلہ فقال الملک "ان امتک ستقتلہ وان شئت اریک المکان الذی یقتل فیہ فاراہ"، فجاءہ بسہلہ وتراب احمر فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ فی ثوبہا۔ وفی روایۃ الملا وابن احمد قالؐ "یا ام سلمۃ فمتی صار دما فاعلمی انہ قد قتل" قالت ام سلمۃ "فوضعتہ فی قارورۃ فرایتہ یوم قتل الحسینؑ قد صار دما"۔

(ینابیع المودۃ ص ۳۱۹)

(۵۴)

حضرت ام سلمہ

(حسینؑ کی خبر شہادت پر رسولؐ کا اضطراب)

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "ایک فرشتہ نے خدا سے اجازت مانگی کہ وہ (زمین پر آکر) میری زیارت کرے۔ خدا نے اس کو اجازت دے دی آنحضرتؐ اس دن حضرت ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تے۔ آپ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا " اے ام سلمہ دروازہ پر نظر رکھو کوئی گھر میں نہ آنے پائے "۔ حضرت ام سلمہ دروازہ ہی پر تھیں مگر حضرت حسینؑ گھر میں داخل ہو گئے اور آنحضرت کی گود میں جاکر بیٹھ گئے "۔ آنحضرت نے حضرت حسینؑ پر شفقت فرمائی اور ان کو بوسہ دیا۔ اس فرشتہ نے عرض کیا " (یا رسول اللہؐ) آپ کی امت عنقریب ان (حسینؑ) کو شہید کر دے گی اور اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو وہ زمین دکھادوں جہاں یہ شہید کئے جائیں گے "۔ پھر اس فرشتہ نے آنحضرت کو وہ زمین دکھائی اور آپ کو نرم اور سرخ مٹی بھی دی۔ حضرت ام سلمہ نے اس مٹی کو اپنے ایک کپڑے میں (باندھ کر) رکھ لیا "۔ ملا اور ابن احمد نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا " اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھنا کہ حسینؑ شہید کر دیئے گئے "۔ (حضرت ام سلمہ کہتی ہیں) "میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھ لیا اور جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے وہ مٹی خون ہو گئی"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۹)

(۵۵)

فی المشکوٰۃ عن ام الفضل بنت الحارث امرأۃ العباس رضی اللّٰہ عنہما انہا دخلت علیٰ رسول اللّٰہ فقالت "یا رسول اللّٰہ انی رأیت حلماً منکرا اللیلۃ"، قال "ما ھو؟" قالت رأیت کان قطعۃ من جسدک المبارک قطعت و وضعت فی حجری" فقال علیہ السلام "رأیت خیرا تلد فاطمۃ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ غلاماً یکون فی حجرک"، قالت "فولدت فاطمۃ الحسین فکان فی حجری - فدخلت یوماً علی النبی فوضعت فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللّٰہ تھریقان الدموع فقلت یا رسول اللّٰہ بابی امی مالک؟" قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا"، فقلت "ھذا؟" قال "نعم واتانی بتربۃ حمراء" رواہ البیہقی"

(ینابیع المودۃ ص ۳۱۸)

(۵۵)

حضرت ام الفضلؓ

(ایک اہم خواب)

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ (ایک روز) حضرت ام الفضل بنت حارث زوجۂ حضرت عباس رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "یا رسول اللہ میں نے رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا" رسولؐ نے فرمایا "وہ خواب کیا ہے؟" عرض کیا "میں نے دیکھا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا علیحدہ ہوا اور میری گود میں گر پڑا" آنحضرتؐ نے فرمایا "(اے ام الفضل) تم نے جو کچھ خواب دیکھا وہ بہتر ہی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب فاطمہؑ کے بچہ پیدا ہوگا۔ اور وہ تمہاری گود میں ہوگا (تم اس بچہ کی پرورش کروگی) حضرت ام الفضل کہتی ہیں (چند روز کے بعد) حضرت فاطمہ کے یہاں حسینؑ پیدا ہوئے اور اس بچہ کی پرورش میری گود میں ہونے لگی۔ ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسینؑ کو آپ کی گود میں دیا۔ آنحضرتؐ نے میری طرف سے توجہ موڑ لی میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ آپ پر میرے باپ، ماں قربان۔ آپ کو (رونے کا باعث) کیا ہوا؟" فرمایا "میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور خبر دی ہے کہ عنقریب میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی" میں نے کہا "کیا اس بچہ (حسینؑ) کو؟" فرمایا "ہاں اور جبرئیل میرے پاس سرخ مٹی بھی لائے" (اس حدیث کو بیہقی نے روایت کی ہے) (ینابیع المودۃ ص ۳۱۸)

(۵۶)

وکذلک راه ابن عباس فی المنام نصف النهار اشعث اغبر بیدہ قارورة فیها دم یلتقطہ فسئلہ فقال "دم الحسین و اصحابہ"، فلم یزل یتردد الخبر فوجد ان الحسین قد قتل فی ذالک الیوم یوم الجمعة عاشر المحرم احدی وستین وله ست وخمسون سنة واشهر

(ینابیع المودة ص ۳۲۰)

۵۶

حضرت عبداللہ بن عباس

(دنیا کے ذرہ ذرہ پر غم حسینؑ کا اثر)

حضرت ابن عباس نے بھی دوپہر کو خواب میں رسولؐ اللہ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کا جسم گرد و غبار میں آلودہ تھا اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس سے تازہ خون ٹپک رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے "یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے"۔ حضرت عبداللہ ابن عباس اس خواب کے بعد نہایت پریشان تھے آخر ان کو معلوم ہوا کہ امام حسینؑ اسی دن شہید ہوئے (جس دن انھوں نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا تھا) وہ دسویں محرم ۶۱ھ جمعہ کا دن تھا اس وقت امام حسین کی عمر چھپن سال اور کچھ مہینے تھی"۔

(ینابیع المودۃ ص۳۲۰)

۵۷

فی البخاری عن ابن ابی نعم البجلی قال سمعت ابن عمر سئلہ عن المحرم قال شعبۃ احسبہ بقتل الذباب فقال اہل العراق یسئلون عن الذباب وقد قتلوا ابن ابنۃ رسول اللہ وقال النبی صلعم "ہما ریحانتای من الدنیا"

(ینابیع المودۃ ص ۳۱۹)

○

کان ابن عمر جالساً فی ظل الکعبۃ اذ رای الحسین مقبلا فقال "ہذا احب اہل الارض الی اہل السماء الیوم"

(رسالۃ الصبان ص ۱۸۶)

○

(۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمر

(ایک مسئلہ کا جواب)

صحیح بخاری میں ابن ابی نعم بجلی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر کوئی حالت احرام میں مکھی مار ڈالے تو کیا حکم ہے (بعض روایتوں میں بجائے مکھی کے مچھر کا لفظ ہے۔ بیہقی) شعبہ کہتے ہیں میرا خیال ہے حالت احرام میں مکھی مارنے والے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے جواب دیا "عراق والوں کو دیکھو یہ مکھی کو (حالت احرام میں مار ڈالنے کا مسئلہ) پوچھتے ہیں۔ حالانکہ انھوں نے ہی رسولؐ کی صاحبزادی کے فرزند کو شہید کر ڈالا جن کے متعلق رسولؐ نے فرمایا ہے کہ "حسنؑ اور حسینؑ میری دنیا کی خوشبو ہیں"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۶)

حضرت عبداللہ ابن عمر خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت امام حسینؑ تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ نے کہا "یہ (حسینؑ) آج تمام دنیا والوں میں سب سے زیادہ آسمان والوں کو دوست اور عزیز ہیں"۔ (اس وقت آسمان والوں کے نزدیک امام حسینؑ سے زیادہ عزت و مرتبہ والا تمام روئے زمین پر کوئی شخص نہیں)

(رسالۃ الوہابیہ ص۱۸۶)

۵۸

فی جواہر العقدین عن حذیفۃ بن الیمان قال سمعت رسول اللہ یقول "یا ایہا الناس انہ لم یعط احد من ذریۃ الانبیاء الماضیین ما اعطی الحسینؑ بن علیؑ خلا یوسف بن یعقوب بن اسحٰق علیہم السلام"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۹)

(۵۸)

حضرت حذیفہؓ

(حضرت یوسفؑ اور حضرت حسینؑ کے فضائل میں مساوات)

حضرت حذیفہ یمانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولؐ کو فرماتے ہوئے سنا
"اے لوگو گذشتہ تمام انبیاء کی اولاد میں سوائے حضرت یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحٰقؑ علیہم السّلام کے کسی کو وہ مدارج اور فضائل (خدا کی طرف سے) نہیں دئیے گئے جو حضرت حسینؑ بن علیؑ علیہما السّلام کو دئیے گئے"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۹)

(۵۹)

ان عبید اللہ بن زیاد لما ظفر بالحسین رضی اللہ عنہ واہلہ صعد علی المنبر "فقال الحمد للہ الذی اظہر الحق ونصر یزید بن معاویہ وحزبہ علی الکذاب حسین"، فوثب عبد اللہ بن عفیف رضی اللہ عنہ وکانت عینہ الیسری قد ذہبت یوم الجمل مع علی رضی اللہ عنہ وذہبت عینہ الاخری یوم صفین وکان یلازم المسجد یصلی فیہ الی اللیل فقال "یا بن مرجانۃ ان الکذاب ابن الکذاب انت وابوک والذی ولاک تقتلون ابناء الانبیاء وتتکلمون بکلام الصدیقین"، فاوماء الیہ ابن زیاد وقال "یا عدو اللہ ما تقول فی عثمان؟"، فقال "عدو اللہ انت ذلک الرجل احسن واساء واصلح وافسد واللہ ولی خلقہ یقضی فی عثمان وغیرہ بالحق والعدل ولکن ان شئت سلنی عنک وعن ابیک وعن یزید وعن ابیہ" فقال "لا اسئلک حتی اذیقک الموت"، فقال "دعوت اللہ ان یرزقنی شہادۃ قبل ان تلد امک علی ید اعدی خلق اللہ تعالیٰ وابغضہم لہ فلما ذہب بصری یئست منہا فالحمد للہ الذی رزقنیہا علی یدی اشقی وعرفنی الاجابۃ منہ علی قدیم دعائی"، فنزل وقتلہ (نور الابصار ص ۱۳۰)

(۵۹) حضرت عبداللہ بن عفیف ازدی

(صحابی رسول کی شہادت کا سبب)

جب عبیداللہ بن زیاد امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت پر (ظاہری حیثیت سے) کامیاب ہوا تو منبر پر گیا اور بولا "اللہ کا شکر ہے جس نے حق کو ظاہر کیا اور یزید بن معاویہ اور اس کے گروہ کو (معاذ اللہ) جھوٹے حسینؑ پر کامیاب کیا۔" (یہ سنکر) حضرت عبداللہ بن عفیف جنکی ایک آنکھ جنگ جمل میں اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں جب کہ آپ حضرت علیؑ کے ساتھ (رہ کر) جنگ کر رہے تھے ختم ہو چکی تھی اور آپ مسجد ہی میں رہا کرتے تھے (رات) تک نمازیں پڑھتے تھے بپھرے اور (ابن زیاد پر) خفا ہو کر بولے "اے حرامزادے۔ جھوٹا تو ہے، تیرا باپ ہے اور وہ ہے جس نے تجھے حاکم بنایا۔ تو انبیاء کی اولاد کو قتل کرتا ہے اور صدیقین کی ایسی باتیں کرتا ہے" ابن زیاد نے حضرت عبداللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا "اے خدا کے دشمن۔ عثمان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" حضرت عبداللہ نے جواب دیا "اللہ کا دشمن تو ہے۔ عثمان وہ شخص تھے جنھوں نے اچھا کیا اور برا کیا، اصلاح کی اور فساد کیا۔ خدا اپنے مخلوق پر حاکم ہے وہ عثمان اور دوسروں کے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا (تجھ سے اور عثمان کے معاملہ سے کیا مطلب) ہاں اگر تو پوچھنا ہی چاہتا ہے تو اپنے، اپنے باپ، یزید اور یزید کے باپ کے متعلق پوچھ (میں پورا جواب دونگا)" ابن زیاد نے کہا "میں تم سے کچھ نہ پوچھوں گا یہاں تک کہ تم کو موت کا مزہ نہ چکھا لوں۔" حضرت عبداللہ نے جواب دیا "قبل اسکے کہ تیری ماں تجھے جنے۔ میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے درجۂ شہادت پر فائز کرے اور میرا قاتل تمام مخلوق خدا میں بدترین دشمن خدا ہو۔ لیکن جب میری آنکھیں چلی گئیں تو میں مایوس ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے مایوس نہ ہونے دیا اور میری پرانی دعا قبول فرمائی" ابن زیاد منبر سے نیچے اترا اور حضرت عبداللہ کو شہید کر دیا۔"

(نور الابصار صفحہ ۱۳۲)

(۶۰)

روی الترمذی وغیرہ انہ کان عندہ زید بن ارقم فقال له "ارفع قضیبک فواللہ لطالما رأیت رسول اللہ صلعم یقبل ما بین ھذین الشفتین وبکی"، فاغلظ له ابن زیاد القول فاغلظ له زید الجواب وکان بالمجلس رسول قیصر فقال متعجباً" ان عندنا فی خزانة فی دیر حافر حمار عیسٰی ونحن نحج الیه کل عام من الاقطار ونعظمہ کما تعظمون کعبتکم فاشھد انکم علیٰ باطل"

(رسالت الصبان ص ۱۹۰)

۶۰

حضرت زید بن ارقم

(سختی کا سختی سے جواب)

ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے (کہ جب ابن زیاد نے امام حسینؑ کے دانتوں پر چھڑی مارنی شروع کی تو) حضرت زید ابن ارقم نے جو وہاں موجود تھے (تڑپ اٹھے اور) کہا " ابن زیاد اپنی چھڑی ہٹالے۔ خدا کی قسم میں نے بارہا رسول اللہؐ کو ان ہونٹوں کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے" یہ کہکر آپ رونے لگے۔ ابن زیاد نے آپ سے سخت کلامی کی اور آپ نے بھی اس کا سختی سے جواب دیا۔ اس دربار میں قیصر روم کا ایک سفیر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے (پریشان ہوکر) تعجب سے کہا " ہمارے گرجا کے خزانہ میں حضرت عیسٰیؑ کے گدھے کا کھر ہے اور ہم لوگ تمام اطراف دنیا سے آکر ہر سال اس کا حج کرتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جس طرح تم (مسلمان) اپنے کعبہ کی تعظیم کرتے ہو۔ (لیکن تم سب نے اپنے نبی کے نواسہ کو شہید کردیا) میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سب باطل پر ہو"

(رسالۃ الصبان ص ۱۹۰)

بابِ ششم (روایات و اقوال)

"امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت اصحابِ حسینؑ کی نگاہ میں"

فقال له اخوته واهل بيته واصحابه "لا نفارقك لحظة ولا يبقي الله ايانا بعدك ابداً"

"امام حسین علیہ السلام کے بھائیوں نے، آپ کے اہل بیت نے اور آپ کے تمام اصحاب نے مل کر کہا "اے نواسۂ رسولؐ خدا کی قسم ہم آپ کو (اس طرح اکیلا اور تنہا) ایک لمحہ بھر بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ کے بعد خدا ہم کو (اس دنیا میں) کبھی بھی باقی نہ رکھے"

(ینابیع المودۃ ص۳۳۹)

(۹۱)

ثم ادخلوه علی ابن زیاد فلما نظر مسلم الی تجبّرہ قال
"السلام علی من اتبع الهدیٰ وخشی عواقب الردی و
اطاع الملک الاعلیٰ" فتبسم ابن زیاد - فقال بعض حجّابه
"یا مسلم اما تریٰ الامیر ضاحکا علیک لو قلت السلام علیک
ایها الامیر" فقال مسلم "واللّٰه ما علمت انّ لی امیرًا
غیر الحسینؑ وانما یسلم علیه بالامارة من یخاف منه" فقال
ابن زیاد "سواء علیک سلمت او لم تسلم فانک مقتول فی هذا
الیوم"

(ابی مخنف ص ۳۶)

۶۱

حضرت مسلم بن عقیل

(میرے امیر صرف امام حسینؑ ہیں)

(حضرت مسلم بن عقیل کو دھوکے سے گرفتار کر کے) ابن زیاد کے لشکر والے آپ کو ابن زیاد کے پاس لائے۔ جب حضرت مسلم نے ابن زیاد کے غرور ونخوت کو دیکھا تو فرمایا "سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، ہلاکت کے انجام سے ڈرے اور سب سے بلند بادشاہ (خدا) کی اطاعت کرے" (یہ سن کر) ابن زیاد مسکرایا۔ اتنے میں اس کے ایک دربان نے حضرت مسلم سے کہا "اے مسلم دیکھتے نہیں کہ امیر تمہارے اوپر ہنس رہا ہے۔ تم کو السّلام علیک ایہا الامیر کہنا چاہیئے تھا"۔ حضرت مسلم نے (فوراً) جواب دیا (کیا بکتا ہے) "میرا امیر سوائے امام حسینؑ کے کوئی نہیں ابن زیاد کو امیر کہہ کر وہ سلام کرے جو اس سے ڈرتا ہو" ابن زیاد (بگڑ کر) بولا "مسلم خواہ سلام کرو یا نہ کرو آج قتل ضرور کئے جاؤ گے"۔

(ابو مخنف ص ۳۶)

۶۲

فجمع الحسینؑ اصحابہ وقال ” اثنی علی اللہ احسن الثناء واحمدہ علی الشدۃ والرخاء معاشر المسلمین لست اعلم اصحاباً اصبر منکم ولا اہل بیت اوفی وافضل من اہل بیتی فجزاکم اللہ عنی احسن الجزاء وانی اظن ان اخر ایامی ہذہ مع ہولاء القوم الظالمین وقد اذنتکم فہا رقابکم منی ذمام وحرج وہذا اللیل قد انسدل علیکم فلیاخذ کل رجل منکم بید رجل من اہل بیتی وتفرقوا فی البیداء یمیناً وشمالاً وعسی ان یفرج اللہ عنا وعنکم فان القوم یطلبونی دونکم“ فقال لہ ”اخوتہ وبنو اخیہ وموالیہ وبنو عبد اللہ بن جعفر لم نفعل ذلک یا سیدنا ولا اراناً اللہ فیک سوء ولا مکروہا“ وفی البحار ”ابدا ہم بہذا القول العباس بن علی واتبعتہ الجماعۃ علیہ فتکلموا بمثلہ ونحوہ“

(بحار جلد ۱۰ - ومقتل ابو مخنف صہ ۶۲)

(۶۲) امام حسینؑ کے بھائی، بھتیجے اور بھانجے

(ہم امام حسینؑ کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑیں گے)

(شب عاشور) امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا اور فرمایا " میں خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں بہترین حمد وثنا (جسکے وہ لائق ہے) اور اس کی تعریف کرتا ہوں ہر تکلیف وآرام کے اوقات میں۔ اے گروہ مسلمین۔ میں نہیں جانتا کہ کسی شخص کے اصحاب تم سے زیادہ صابر وشاکر ہوں اور کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ وفادار اور افضل ہوں۔ خدا میری طرف سے تم لوگوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے یقین ہے کہ ان ظالمین (لشکر یزید) کے ساتھ میرا یہ آخری دن ہے اس لئے میں تم لوگوں کو (یہاں سے چلے جانے کی) اجازت دیتا ہوں اور اپنی بیعت تم لوگوں کی گردنوں سے اٹھا لیتا ہوں۔ دیکھو رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ تم میں کا ہر ہر مرد میرے اہل بیت میں سے ایک ایک مرد کا ہاتھ پکڑے اور میدان میں داہنے بائیں متفرق ہو جائے عنقریب خدا ہمارے اور تمہارے لئے آسانی پیدا کرے گا (اور تم سے مصیبتوں کو دور کریگا) کیونکہ لشکر یزید مجھے چاہتا ہے ان کو تم سے کوئی مطلب نہیں "۔ (امام حسینؑ کی یہ تقریر سنکر) آپ کے بھائی، بھتیجے، غلام اور اولاد عبد اللہ ابن جعفر نے مل کر کہا " اے ہمارے سردار ہم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے (کہ آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں) خدا نہ کرے ہماری زندگی میں آپ پر کوئی مصیبت آنے پائے "۔

بحار میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت عباسؑ بن علیؑ نے اس گفتگو کی ابتدا کی پھر امام حسینؑ کے تمام عزیزوں نے وہی کہا جو حضرت عباسؑ نے فرمایا"

(بحار جلد ۱۰، ابو مخنف ص ۶۲)

٦٣

فقال الحسینؑ "یا بنی عقیل حسبکم من القتل بمسلم بن عقیل فاذهبوا انتم فقد اذنت لکم" فقالوا "سبحان اللہ ما یقول الناس و ماذا نقول انا ترکنا شیخنا و سیدنا و بنو عمومتنا خیر الاعمام و لم نرم معهم بسهم و لم نطعن معهم برمح و لم نضرب معهم بسیف و لا ندری ما صنعوا لا واللہ ما نفعل ذلک و لکن نفدیک بانفسنا و اموالنا و اهلینا و نقاتل معک حتی نرد موردک فقبح اللہ العیش بعدک"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۹۱)

۹۳

اولاد حضرت عقیل بن ابی طالب

(ہماری جانیں، ہمارے بچے، ہمارا مال سب امام حسینؑ پر قربان)

امام حسین علیہ السلام نے اولاد حضرت عقیل سے فرمایا "اے اولاد عقیل، مسلم ابن عقیل کا شہید ہو جانا تمھارے لئے کافی ہے۔ میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں (پردۂ شب حائل ہے) تم سب کے سب چلے جاؤ"، اولاد حضرت عقیل نے ملکر جواب دیا "سبحان اللہ (اے ہمارے سردار اگر ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو) لوگ ہم کو کیا کہیں گے اور ہم ان سے کیسے کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ و سردار اور بہترین چچا کی اولاد کو (دشمنوں میں) چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے ساتھ رہ کر (ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں) ایک تیر بھی نہ پھینکا نہ نیزہ بازی کی، نہ تلوار چلائی اور نہ ان کے حالات سے واقف رہے۔ خدا کی قسم ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے (اور آپ کو تنہا ہرگز نہیں چھوڑ سکتے) بلکہ ہم اپنی جانیں، اپنا مال اور اپنے بچوں کو آپ پر قربان کر دیں گے یہانتک کہ آپ کے ساتھ ہم سب قتل ہو جائیں (اے ہمارے سردار) آپ کے بعد ہماری زندگی بے لطف ہے"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۱)

٦٢

وسار قیس بن مسهر طالبا الکوفة فلما بلغ القادسیة اخذہ الحصین بن نمیر واو ثقه کتافاً وبعث به الی ابن زیاد فلما وصل الیه قال له " یا فتی اصعد المنبر وسب الکذاب بن الکذاب یعنی الحسین " فصعد المنبر فحمد الله واثنی علیه وذکر النبی ؐ فصلی علیه ثم قال " ایها الناس ھذا الحسینؑ قد فارقته من الحاجر من بطن الرملة وانا رسوله الیکم فاجیبوہ " ثم سب یزید وابن زیاد وصلی علی الحسینؑ وعلی ابیه وجدہ فامر ابن زیاد ان یرمی من اعلی القصر فرمی به فتقطع قطعاً رضوان الله علیه۔

(ابو مخنف ص ۴۲)

٦٤

حضرت قیس بن مسہر

(دشمن حسینؑ کے سامنے حسینؑ پر درود و سلام)

قیس بن مسہر صیدادی (امام حسینؑ کا خط لیکر) کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قادسیہ پہونچے تو (ابن زیاد کے جاسوس) حصین ابن نمیر نے آپ کو گرفتار کرلیا اور ابن زیاد کے پاس بھیجدیا۔ جب آپ ابن زیاد کے پاس پہونچے تو ابن زیاد نے آپ سے کہا "اے جوان منبر پر جا اور (معاذ اللہ) جھوٹے اور جھوٹے کے بیٹے حسینؑ کو برا کہہ" قیس بن مسہر منبر پر گئے، خدا کی حمد وثنا کی، حضرت نبیؐ کا ذکر کیا اور ان پر درود بھیجا پھر فرمایا "اے لوگو میں امام حسینؑ کو مقام حاجز پر چھوڑ کر آیا ہوں (وہ تم لوگوں تک پہونچنا ہی چاہتے ہیں) میں تم لوگوں کی طرف ان کا پیغامبر ہوں۔ تم امام کی مدد کے لئے تیار رہو جاؤ" پھر آپ نے یزید اور ابن زیاد کو بُرا کہا اور امام حسینؑ، ان کے پدر بزرگوار (حضرت علیؑ)، ان کے نانا (حضرت محمدؐ) پر درود بھیجا۔ ابن زیاد (سخت برہم ہوا اور) حکم دیا کہ آپ کو قلعہ کی بلندی سے نیچے پھینک دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو قصر کی بلندی سے گرادیا گیا اور آپ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے"

(ابو مخنف ص ۴۲)

۶۵

ثم حمل علی القوم وقال "یا اھل الکوفۃ یا اھل الغدر و المکر علام دعوتم ھذا الامام و زعمتم انکم تنصرونہ حتی اذا اتاکم غدرتم بہ وتعدیتم علیہ واحطتم بہ من کل جانب ومکان و منعتموہ و اھلہ من الرجوع الی ماشاء من ھذہ الارض العریضۃ فاصبح فی ایدیکم وحیداً و منعتموہ و اھل بیتہ من شرب الماء الذی تشرب منہ الیھود و النصاریٰ و الکلاب والخنازیر بئس واللہ ما خلفتم نبیکم فی اھل بیتہ وذریتہ مالکم لا اسقاکم اللہ یوم العطش الاکبر ثم بکیٰ بکاءً عالیاً و برز وھو یرتجز"

(ابو مخنف ص ۲۸)

(۶۵)

حضرتِ حر

(لشکرِ یزید سے خطاب)

(امام حسینؑ سے رخصت ہو کر) حضرت حر نے لشکرِ یزید پر حملہ کیا اور (بہ آواز بلند) فرمایا "اے کوفہ کے باشندو! اے دھوکہ بازو اور مکارو! تم نے (مسلسل خطوط بھیجکر) امام (حسینؑ) کو بلایا اور سمجھتے تھے کہ تم ان کی مدد کرو گے۔ لیکن جب امام حسینؑ تمھارے پاس آگئے تو تم نے ان سے بیوفائی کی۔ تم نے ان پر ظلم کیا اور ہر طرف سے ان کو گھیر لیا اور ان کو اور ان کے اہلِ بیتؑ کو اس لمبی چوڑی زمین پر کسی طرف چلے جانے سے روک دیا (آج) وہ یکہ و تنہا تمھارے قبضہ میں ہیں۔ یہ پانی جس کو یہودی، عیسائی، مجوسی اور سور سب پیتے ہیں اس کو تم نے ان پر، ان کے اہلِ بیتؑ پر اور ان کی ذریت پر بند کر دیا ہے۔ اپنے نبی کے اہلِ بیت اور ذریت کے ساتھ تم نے بہت برا سلوک کیا۔ خدا تمھیں ہرگز اس (قیامت کے) دن سیراب نہ کرے جس دن بہت سخت پیاس ہوگی"۔ پھر حضرت حر ڈاڑھیں مار کر روئے اور رجز پڑھتے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف بڑھے۔

(ابو مخنف ص۷۸)

(۶۶)

ثم برز حبیب ویقول

"انا حبیب وابی مظاهر ÷ فارس الهیجا ولیث قسور
سبط النبی اذا اتی یستنصر ÷ یا شر قوم فی الوری واکفر

(ینابیع المودة ص۳۴۲)

O

نادی الحسینؑ "یا عمر بن سعد انسیت شرائع الاسلام الا تکف عنا الحرب حتی نصلی" فلم یجبه عمر فناداه الحصین بن نمیر "یا حسین صل فان صلوتک لا تقبل" فقال له حبیب بن مظاهر "ویلک لا تقبل صلوة الحسین وتقبل صلوتک یا بن الخمارة"

(ابو مخنف ص۶۵)

۶۶

حضرت حبیب بن مظاہر

(ہم نواسہ رسولؐ کی مدد ضرور کریں گے)

پھر حضرت حبیب ابن مظاہر ایک بہادرانہ انداز سے رجز پڑھتے ہوئے (میدانِ جنگ کی طرف) روانہ ہوئے آپ فرما رہے تھے "میں حبیب ہوں میرے باپ مظاہر تھے، میں میدان جنگ کا شہسوار ہوں اور غضبناک شیر (کی طرح حملہ کرنے والا) ہوں۔ اے کافرو اور تمام مخلوق خدا میں بدترین قوم۔ جب حضرت نبیؐ کے نواسے حسینؑ مدد مانگ رہے ہیں تو ان کی مدد ضرور کرنی چاہیئے"

(ینابیع المودۃ ص۳۴۵)

O

حضرت امام حسینؑ نے بہ آواز بلند فرمایا "اے عمر بن سعد کیا تو ارکانِ اسلام کو بھی بھول گیا۔ کیا اتنی دیر لڑائی ملتوی نہیں کرسکتا کہ ہم نماز پڑھ لیں؟" عمر بن سعد نے کوئی جواب نہ دیا۔ حصین بن نمیر نے کہا "اے حسینؑ پڑھ لو نماز مگر تمہاری نماز قبول نہ ہوگی"۔ حضرت حبیب بن مظاہر نے جواب دیا "اے حرامزادے تجھ پر لعنت ہو۔ تیری نماز تو قبول ہوگی اور حسینؑ (فرزند رسولؐ) کی نماز نہ قبول ہوگی"

(ابو مخنف ص۹۵)

٦٧

ثم قام اليه مسلم بن عوسجة وقال " انخليك يابن رسول الله وحيداً فريداً فبما نعتذر غداً عند جدك وابيك وامك واخيك والله لاكسرن فيهم رمحي ولاضربنهم بسيفي ما ثبت قائمه بيدي والله لو لم يكن معي سلاحي اقاتلهم به لاقاتلهم بالحجارة حتى يعلم الله انى قد حفظت ذرية نبيه والله لو انى اقتل ثم احيي ثم اقتل ثم احرق ويفعل بي ذلك سبعين مرة ما تركتك فكيف وهي قتلة واحدة وبعدها الكرامة "

(ابو مخنف ص ٦٣)

○

۶۷

حضرت مسلم بن عوسجہ

(جوشِ جہاد)

پھر حضرت مسلم بن عوسجہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا "اے فرزند رسولؐ کیا ہم آپ کو (دشمنوں میں) یکہ وتنہا چھوڑ دیں تو پھر کل (قیامت میں) آپ کے نانا (محمدؐ مصطفٰی) آپ کے پدر بزرگوار (علیؑ مرتضٰی) آپ کی مادر گرامی (فاطمہؑ زہرا) آپ کے بھائی (حسنؑ مجتبیٰ) کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا کی قسم میں آپ کے دشمنوں کے سینوں کو اپنے نیزہ سے چھلنی کردوں گا اور جبتک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا۔ اپنی تلوار سے آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا رہوں گا اور اگر میرے پاس کوئی ہتھیار جنگ نہ رہا تو میں آپ کے دشمنوں کو پتھر مارتا رہوں گا تاکہ خدا جان لے کہ میں نے اس کے نبیؐ کی ذریت کی حفاظت کی۔ خدا کی قسم اگر میں ستر مرتبہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلا دیا جاؤں تب بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا چہ جائیکہ ایک مرتبہ کا قتل ہونا جس کے بعد مجھے (ہمیشہ باقی رہنے والی) بزرگی اور کرامت ملے گی"

(ابو مخنف صـ۶۲)

۶۸

فخرج الیهم زهیر بن القین ونادی باعلی صوته «ایها الناس ان حق المسلم علی المسلم النصیحة ونحن وانتم علی دین واحد وقد ابتلانا الله بذریة نبیه لینظر ما نحن وانتم صانعون وانا ادعوکم الی نصرته وخذلان الطغاة وان الحسینؑ احق بالنصرة والمودة من ابن سمیة»

(ابو مخنف ص ۵۵)

ثم قام زهیر بن القین وقال « والله یا بن رسول الله لوددت انی قتلت ثم نشرت الف مرة وان الله تعالیٰ قد دفع القتل عنک وعن هؤلاء الفتیة من اخوانک وولدک واهل بیتک »

(اللهوف ص ۷۰)

۶۸

حضرت زہیر بن قین

(نصرت حسینؑ کی طرف دعوت)

حضرت زہیر بن قین لشکر یزید کی طرف آئے اور بہ آواز بلند فرمایا "اے لوگو! مسلمان کا حق ہے کہ مسلمان کو نصیحت کرے۔ ہمارا اور تمہارا دین ایک ہے خدا اپنے نبیؐ کی ذریت کے معاملہ میں ہمارا امتحان لے رہا ہے تاکہ دیکھے کہ ہم اور تم (اہل بیت رسولؐ کے ساتھ) کیسا سلوک کرتے ہیں۔ میں تم کو حسینؑ کی نصرت و مدد کی طرف دعوت دیتا ہوں اور سرکشوں کو چھوڑ دینے کی نصیحت کرتا ہوں ایک بدکار عورت کے لڑکے (ابن زیاد) کی محبت اور مدد سے زیادہ (فرزند رسولؐ) حسینؑ محبت اور نصرت کے مستحق ہیں"

(ابو مخنف ص۵۵)

○

پھر حضرت زہیر بن قین کھڑے ہوئے اور عرض کیا "اے فرزند رسولؐ خدا کی قسم اگر میں ایک ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں (پھر قتل کیا جاؤں) اور میرے قتل ہو جانے سے آپ، آپ کے بھائی، آپ کی اولاد اور آپ کے اہل بیت محفوظ رہیں تو میں قتل ہونے کے لئے خوشی سے تیار ہوں"

(لہوف ص۷۰)

۶۹

ثم برز جون مولیٰ ابی ذر وکان عبداً اسود فقال له الحسینؑ "انت فی اذن منّی"، فقال "یا ابن رسول اللہ انا فی الرخاء الحس قصاعکم وفی الشدة اخذلکم واللہ ان ریحی لمنتن وان حسبی للئیم ولونی لاسود فتنفس علیّ بالجنة فتطیب ریحی ویشرف حسبی ویبیض وجهی لا واللہ لا افارقکم حتی یختلط هذا الدم الاسود مع دمائکم ثم قاتل رضوان اللہ علیہ حتی قتل"

(لہوف ص۱۲)

۶۹

حضرت جون

(حسینؑ کی بندہ نوازی)

پھر جون حضرت ابوذر کے غلام آگے بڑھے۔ آپ ایک حبشی غلام تھے۔ (امام حسینؑ نے آپ سے فرمایا "جون تم کو میری طرف سے اجازت ہے" (تم یہاں سے چلے جاؤ) جون نے عرض کیا "فرزند رسولؐ میں آرام کے زمانے میں تو آپ کے (دستر خوان کے) پیالے چاٹتا رہا اور مصیبت کے وقت آپ کو چھوڑ دوں؟ بیشک میرے جسم کی بو خراب ہے، میرا حسب و نسب اچھا نہیں اور میرا رنگ سیاہ ہے (لیکن آپ کی حفاظت کر کے، شہادت سے ہو کر) میں جنت میں جاؤں گا، میرے جسم سے خوشبو آنے لگے گی، میرا حسب و نسب بزرگ ہو جائے گا اور میرا چہرہ نورانی ہو جائے گا۔ خدا کی قسم میں ہرگز آپ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کہ میرا یہ سیاہ خون آپ لوگوں کے پاکیزہ خون سے مل جائے"، پھر آپ نے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

(لہوف ص۱۲۷)

○

(۰ے)

ثم اقبل علیہ السّلام علی اصحابہ وقال لھم ”یا اصحابی
لیس طلب القوم غیری فاذا جنّ علیکم اللیل فسیروا
فی ظلمتہ الی ما شئتم من الارض“ فقالوا باجمعھم ”یا بن
بنت رسول اللّٰہ بای وجہٍ نلقی اللّٰہ و نلقی جدک وابالک
لا کان ذالک ابداً ونقتل انفسنا دونک“

(ابو مخنف صلا)

قالوا ”انفسنا لک الفداء نقیک بایدینا و وجوھنا فاذا نحن
قتلنا بین یدیک نکون قد وفینا لربنا وقضینا ما علینا“

(لھوف ص۴۲)

(۷۰)

تمام اصحاب حسینؑ

(خلوص و عقیدت کا مظاہرہ)

پھر امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا "اے میرے اصحاب۔ ان دشمنوں کو میرے علاوہ اور کسی کی تلاش نہیں۔ اس لئے جب رات آجائے تو اس کی تاریکی میں تمہارا جدھر جی چاہیے نکل جاؤ۔ (میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں) لیکن تمام اصحاب نے ملکر جواب دیا "اے رسولؐ کی صاحبزادی کے فرزند اگر ہم آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے تو) ہم آپ کے نانا (رسولِ خدا) پدر بزرگوار (علی مرتضیٰ) کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اور ہم سب آپ کے سامنے شہید ہو جائیں گے"

(ابو مخنف صفحہ ۱)

○

تمام اصحاب نے عرض کیا "(اے فرزند رسولؐ) ہماری جانیں آپ پر قربان۔ ہم اپنے ہاتھوں اور اپنے چہروں سے آپ کی حفاظت کریں گے۔ اور جب ہم سب آپ کے سامنے شہید ہو جائیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم نے اپنے خدا کا وعدہ پورا کیا اور اپنے فرض کو ادا کیا"

(الہوف صفحہ ۴۲)

باب ہفتم (اقوال)

(الف)

"امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مفکرین اسلام کی نگاہ میں"

" انه علیه السّلام فی ذالك الوقت افصح من نطق کانت الفصاحة لدیه خاضعة والبلاغة لامره سامعة طائعة امانظمه فیعد لمثل الکلام جوهر عقد منظوم ومشهر برد مرقوم"

○

امام حسینؑ علیہ السّلام اپنے زمانے کے تمام متکلمین میں سب سے زیادہ فصیح تھے فصاحت اور بلاغت آپ کی فرمانبردار اور آپ کا حکم بجالانے والی (کنیز) تھی سلسلۂ کلام میں آپ کے اشعار دھاگے میں پروئے ہوئے موتی کی طرح اور حسن وخوبی میں منقش چادر کی طرح معلوم ہوتے ہیں"

(مطالب السئول ص ۲۲۷)

۱۷

في بيت النبوة المشرقة بالانسانية المثلى والمتصلة بالسماء بوشائج الوحي الالهي من اب هو علي بن ابي طالب الذي كان عنوان المروءة والرجولة ليس في التاريخ العربي وحده بل في التاريخ الانسانية جمعاء من ام هي فاطمة الزهراء بنت محمد بن عبد الله التي تحمل قبسا من روحه وفيضا من نوره ولد في احدى ليالي شعبان من السنة الرابعة للهجرة طفل لا كالاطفال تطل الانسانية من وجوده وكانها من معاني الالوهية وقد دعي ذلك الطفل حسينا»

(اعلام الهلال ص۱۸ بحواله بلاغت الحسين)

۱۸۱

حسن احمد البیرونی

(حسینؑ فخر انسانیت و مظہر صفات الوہیت)

استاد حسن احمد البیرونی لکھتے ہیں:۔

" نبوت کے ایسے گھر میں جہاں انسانیت کے صفات روشن تھے اور جہاں آسمان سے وحی الہی کا سلسلہ جاری رہا۔ باپ حضرت علیؑ ابن ابی طالب جو نہ صرف تاریخ عرب میں بلکہ تاریخ انسانیت میں سرمایۂ شجاعت و جوانمردی تھے اور ماں حضرت فاطمہؑ بنت محمد مصطفیٰؐ جو روح محمد مصطفیٰؐ اور نور رسالت کی ایک روشن جزو تھیں (انھیں دونوں ماں باپ سے) شعبان ۴ھ کی ایک رات کو ایک بچہ پیدا ہوا۔ یہ بچہ معمولی بچہ کی طرح نہ تھا بلکہ انسانیت کو عزت بخشنے والا اور معانی الوہیت کو ظاہر کرنے والا تھا۔ یہی بچہ حسینؑ کے نام سے مشہور ہوا "

(دار الہلال ۵ ۱۸۶۰ بحوالہ بلاغت الحسین)

۴۲

ومن ثم كان عليه السّلام جديرا بان يسمى البناء الثانى فى الاسلام بعد جده المصطفى صلوٰة الله عليه وبانه المجدد لبناية التوحيد كما يقول الشاعر الهندى معين الدين اجميرى رحمه الله

شاہ ہست حسینؑ پادشاہ ہست حسینؑ ؎ دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دست یزید ؎ حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

(سمو المعنى فى سمو الذات ص ۱۱۳)

۷۴

علامہ علائلی

(اسلام کا دوسرا بانی)

(علامہ علائلی سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اور آپ کے کارہائے نمایاں سے متاثر ہو کر تحریر فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ نے ایک عظیم الشان قربانی پیش کر کے دین اسلام کو بچایا) اسی لئے آپ اس بات کے حقدار ہیں کہ آپ کو آپ کے نانا محمد مصطفیٰؐ کے بعد اسلام کا دوسرا بانی کہا جائے۔ بلیشک آپ توحید کی بنیادوں کے مضبوط کرنے والے اور اس کے مجدد ہیں۔ جیسا کہ شاعر ہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اپنی رباعی میں کہا ہے :-

حسینؑ شاہ ہیں، حسینؑ بادشاہ ہیں، حسینؑ دین ہیں، حسینؑ دین کے پناہ دینے والے ہیں۔ حسینؑ نے راہ خدا میں اپنا سر دے دیا مگر یزید ایسے بدکار کی بیعت نہ کی۔ بیشک حسینؑ ہی نے دین خدا (اسلام) کی بنیادیں استوار کیں"

(سمو المعنی فی سمو الذات ص۱۱۳)

۴۳

ان الکمالات التی افترقت فی الانبیاء علیہم السّلام قد اجتمعت فی نبینا وقد زیدت لہ کمالات اخر ولکن بقی لہ کمال لم یحصل لہ بنفسہ وہی الشہادۃ فاقتضت حکمۃ اللہ ان یلحق ہذا الکمال العظیم بسائر کمالاتہ بعد وفاتہ وانقضاء ایام خلافتہ التی تنافی المغلوبیۃ والمظلومیۃ برجال من اہل بیتہ بل باقرب اقاربہ واعز اولادہ ومن یکون فی حکم ابنائہ حتی تلحق حالہم بحالہ ویندرج کمالہم فی کمالہ فتوجہت عنایۃ اللہ بعد انقضاء ایام الخلافۃ الی ہذا الالحاق فاستنابت الحسنین علیہما السّلام مناب جدہما وجعلہما مرأتین لملاحظتہ وخدین لجمالہ۔

(سر الشہادتین)

(۴۷) محدث دہلوی

(حسینؑ کی شہادت رسولؐ کی شہادت ہے)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کمالات جو انبیائے کرام میں علیحدہ علیحدہ پائے جاتے تھے وہ ہمارے نبیؐ حضرت محمدؐ کی ایک ذات میں موجود تھے بلکہ آپ میں ایسے کمالات بھی تھے جو کسی نبی (یا رسول) میں نہیں پائے گئے۔ لیکن ایک کمال آپ کی ذات میں نہ تھا اور وہ تھی صفت شہادت چونکہ مغلوبیت اور مظلومیت آپ کی شان کے خلاف تھی (جو درجہ شہادت حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہے) اس لئے حکمت خدا کا تقاضہ ہوا کہ صفتِ شہادت کا الحاق آپ کے وصال کے بعد آپ کے تمام کمالات کے ساتھ کیا جائے (وہ اس طرح ممکن تھا کہ) آپ کے اہل بیت میں سے بلکہ آپ کے قریبی رشتہ داروں میں سے کچھ نفوس اور آپ کی وہ اولاد جو آپ کے بیٹوں کے حکم میں ہو شہید ہوں تاکہ ان کا کارنامہ آپ کا کارنامہ سمجھا جائے اور ان کا کمال آپ کے کمالات میں شمار کیا جائے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ حضرت محمدؐ کے زمانۂ نبوت کے ختم ہونے کے بعد صفت شہادت کا آپ کے صفات کے ساتھ الحاق کیا جائے۔ لہٰذا خدا نے حسنؑ اور حسینؑ کو رسول کا نائب قرار دیا اور حسنؑ و حسینؑ کو آپ کے کمال وجمال کا آئینہ قرار دیا (حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام نے شہید ہو کر رسول اللہؐ کے صفات میں صفت شہادت کا اضافہ کیا اور اس طرح حسنؑ اور حسینؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ رسول اللہؐ شہید ہوئے)

(سر الشہادتین)

(۴۲)

فلیس فی العالم اسرۃ انجبت من الشهداء من انجبتهم
اسرۃ الحسینؑ عدۃ وقدرۃ وذکرۃ وحسبہ انہ وحدہ
فی تاریخ ھذہ الدنیا الشهید ابن الشهید ابو الشهداء
فی مئات السنین»

(۱) ابو الشهداء ص ۲۳ بحوالہ البلاغۃ الحسین

O

۴۷

عباس محمود العقاد

(امام حسینؑ، شہید، شہید کے فرزند اور شہداء کے باپ ہیں)

(عصر حاضر کے مشہور مورخ و ادیب عباس محمود العقاد سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق جو عقیدہ رکھتے ہیں۔ حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں)

"شرافت، تعداد، قدر و منزلت اور ذکر و تذکرہ کے اعتبار سے ساری دنیا میں، شہیدوں کا کوئی خاندان (اور گروہ) امام حسینؑ (شہید کربلا) کے خاندان (اور ان کے اصحاب) کا مقابلہ نہیں کر سکتا" امام حسینؑ کی فضیلت جاننے کے لئے اتنا سمجھنا کافی ہے کہ اس دنیا کی تاریخ میں آپ خود شہید، شہید کے فرزند اور بہت سی صدیوں میں شہید ہونے والوں کے باپ ہیں"

(ابوالشہداء ص۲۳۵ بحوالہ بلاغت الحسینؑ)

○

(۷۵)

وقد حل الامام الحسين رضی الله عنه من هذا البيت الشريف فی اوج نزراه وعلا فی علوا تطامنت الثريا عن ان تصل الی معناه ولما انقسمت غنائم المجد كان له من السهم الاوفر والحظ الاكبر،،

(كتاب الاتحاف ص۱۹ بحواله بلاغت الحسين)

O

(۵۸)

علامہ شبراوی

(فضائل امام حسینؑ کی عظمت)

علامہ شبراوی تحریر فرماتے ہیں:-

"اہل بیت رسالت میں امام حسین علیہ السّلام فضائل کے ان بلند مقامات پر ہیں کہ ثریا بھی آپ کے کمالات تک نہیں پہونچ سکتی۔ (روز ازل) جب فضائل اور بزرگیاں تقسیم کی گئیں تو سب سے زیادہ حصہ امام حسین علیہ السّلام ہی کو ملا"

(کتاب الاتحاف صـ۱۹ بحوالہ بلاغت الحسین)

(ب)

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت مفکرین مغرب کی نگاہ میں،

"With an equal measure of Piety, Hossain, the younger brather of Hassan, inherited a remnant of his father's spirit"

حضرت علیؑ علیہ السلام کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کے تمام فضائل وکمالات روحانیہ کے صحیح وارث اور سچے جانشین تھے"

(گبن)

(۷۶)

واشنگٹن ارونگ

(مذہبی ریفارمر)

مسٹر واشنگٹن ایک مشہور مفکر مغرب لکھتا ہے :-

"۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء اس لاجواب لڑائی کی تاریخ ہے۔ کئی ہزار افواج کے ساتھ لڑنے میں بہتر آدمیوں کا زندہ رہنا محال تھا۔ زندگی تلف ہو جانے کا یقین کامل تھا نہایت آسانی سے ممکن تھا کہ امام حسینؑ یزید سے اس کی تمنا کے موافق بیعت کر کے اپنی جان بچا لیتے مگر اس ذمہ داری کے خیال نے جو مذہبی ریفارمر کی طبیعت میں ہوتا ہے اس بات کا اثر نہ ہونے دیا اور نہایت سخت مصیبت اور تکلیف پر ایک بے مثل صبر و استقلال کے ساتھ قائم رکھا۔ اولاد کا سامنے قتل عام ہونا۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کا مارا جانا۔ زخموں کی تکلیف۔ عرب کی دھوپ پھر اس دھوپ میں زخمی کی پیاس۔ یہ ایسی تکلیفیں نہ تھیں جو کسی شخص کو اپنے ارادہ پر قائم و دائم رہنے دیتیں"

○

۴۴

کارلائل

(شہادت حسینؑ سے کیا سبق ملتا ہے)

ہیروز اور ہیرو ورشپ کے مصنف مسٹر کارلائل لکھتے ہیں:-
"آؤ ہم دیکھیں کہ واقعہ کربلا سے ہم کو کیا سبق ملتا ہے۔ سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ شہدائے کربلا کو خدا کا کامل یقین تھا اور وہ اپنی آنکھوں سے اس دنیا سے اچھی دنیا دیکھ رہے تھے۔ اس کے علاوہ قومی غیرت اور حمیت کا بہترین سبق ملتا ہے جو اور کسی واقعہ سے نہیں ملتا۔ اور ایک نتیجہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ جب دنیا میں معصیت اور غضب وغیرہ بہت ہو جاتا ہے تو خدا کا قانون قربانی مانگتا ہے۔ اس کے بعد تمام راہیں صاف ہو جاتی ہیں"

(78)

"HE PRESSED HIS FRIENDS TO CONSULT THEIR SAFETY BY A TIMELY FLIGHT; THEY UNANIMOUSLY REFUSED TO DESERT OR SERVIUE THEIR BELOVED MASTER AND THEIR COURAGE WAS FORTIFIED BY A FERVENT PRAYER AND THE ASSURANCE OF PARADISE.

ON THE MORNING OF FATAL DAY HE MOUNTED ON THE HORSE BACK WITH HIS SWORD IN ONE HAND AND THE KORAN IN THE OTHER, HIS GENEROUS BAND OF MARTYRS CONSISTED ONLY OF THIRTY TWO HORSE AND FORTY FOOT."

(DEELINE AND FALL OF ROMAN EMPIRE PP. 287)

GIBBON

(۷۸)

گبن

(صبح عاشور)

امام حسینؑ نے اپنے اصحاب پر زور دیا کہ وہ (میدانِ کربلا سے) فوراً ہٹ کر اپنی (جانوں کی) حفاظت کریں۔ لیکن تمام (اعزا اور اصحاب) نے اپنے پیارے اور جان سے زیادہ عزیز امام کو تنہا چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ امام حسینؑ نے دعا کر کے اور جنت کا یقین دلا کر ان کی ہمت افزائی کی۔ روزِ عاشور کی ہولناک صبح کو امام حسینؑ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قرآن مجید تھا آپ کے ساتھی شہدا کا بہادر اور سخی گروہ صرف بتیس سوار اور چالیس پیادوں پر مشتمل تھا''

(ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر ص ۲۸۷ گبن)

○

ایڈورڈ گبن۔ دوسرے مقام پر لکھتا ہے:۔

"حضرت امام حسینؑ کا پر درد واقعہ ایک دور دراز ملک میں رونما ہوا جو بے رحم اور سنگدل کو بھی متاثر کر دیتا ہے۔ اگرچہ کوئی کتنا ہی بے رحم ہو مگر امام حسینؑ کا نام سنتے ہی اس کے دل میں ایک جوشِ ہمدردی پیدا ہو جائے گا''

○

"THE GLORY OF MARTYDOM SUPERSEDED THE RIGHT OF PRIMOGE-NITURE, AND THE TWELVE IMAMS OR PONTIFFS ARE ALI, HASAN, HUSAIN AND THE LINEAL DESCENDANTS OF HUSAIN TO THE NINTH GENERATION. WITHOUT ARMS OR TREASURES, OR SU-BJECTS, THEY SUCEESSINELY ENJOYED THE VENERATION OF THE PEOPLE AND PROVOKED THE JEALOUSY OF THE REIGNI-NG CALIPH. THEIR NAMES WERE OFTEN THE PRETENCE OF SEDITION AND CIVIL-WAR:— BUT THESE ROYAL SAINTS DES-PISED THE POMP OF THE WORLD, SUBMITT-ED TO THE WILL OF GOD AND THE INJUS-TICE OF MAN AND DEVOTED THEIR INNOCE-NT LINES TO THE STUDY AND PRACTICE OF RELIGON"

(Decline and Fall of Roman Empire PP. 289)

(۷۹)

(شہادت حسینؑ کے اثرات)

(امام حسین علیہ السّلام کی) شاندار شہادت نے (منصب امامت کے) حقوق کو مستحکم بنا دیا۔ اور بارہ امام یا (مذہب اسلام کے) برگزیدہ عالم حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت حسینؓ کی ذریت میں نویں نسل تک ہیں۔ (یعنی حضرت علی، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور نو امام حضرت حسینؓ کی ذریت ہیں۔ اس طرح کل بارہ امام ہیں) بغیر فوج، خزانے اور رعیت کے ان اماموں نے (اپنی روحانیت سے عوام کی توجہ کو اپنی طرف موڑ لیا) عوام ان کی نہایت درجہ تعظیم کرتے تھے اور اسی وجہ سے (ان کے زمانے کے) حکمران خلفاء ان سے حسد کیا کرتے تھے۔ ان کے ناموں کو اکثر ہنگاموں اور ملک میں اندرونی لڑائیوں کا ذریعہ بنایا گیا۔ لیکن یہ شاہی پیشوایان مذہب خود ہمیشہ دنیا داری اور مادی شان و شوکت کو برا سمجھتے رہے۔ یہ ہمیشہ خدا کی مرضی کے مطابق چلتے رہے۔ لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ منصفانہ رہا اور انھوں نے اپنی تمام معصومانہ زندگی مذہب (اسلام) کی تعلیم و تبلیغ میں اور اعمالِ صالحہ میں صرف کر دی"

(ڈکلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر ص ۲۸۹) (گبن)

(80)

"HUSAIN MARCHED WITH HIS LITTLE COMPANY NOT TO GLORY, NOT TO POWER OR WEALTH, BUT TO A SUPREME SACRIFICE AND EVERY MEMBER OF THAT GALLANT BAND, MALE AND FEMALE, KNEW THAT THE FOES AROUND WERE IMPLACABLE, WERE NOT ONLY READY TO FIGHT, BUT TO KILL. DENIED EVEN WATER FOR THE CHILDREN, THEY REMAINED PARCHED UNDER A BURNING SUN, AMID SCORCHING SANDS, YET NO ONE FATTERED FOR A MOMENT BUT BRAVELY FACED THE GREATEST ODDS WITHOUT FLINCHING"

DR. K. SHELDRAKE

۸۰

حسینؑ کا مقصد

شلدُریک ایک مشہور مفکر مغرب واقعہ کربلا کے سلسلہ میں لکھتا ہے :-

"امام حسینؑ اپنی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے - آپ کا مقصد شان و شوکت اور طاقت اور دولت کا حاصل کرنا نہ تھا - آپ ایک بلند اور عدیم المثال قربانی پیش کرنا چاہتے تھے - آپ کے بہادر گروہ کا ہر فرد، مرد ہو یا عورت، (ہر ایک) جانتا تھا کہ دشمنوں سے مقابلہ کرنا (ان کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے) بہت دشوار ہے اور یہ کہ وہ صرف ان سے لڑنے ہی کے لئے نہیں بلکہ ان کو شہید کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ (حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے) بچوں پر پانی تک بند کر دیا گیا۔ لیکن وہ دہکتے ہوئے آفتاب کے نیچے تپتے ہوئے ریگستان پر عزم و استقلال کا پہاڑ بنے ہوئے قائم رہے - ان میں سے ایک بھی ایک لمحہ کے لئے نہ گھبرایا بلکہ نہایت بہادری سے سخت اور شدید مصیبتوں کا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مقابلہ کرتا رہا"

باب ہشتم (واقعات)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مخلوقات عالم کی نگاہ میں

"وما ظہر یوم قتلہ من الآیات" "ان السّماء اسودّت اسوداداً عظیماً حتی رویت النجوم نہاراً ولم یرفع حجر الا وجد تحتہ دم عبیط"

○

"امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کے دن جو خوفناک آثار ظاہر ہوئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آسمان بالکل سیاہ ہوگیا یہاں تک کہ ستارے دن کو دکھائی دینے لگے۔ اور (دنیا میں) جہاں بھی کوئی پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون ابلتا ہوا نظر آتا تھا"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

○

۸۱

عن نصرة الازدیة انها قالت "لما قتل الحسین بن علیؑ امطرت السماء دماً فاصبحنا وجبابنا وجراءنا مملوة دما"

○

حکی ابن عیینه " ان السماء احمرت لقتله وانکسفت الشمس حتی بدات الکواکب نصف النهار وظن الناس ان القیامة قد قامت ولم یرفع حجر فی الشام الا رؤی تحته دم عبیط "

(صواعق محرقه ص ۱۹۲)

○

۸۱

شہادت حسینؑ کے اثرات

نصرۃ ازدیہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں " جب حسینؑ بن علیؑ شہید کر دیئے گئے تو آسمان سے خون برسا اور ہم لوگوں نے صبح کو دیکھا تو ہمارے مٹکے اور برتن خون سے بھرے ہوئے تھے "

○

ابن عیینہ نے روایت کی ہے " کہ امام حسینؑ کی شہادت کی وجہ سے آسمان سرخ ہوگیا اور سورج کو گہن لگ گیا یہانتک کہ ستارے دوپہر کو دکھائی دینے لگے۔ لوگوں نے سمجھا قیامت آگئی۔ اور ملک شام میں جہاں کہیں بھی پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے تازہ خون ابلتا ہوا دکھائی دیا "

(صواعق محرقہ ص۱۹۲)

○

(۸۲)

نقل ابن الجوزی عن ابن سیرین "ان الدنیا اظلمت ثلثة ایام ثم ظهرت الحمرة فی السّماء" وقال ابو سعید مارفع حجر من الدنیا الا وتحته دم عبیط ولقد مطرت السّماء دمًا بقی اثره فی الثیاب مدة حتی تقطعت

○

وفی روایة "انه مطر کالدم علی البیوت والجدر بخراسان والشام والکوفة وانه لما جیٔ براس الحسینؑ الی دار زیاد سالت حیطانها دمًا"

(صواعق محرقه ص۱۹۲)

○

۸۲

(غمِ حسینؓ میں آسمان سے خون کی بارش)

ابن جوزی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ " (امام حسینؓ کی شہادت کے بعد) ساری دنیا تین روز تک تاریک رہی اور آسمان میں سرخی ظاہر ہوئی " ابو سعید کہتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے تازہ خون ابلتا ہوا دکھائی دیا۔ اور آسمان سے اتنا خون برسا کہ اس کے اثرات مدتوں کپڑوں پر باقی رہے۔ یہاں تک کہ کپڑے پھٹ گئے مگر خون کے دھبے نہ چھوٹے)

○

ایک روایت میں ہے کہ خراسان، شام اور کوفہ کے مکانات اور دیواروں پر خون کی بارش ہوئی اور جب امام حسینؓ کا سرِ مبارک ابن زیاد کے دارالامارۃ میں لایا گیا تو اس کی دیواروں سے خون ابل پڑا"

(صواعق محرقہ صہ ۱۹۲)

(۸۳)

اخرج الثعلبی " ان السّماء بکت وبکاءہا حمرتہا"، وقال غیرہ " احمرت آفاق السّماء ستة اشہر بعد قتلہ ثم لازالت الحمرة تری بعد ذلک "

○

عن ابن سیرین قال " اخبرنا ان الحمرة التی مع الشفق لم تکن قبل قتل الحسینؑ " وذکر ابن سعید " ان ھذہ الحمرة لم تری فی السّماء قبل قتلہ " قال ابن الجوزی " وحکمتہ ان غضبنا یوثر حمرة الوجہ والحق تنزہ عن الجسمیة فاظہر تاثیر غضبہ علیٰ من قتل الحسینؑ بحمرة الافق اظہاراً لعظم الجنایة "

(صواعق محرقہ صہ ۱۹۲)

○

۸۴

(آسمان کے سرخ ہونے سے کیا مطلب ہے)

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ (غم حسینؑ میں) آسمان رویا۔ اور آسمان کا رونا اس کا سرخ ہوجانا تھا۔ ثعلبی کے علاوہ دوسرے مورخین نے روایت کی ہے کہ شہادت حسینؑ کے بعد آسمان کے افق چھ مہینے تک سرخ رہے اور پھر یہ سرخی ہمیشہ کے لئے باقی رہ گئی"

○

ابن سیرین کہتے ہیں "مجھے بتایا گیا کہ (آسمان پر) شفق کی سرخی امام حسینؑ کی شہادت سے پہلے نہ تھی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ "امام حسینؑ کی شہادت سے پہلے آسمان پر سرخی کبھی نہیں دیکھی گئی" ابن جوزی کہتے ہیں "آسمان کے سرخ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غصہ کے وقت ہمارا چہرہ سرخ ہوجاتا ہے۔ آسمان امام حسینؑ کے (بے گناہ) قتل کئے جانے پر قطعاً غضبناک تھا اور چونکہ وہ جسم نہیں رکھتا اس لئے اس کا غصہ اس پر سرخی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ تاکہ ظاہر ہوجائے کہ وہ قاتلانِ حسینؑ کے اس عظیم ارتکاب جرم پر غضبناک ہے"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

۸۴

ولما بعثوا برأسه الشريف الى يزيد الظالم فنزلوا اول مرحلة فجعلوا يشربون النبيذ فبينا هم اذ خرجت يد من الحائط معها قلم من حديد فكتبت سطراً بدم "اترجو امة قتلت حسينا- شفاعة جده يوم الحساب" فهربوا وتركوا الرأس الشريف" اخرجه منصور بن عمار وذكر غيره ايضاً ان هذا البيت وجد بحجر مكتوب فيه هذا البيت قبل مبعثه صلى الله عليه وسلم بثلث مائة سنة وان هذا البيت مكتوب فى كنيسة بارض الروم لا يدرى من كتبه"

(ينابيع المودة ص۳۲۰)

۸۴

(ایک شعر)

جب لشکر یزید امام حسینؑ کا سرِ مبارک لے کر ظالم یزید کی طرف روانہ ہوا تو پہلی منزل پر قیام کیا اور شراب پینے میں مشغول ہو گیا۔ دفعتہً دیوار سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک لوہے کا قلم تھا۔ اس نے خون سے یہ ایک سطر (شعر) دیوار پر لکھا "کیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کر دیا۔ قیامت کے دن ان کے نانا (رسولؐ اللہ) سے شفاعت کی امید رکھتی ہے؟"
یہ دیکھکر یزیدی لشکر امام حسینؑ کا سرِ مبارک چھوڑ کر بھاگا" اس روایت کو منصور بن عمار نے بیان کیا ہے۔ بعض دوسرے مورخین نے روایت کی ہے کہ یہ شعر آنحضرت کی بعثت سے تین سو برس پہلے ایک پتھر پر لکھا ہوا پایا گیا۔ اور ایک قول ہے کہ حکومت روم کے ایک گرجا میں یہ شعر لکھا ہوا پایا گیا لیکن نہیں معلوم کہ اس کا لکھنے والا کون تھا"

(ینابیع المودۃ ص۳۲۰)

۸۵

فلما جن الليل نظر الراهب الى الراس الشريف المكرم رای نوراً قد سطع منه الى عنان السماء و رای ان الملائكة ينزلون و يقولون " يا ابا عبد الله عليك السلام " فبكى وقال لهم " ما الذی معكم ؟ " قالوا " راس الحسين بن علیؑ " فقال " من امه ؟ " قالوا " امه فاطمة الزهراء بنت محمد المصطفیؐ " قال " صدقت الاحبار " قالوا " ما الذی قالت الاحبار ؟ " قال " يقولون " اذا قتل نبی او وصی او ولد نبی او ولد وصی تمطر السماء دماً فرائنا ان السماء تمطر دماً وقال واعجباه من امة قتلت ابن بنت نبيها ثم قال " انا اعطيكم عشرة آلاف درهم ان تعطونی الراس الشريف فيكون عندی " فقالوا " احضر عشرة آلاف درهم " فاحضرها لهم فاخذ الراس المبارك المكرم وجعل فی حجره ويقبله ويبكی ويقول " ليت اكون اول قتيل بين يديك فاكون شهيداً معك فی الجنة واشهد لی عند جدك رسول الله بانی اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً عبده و رسوله " (ينابيع المودة ص ۳۵۲)

(۸۵) راہب نے کیا دیکھا

(راہ شام میں) جب رات ہوئی (اور لشکر یزید نے ایک راہب کے دیر کے قریب قیام کیا) تو راہب نے دیکھا کہ ایک نور (امام حسینؑ کے) سر مبارک سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے اور کچھ فرشتے (اس سر مبارک کے قریب) آتے ہیں اور کہتے ہیں "اے ابو عبداللہ آپ پر سلام ہو" (یہ دیکھکر) راہب رو دیا اور لشکر یزید سے پوچھا "تمھارے ساتھ یہ سر کس کا ہے؟" لشکر یزید نے جواب دیا "یہ حسینؑ بن علیؑ کا سر ہے" اس نے پوچھا "ان کی مادر گرامی کون تھیں؟" کہا "ان کی ماں محمد مصطفےٰؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا تھیں" کہا "کتنا سچ احبار نے کہا تھا" لشکر یزید نے پوچھا "احبار نے کیا کہا تھا؟" جواب دیا "احبار کہتے تھے کہ جب کوئی نبی یا وصی یا نبی یا وصی کا فرزند شہید کیا جاتا ہے تو آسمان سے خون برستا ہے" ہم نے دیکھا کہ (شہادت امام حسینؑ کے بعد) آسمان سے خون برسا اور تعجب ہے اس امت (لشکر یزید) پر جس نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو شہید کر دیا" پھر بولا "میں تم سب کو دس ہزار درہم دیتا ہوں یہ سر مجھے دے دو" لشکر یزید نے دس ہزار درہم لے کر (سرِ مبارک راہب کو) دے دیا۔ راہب نے سرِ مبارک اٹھا کر گود میں رکھ لیا۔ وہ سر مبارک کو بوسہ دیتا جاتا تھا، روتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا "کاش میں آپ کے سامنے سب سے پہلے شہید ہو گیا ہوتا تو کل آپ کے ساتھ جنت میں ہوتا۔ اے حسینؑ آپ اپنے نانا رسول اللہ صلعم کے سامنے گواہی دیجئے کہ (میں مسلمان ہوا) میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔"

(ینابیع المودۃ ص ۳۵۲)

(۸٦)

عن الصادق علیہ السّلام قال « لم تبك السّماء والارض احداً منذ قتل یحیٰؑ بن زکریاؑ حتی قتل الحسینؑ فبکت علیہ۔ وقاتل الحسینؑ وقاتل یحیٰ علیہما السّلام کانا ولد زنا وقد احمرت السماء حین قتل الحسینؑ ویحیٰؑ علیہما وحمرتہا بکاءھا »

(ینابیع المودة ص۳۵۷)

۸۶

(حضرت یحییٰؑ اور حضرت حسینؑ)

صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کی شہادت کے بعد آسمان اور زمین کسی پر نہ روئے۔ یہانتک کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان و زمین امام حسینؑ پر روئے۔ حضرت یحییٰؑ کا قاتل اور حضرت حسینؑ کا قاتل دونوں ولدالزنا تھے اور آسمان امام حسینؑ اور حضرت یحییٰؑ کی شہادت پر سُرخ ہوگیا۔ آسمان کا سرخ ہونا یہی اس کا رونا تھا،،

(ینابیع المودۃ ص۳۵۷)

(۸۷)

عن ام سلمۃ قالت" لما قتل الحسینؑ ناحت علیہ الجن ومطر نادماً" (اخرجہ ابن السری) وعنہا سمعت الجن تنوح علی الحسینؑ (اخرجہ ابن الضحاک) وعنہا "وما سمعت نوح الجن بعد رسول اللہ صلعم الا لیلۃ قتل الحسینؑ فقالت للجاریۃ "اخرجی فواللہ ما اری ابنی الا قد مات اخرجی فاسئلی فخرجت فسالت فقیل انہ قتل" (اخرجہ الملاقی سیرتہ)

(ذخائر عقبی ص ۱۵۰)

۸۷

(جنوں کا نوحہ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں " جب امام حسینؑ شہید کئے گئے تو جنوں نے ان پر نوحہ کیا اور ہمارے اوپر خون کی بارش ہوئی۔ (اس روایت کو ابن سری نے بیان کیا ہے) ابن ضحاک نے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا " میں نے جنوں کو امام حسینؑ پر نوحہ کرتے ہوئے سنا "۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں " رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہم نے جنوں کو نوحہ کرتے ہوئے کبھی نہ سنا اس کے بعد پھر اس رات کو سنا جو امام حسینؑ کی شہادت کی رات تھی " حضرت ام سلمہ نے گھبرا کر اپنی کنیز سے کہا " باہر جا کر دریافت کر بخدا مجھے یقین ہے کہ میرا فرزند (حسین) شہید کر دیا گیا " کنیز باہر آئی۔ دریافت کیا معلوم ہوا کہ امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے "۔ (اس روایت کو ملا نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے)

(ذخائر عقبیٰ ص ۱۵۰)

○

۸۸

قال عبد الله بن عباس حدثنی من شهد الواقعه ان فرس الحسینؑ جعل یحمحم ویتخطی القتلی فی المعرکة قتیلا بعد قتیل حتی وقف علی جثة الحسینؑ فجعل یمرغ ناصیته بالدم ویلطم الارض بیده ویصهل صهیلا حتی ملاء البیداء فتعجب القوم من فعاله،،

(ابو مخنف صـ ۹۲)

۸۸

(ذوالجناح کی حالت)

حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو
واقعۂ کربلا میں موجود تھا کہ (ذوالجناح) امام حسینؑ کا گھوڑا (امام حسین کی
شہادت کے بعد) ہنہنانے لگا اور میدان میں لاشوں پر سے گذرتا ہوا
امام حسینؑ کی لاش مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوگیا، اپنی پیشانی خونِ حسینؑ
سے رنگین کی، زمین کو اپنی ٹاپوں سے رگڑنا شروع کیا اور اتنے زور زور
سے ہنہنایا (اور چیخا) کہ اس کی آواز سے پورا میدان گونج اٹھا۔ گھوڑے
کی یہ حالت دیکھ کر تمام لشکر یزید حیرت میں پڑ گیا"

(ابو مخنف صہ ۹۷)

(۸۹)

ومن القضاء والقدر ان طيراً من هذه الطيور قصد مدينة الرسول وجاء يرفرف والدم يتقاطر من اجنحته ودار حول قبر رسول الله صلعم يعلن بالنداء "الا قتل الحسينؑ بكربلاء الا ذبح الحسين بكربلاء"، فاجتمعت الطيور عليه وهم يبكون عليه وينوحون فلما نظر اهل المدينة من الطيور ذٰلك النوح وشاهد والدم يتقاطر من الطير لم يعلموا ما الخبر حتى انقضت مدة من الزمان وجاء خبر مقتل الحسينؑ علموا ان ذٰلك الطير كان يخبر رسول اللهؐ بقتل ابن فاطمة البتولؑ وقرة عين الرسولؐ۔

(بحار جلد ۱۰ ص۲۲۱)

۸۹

(روضۂ رسولؐ پر ایک طائر کی فریاد)

خدا کی قدرت دیکھو کہ انھیں طائروں میں سے ایک طائر (جس نے اپنے پروں کو خونِ حسینؑ سے ترکیا تھا) گریہ و بکا کرتا ہوا مدینہ رسولؐ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بازوؤں سے خون ٹپک رہا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلعم کی قبر مبارک کا طواف کیا۔ اور زور زور سے اعلان کیا "آگاہ ہو جاؤ حسینؑ کربلا میں شہید کر دیئے گئے۔ آگاہ ہو جاؤ حسینؑ کربلا میں ذبح کر دیئے گئے" (یہ سنکر) تمام طائر جمع ہو گئے اور سب امام حسینؑ پر گریہ و بکا میں مشغول ہو گئے۔ جب مدینہ والوں نے ان طائروں کو روتے ہوئے اور اس ایک طائر (کے پروں) سے خون ٹپکتے ہوئے دیکھا تو ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ یہانتک کہ کچھ زمانہ گذرا اور جب شہادت امام حسینؑ کی خبر آئی، تو ان لوگوں نے سمجھا کہ وہ طائر رسول اللہ صلعم کو حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند اور رسول اللہؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک (حسینؑ) کی شہادت کی خبر سنا رہا تھا"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷)

(۹۰)

عن ابی عبد اللہ قال" وکل اللہ بالحسینؑ بن علیؑ سبعین الف ملک یصلون علیہ کل یوم شعثا غبراً منذ یوم قتل الی ما شاء اللہ"

○

قال ابو عبد اللہ "عند قبر ابی عبد اللہ اربعۃ آلاف ملک شعث غبر یبکونہ الی یوم القیامۃ"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۲۲۹)

○

۹۰

فرشتوں کو خدا کا حکم

حضرت ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیا ہے جو غبار آلود امام حسین ابن علی علیہما السلام پر جس دن سے آپ شہید ہوئے درود بھیجتے ہیں اور جبتک خدا کی مرضی ہوگی اس وقت تک درود بھیجتے رہیں گے "

○

حضرت ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ چار ہزار فرشتے امام حسینؑ کی قبر مبارک کے پاس ہیں جن کا جسم گرد و غبار سے آلودہ ہے اور جو قیامت تک مصائب حسینؑ کو یاد کر کے روتے رہیں گے "

(بحار جلد ۱۰ صـ ۲۹۷)

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
سر داد و نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

(خواجہ معین الدین چشتی)

(حصہ دوم)

(قاتلانِ امام حسین علیہ السّلام کی حقیقت اور ان کا انجام)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی واٰذانی فی عترتی"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا" جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے ساتھ برا سلوک کرکے مجھے تکلیف دی۔ اس پر جنت حرام ہے"

(صواعق محرقہ ص۲۳۷)

○

باب اوّل (آیات، احادیث و روایات)

(یزید کی حقیقت خدا، رسولِ خدا اور اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان اھل بیتی سیلقون بعدی من امتی قتلاً و تشریداً و ان اشد قومنا لنا بغضاً بنو امیہ و بنو المغیرہ و بنو مخزوم"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا "عنقریب میری امت میرے اہل بیت کو قتل کرے گی اور ان کی بے حرمتی کرے گی اور ہمارے سب سے بڑے دشمن بنی امیہ، بنی مغیرہ اور بنی مخزوم ہوں گے"

(صواعق محرقہ ص ۲۳۷)

(۱)

قوله تعالیٰ:- یوم ندعو کل اناسٍ بامامهم فمن اوتی کتابه بیمینه فاولئک یقرؤن کتابهم ولا یظلمون فتیلا ○ »

○

عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ؛ یوم ندعو کل اناس بامامهم" "قال اذا کان یوم القیامة دعا الله عزوجل ائمة الهدی ومصباح الدجی واعلام التقی امیرالمومنینؑ والحسنؑ و الحسینؑ ثم یقال لهم جوزوا علی الصراط انتم وشیعتکم وادخلوا الجنة بغیر حساب ثم یدعوا ائمة الفسق وان والله یزید منهم فیقال له خذ بید شیعتک وامضوا الی النار بغیر حساب"

(امامة القرآن ط۳۹)

۱

یزید خدا کی نگاہ میں

(ائمہ ہدایت و ائمہ ضلالت)

خدا فرماتا ہے " (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جن کا نامۂ عمل ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ لوگ (خوش خوش) اپنا نامۂ عمل پڑھنے لگیں گے اور ان پر ریشہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا"

حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدائے تعالیٰ ہدایت کے امام، تاریکی کے چراغ، زہد و تقویٰ کے نشان امیر المومنین (حضرت علیؑ) حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلائے گا پھر ان سے کہا جائے گا " تم اور تمہارے ماننے والے پل صراط سے گذر جائیں اور جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائیں " پھر خدا فسق و فجور کے اماموں کو بلائے گا اور بخدا یزید (ابن معاویہ) انھیں فاسق اماموں میں سے ہوگا۔ پھر ان سے کہا جائے گا " تم سب اپنے ساتھیوں اور ماننے والوں کا ہاتھ پکڑو اور جہنم میں بغیر حساب چلے جاؤ "

(امامۃ القرآن ۳۲۹)

۲

قولہ تعالیٰ:۔ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمیٰ ابصارہم ٥"

○

صالح بن احمد بن حنبل قال" قلت لابی ان قومًا ینسبوننا الی تولی یزید فقال " یا بنی وہل یتولیٰ یزید احد یومن باللہ ولم لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ فقلت واین لعن اللہ یزید فی کتابہ فقال فی قولہ تعالیٰ، فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمیٰ ابصارہم، فہل یکون فسادًا اعظم من ہذا القتل"

(صواعق محرقہ ص۲۲۰)

۴

(یزید پر خدا کی لعنت)

خدا فرماتا ہے :- " عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں کو والی (اور حاکم) بناؤ گے جو زمین پر فساد کریں گے اور قطع رحم کریں گے - انھیں لوگوں پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرہ اور اندھا بنا دیا ہے "

○

صالح ابن امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ (ایک روز) میں نے اپنے باپ سے پوچھا " لوگ ہم کو محبت یزید کی طرف منسوب کرتے ہیں " امام احمد بن حنبل نے جواب دیا " اے میرے بیٹے کیا وہ شخص جو خدا پر ایمان رکھتا ہے یزید سے بھی محبت کر سکتا ہے - اور کیوں نہ کوئی اس شخص پر لعنت کرے جس پر خدا نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں لعنت کی ہے " (صالح کہتے ہیں) میں نے پوچھا " خدا نے قرآن میں کس مقام پر یزید پر لعنت کی ہے ؟ " جواب دیا " خدا فرماتا ہے عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں کو والی (اور حاکم) بناؤ گے جو زمین پر فساد کریں گے اور قطع رحم کریں گے - وہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرا اور اندھا بنا دیا ہے " تو اس (قتل حسینؓ) سے بڑا کون سا فساد ہو سکتا ہے (یزید نے امام حسینؓ کو قتل کر کے فساد عظیم کا ارتکاب کیا اس لیے اس پر خدا کی لعنت ہے)

(صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۰)

(۳)

ذکر القاضی ابو یعلی حدیث "من اخاف اهل المدینه ظلماً اخافه الله و علیہ لعنۃ الله والملائکة والناس اجمعین ولاخلاف ان یزید غزا المدینه بجیش واخاف اہلها"

(صواعق محرقہ صـ ۲۲۰)

O

اخرج الرویانی (قال رسول الله صلعم) "اول من یبدّل سنتی رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید"

(نور الابصار صـ ۱۹۲)

O

۴

(یزید رسولِ خدا صلعم کی نگاہ میں)

(جس نے مدینہ پر چڑھائی کی اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت)

قاضی ابویعلیٰ نے حدیث بیان کی ہے کہ "جو شخص مدینہ والوں کو ڈرائے گا اور ان پر ظلم کرے گا اس کو خدا ڈرائے گا۔ اس پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یزید نے مدینہ پر لشکر کشی کی اور اہلِ مدینہ کو ڈرایا (اور ان پر ظلم کیا)

(صواعق محرقہ ص ۲۲۰)

روبانی نے روایت کی ہے (آنحضرتؐ نے فرمایا کہ (دور بنی امیہ میں) سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کا نام یزید ہوگا"

(نور الابصار ص ۱۹۲)

۴

ووقع من ذلك الجيش من القتل والفساد العظيم والسبی واباحت المدينة حتی فض نحو ثلثماۃ بکر وقتل من الصحابۃ نحو ذلك ومن قرأ القرآن نحو سبعماۃ نفس وابيحت المدينة اياما وبطلت الجماعۃ من المسجد النبوی ایاماً واختفت اهل المدينة ایاماً فلم یمکن احداً دخول مسجدها حتی دخلته الكلاب والذئاب وبالت علی منبرہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدیقا لما اخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

(صواعق محرقہ ص ۲۲۰)

۴

یزیدی لشکر کے مظالم اہل مدینہ پر

(یزید کے) اس لشکر نے قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مدینہ کے لوگوں کو قید کر لیا اور مدینہ (شام والوں پر) مباح کر دیا گیا۔ تین سو باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی تین سو صحابہ اور سات سو قاریانِ قرآن شہید کر دئیے گئے۔ مدینہ (لشکر والوں پر) چند روز تک جائز کر دیا گیا۔ مسجد نبیؐ میں کئی روز تک نمازِ جماعت نہ قائم ہو سکی اور مدینہ والے کئی روز تک (ادھر ادھر) چھپے رہے، مسجد میں کوئی نہ جا سکا۔ یہاں تک کہ مسجد نبوی میں کتے اور بھیڑئیے گھس گئے اور منبرِ رسولؐ پر پیشاب کیا۔ ان تمام باتوں کی رسول اللہؐ نے پہلے ہی سے خبر دے دی تھی"

(صواعق محرقہ صـ۲۲۰)

۵

روی ابن نما فی مثیر الاحزان عن ابن عباس قال لما اشتدّ برسول اللہ مرضہ الذی مات فیہ ضم الحسینؑ الی صدرہ یسیل من عرقہ علیہ ویقول "مالی ولیزید لا بارک اللہ فیہ اللھم العن یزید ثم غشی علیہ طویلا وافاق وجعل یقبل الحسینؑ وعیناہ تذرفان ویقول "اما ان لی ولقاتلک مقاما بین یدی اللہ عزوجل"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۶۱)

۵

(رسول اللہ صلعم نے یزید پر لعنت کی)

ابن نما نے مثیر الاحزان میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب پیغمبرؐ کے مرض میں (جس مرض میں آپ کی وفات ہوئی) شدت ہوئی تو آپ نے حضرت حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا۔ آپ کا پسینہ ان کے اوپر گر رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے "افسوس میرا اور یزید کا معاملہ۔ خدا یزید کو برکت نہ دے۔ اے خدا تو یزید پر لعنت کر"۔ بہت دیر تک آپ پر غشی کا عالم طاری رہا۔ پھر (غش سے) افاقہ ہوا۔ آپ نے امام حسینؑ کو بوسہ دینا شروع کیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ فرماتے جاتے تھے "(اے حسینؑ) میرے اور تمہارے قاتل کے درمیان خدا کی بارگاہ میں فیصلہ ہوگا"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۶۱)

۶

فلما اجتمعت عند معاویہ وفود الامصار بدمشق وفیہم الاحنف بن قیس، دعا معاویہ الضحاک بن قیس الفہری فقال لہ اذا جلست علی المنبر وفرغت من بعض موعظتی وکلامی فاستاذنی للقیام فاذا اذنت لک فاحمد اللہ تعالیٰ واذکر یزید وقل فیہ الذی یحق لہ علیک من حسن الثناء علیہ ثم ادعنی الی تولیتہ من بعدی فانی قد رایت واجمعت علی تولیتہ - فاسال اللہ فی ذلک وفی غیرہ الخیرۃ" ثم دعا عبد الرحمٰن بن عثمان الثقفی وعبداللہ بن مسعدۃ الفزاری وثور بن معن السلمی وعبداللہ بن عصام الاشعری فامرہم ان یقوموا اذا فرغ الضحاک وان یصدقوا قولہ ویدعوہ الی بیعۃ یزید"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۲۶)

(۶) یزید معاویہ بن ابی سفیان کی نگاہ میں!

(حکومتِ یزید کی بنیاد کس طرح پڑی)

(یزید امیر معاویہ کے نزدیک بھی خلافت کے قابل نہ تھا مگر معاویہ کو بہر حال یزید کو بادشاہ بنانا تھا۔ چنانچہ انھوں نے حکومت یزید کی بنیاد کس طرح ڈالی۔ نیچے کی عبارت اس کی تصویر کشی کرتی ہے) جب (پایہ تخت) دمشق میں معاویہ کے پاس تمام شہروں کے وفد آ گئے۔ ان میں احنف بن قیس بھی تھے۔ تو معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری کو بلایا اور اس سے کہا "جب میں منبر پر بیٹھوں اور اپنے وعظ اور گفتگو سے فارغ ہو جاؤں تو تم مجھ سے کھڑے ہونے کی اجازت مانگنا اور جب میں اجازت دے دوں تو اللہ کی تعریف کرنا اور یزید کا تذکرہ کرنا اور جو کچھ تم سے ہو سکے یزید کی خوب تعریف کرنا اور مجھ کو دعوت دینا کہ میں یزید کو اپنے بعد اپنا ولی (حاکم) بناؤں۔ کیونکہ میں نے طے کر لیا ہے کہ میں یزید کو ضرور والی (حاکم) بناؤں گا۔ میں یزید اور یزید کے علاوہ دوسروں کے معاملہ میں خدا سے خیریت کا طالب ہوں۔ (یہ جملہ خود بتاتا ہے کہ معاویہ یزید کے حالات پر مطمئن نہ تھے) پھر معاویہ نے عبدالرحمن بن عثمان، عبداللہ بن مسعدہ، ثور بن معن اور عبداللہ بن عصام کو بلایا اور ان سے کہا کہ ضحاک کے بعد تم بھی کھڑے ہو جانا، ضحاک کے قول کی تصدیق و تائید کرنا اور اس کو بیعتِ یزید کی طرف دعوت دینا"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ا صفحہ ۱۴۶)

۷

"وانی لا رجو ان لاتض الا نفسک ولا تمحق الا عملک فکدنی مابدالک واتق اللہ یا معاویہ واعلم ان للہ کتابا لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا واعلم ان اللہ لیس بناس لک قتلک بالظنۃ واخذک بالتھمۃ وامارتک صبیا یشرب الشراب ویلعب بالکلاب ما اراک الا وقد اوبقت نفسک واھلکت دینک و اضعت الرعیۃ"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۹۰)

○

ثم اتی الحسین الی قبر جدہ و بکی "یاجدی انی اخرج من جوارک کرھا لانی لم اباتعم یزید شارب الخمور و مرتکب الفجور"

(ینابیع المودۃ ص ۳۳۴)

(۷) یزید حضرت حسینؓ بن علیؓ کی نگاہ میں

(امام حسینؓ کی امیر معاویہ کو تنبیہہ)

(امیر معاویہ نے امام حسینؓ کو بیعت یزید کے سلسلہ میں ایک خط لکھا اس خط کے لکھنے کا طریقہ دائرہ تہذیب سے خارج تھا۔ امام حسینؓ نے امیر معاویہ کو جواب میں ایک طویل خط لکھا۔ خط کے آخر میں تحریر فرمایا) "اے معاویہ! مجھے یقین ہے کہ تم اپنا ہی نقصان کر رہے ہو اور اپنے ہی عمل (خیر) کو ضائع کر رہے ہو۔ اے معاویہ میرے ساتھ جو مکاری کرنا چاہو کر لو لیکن خدا سے ڈرو اور یقین کر لو کہ خدا کے پاس ایک کتاب ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھ لی جاتی ہے۔ اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ تمھارا صرف سوءظنی پر (مومنین کا) قتل کر دینا، تہمت لگا کر (مومنین کو) گرفتار کر لینا اور اس لونڈے (یزید) کو امیر بنانا جو شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے تمھاری ان تمام باتوں کو خدا نے فراموش نہیں فرمایا ہے میں تو دیکھ رہا ہوں کہ تم خود اپنے نفس کو ہلاک کر رہے ہو، اور اپنے دین اور حقوق رعیت کو تباہ و برباد کر رہے ہو"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۹۰)

○

(مدینہ سے رخصت ہونیکے وقت) امام حسینؓ اپنے نانا (رسول اللہؐ) کے روضۂ مبارک پر تشریف لائے اور رو کر فریاد کی "اے نانا میں آپ کے پڑوس سے مجبوراً جا رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے شرابی اور فاسق و فاجر یزید کی بیعت نہیں کی"

(ینابیع المودۃ ص ۳۲۵)

(۸)

وکتب (معاویہ) الی عبد اللہ بن جعفر " اما بعد فقد عرفت اثرتی ایاک علی من سواک وحسن رای فیک وفی اہل بیتک وقد اتانی عنک ما اکرہ فان بایعت تشکر وان تاب تجبر "

کتب الیہ عبد اللہ بن جعفر " اما بعد فقد جاء نی کتابک وفہمت ماذکرت فیہ من اثرتک ایای علی من سوای فان تفعل فبحظک اصبت وان تاب فبنفسک قصرت واما ماذکرت من جبرک ایای علی البیعۃ لیزید فلعمری لئن اجبرتنی علیہا لقد اجبرناک واباک علی الاسلام حتی ادخلنا کما کارہین غیر طائعین "

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۸۹-۱۸۲)

(۸) یزید حضرت عبداللہ بن جعفر کی نگاہ میں

(دندان شکن جواب)

امیر معاویہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو لکھا "(اے عبداللہ بن جعفر) تم جانتے ہو کہ میں تم کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں اور تمھارے اور تمھارے اہل بیت کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتا ہوں مجھے (بیعت یزید کے سلسلہ میں) تمھارے متعلق ایک ایسی خبر ملی ہے جو مجھے پسند نہیں (یعنی تم بیعت یزید پر تیار نہیں) تو اگر تم نے (یزید کی) بیعت کر لی تو تمھارا شکریہ اور اگر انکار کیا تو تم سے جبر کیا جائے گا"۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے امیر معاویہ کو جواب لکھا "(اے معاویہ) میرے پاس تمھارا خط آیا۔ تم نے جو یہ لکھا ہے کہ تم مجھ کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہو تو میں اس کا مطلب سمجھا۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم نے اپنے کو فائدہ پہنچایا اور اگر انکار کرتے ہو تو خود اپنا ہی نقصان کیا۔ اور تم نے جو یہ لکھا ہے کہ تم مجھ کو بیعت یزید پر مجبور کرو گے۔ (تو یہ ہرگز ممکن نہیں) میری عمر کی قسم تم مجھ کو بیعت (یزید) پر کیا مجبور کرو گے (بلکہ) ہم نے تم کو اور تمھارے باپ (ابوسفیان) کو اسلام (قبول کرنے) پر مجبور کیا تھا۔ اور تم دونوں اگرچہ (اسلام قبول کرنے کو) مکروہ سمجھتے تھے اور اس پر تیار نہ تھے مگر ہم نے تم دونوں کو (مجبور کر کے) اسلام کے دائرہ میں داخل کر لیا"۔

(الامامۃ والسیاسۃ جلد اول ص ۱۸۶، ۱۸۷)

(۹)

وکتب (معاویہ) الی ابن عباس «اما بعد فقد بلغنی ابطاؤک عن البیعۃ لیزید بن امیر المومنین وانی لو قتلتک بعثمان لکان ذلک الی لانک ممن الب علیہ واجلب ومامعک من امان فتطمئن بہ ولا عہد فتسکن الیہ فاذا اتاک کتابی ہذا فاخرج الی المسجد والعن قتلۃ عثمان وبایع عاملی فقد اعذر من انذر وانت بنفسک ابصر» فکتب الیہ (ابن عباس) «اما بعد فقد جاءنی کتابک وفہمت ماذکرت وان لیس معی منک امان وانہ واللہ مامنک یطلب الامان یامعاویہ وانما یطلب الامان من اللہ رب العالمین واما قولک فی قتلی فواللہ لو فعلت للقیت اللہ ومحمد خصمک فما اخالہ افلح ولا انجح من کان رسول اللہ خصمہ واما ماذکرت من انا ممن الب فی عثمان واجلب فذلک امر غبت عنہ ولو حضرتہ مانسبت الی شیئا من التالیب علیہ واما قولک لی العن قتلۃ عثمان فلعثمان ولد وخاصۃ وقرابۃ وہم احق بلعنہم منی فان شاؤا ان یلعنوا فلیلعنوا وان شاؤا ان یمسکوا فلیمسکوا»

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ا ط ۱۸۱، ۱۸۲)

(۹) یزید حضرت عبداللہ بن عباس کی نگاہ میں

(امیر معاویہ کو سخت جواب)

امیر معاویہ نے حضرت ابن عباس کو لکھا "مجھے خبر ملی ہے کہ تم یزید کی بیعت میں تاخیر کر رہے ہو۔ اگر میں نے تم کو عثمان کے بدلہ میں قتل کر دیا ہوتا تو کر سکتا تھا کیونکہ تم نے (قتل عثمان کی) کوشش کی اور اس کے درپئے رہے حالانکہ نہ تو تمہارے پاس کوئی جائے امان ہے جہاں تم پناہ لے سکو اور نہ ہی کوئی پیمان جس کو تم ذریعہ بنا سکو۔ اس لئے جب میرا خط پہونچے تو تم مسجد میں جاؤ اور قاتلین عثمان پر لعنت کرو اور میرے عامل کی بیعت کرو۔ (یاد رکھو) تمہارا ڈرانے والا بہت سخت ہے اور تم اپنی حالت کو بہتر جانتے ہو" حضرت ابن عباس نے جواب لکھا "(اے معاویہ) میرے پاس تمہارا خط آیا۔ جو کچھ تم نے لکھا اس کو میں نے سمجھا میں کبھی تم سے امان کا طالب نہیں۔ اے معاویہ تم سے کبھی امان نہیں مانگی جا سکتی۔ امان تو صرف خدا سے طلب کی جاتی ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ تم مجھے جو قتل کی دھمکی دیتے ہو تو اگر تم مجھے قتل کر دو تو (میں بہت خوش ہوں گا کیونکہ) اس وقت تم خدا سے اس حالت میں ملاقات کرو گے کہ حضرت محمد تمہارے دشمن ہوں گے اور جس کے رسول خدا دشمن ہوں اس کو کبھی فلاحیت اور نجات نہیں مل سکتی۔ اور تم نے جو یہ لکھا کہ میں نے قتل عثمان میں (لوگوں کی) اعانت اور اس میں حصہ لیا تو تم (اس وقت یہاں) موجود نہ تھے۔ اگر تم موجود ہوتے تو ہرگز ہماری طرف ایسی (غلط) بات منسوب نہ کرتے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ میں قاتلین عثمان پر لعنت کروں (تو مجھے کیا ضرورت ہے) عثمان کی اولاد، ان کے خاص لوگ اور ان کے قرابتدار موجود ہیں۔ وہ ہم سے زیادہ مستحق ہیں کہ قاتلین عثمان پر لعنت کریں اب ان کا جی چاہے تو لعنت کریں یا جی چاہے باز رہیں۔ (مجھ سے کیا تعلق)

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۷)

(۱۰)

فقال له عبد الرحمٰن بن ابی بکر" انك والله لوددت انا نکلك الی الله فیما جسرت علیه من امر یزید والذی نفسی بیده لنجعلنها شوریٰ او لاعیدنها جذعة ثم قام لیخرج فتعلق معاویة بطرف ردائه ثم قال "لا تظهرن لاهل الشام فانی اخشیٰ علیك منهم"

(الامامة والسیاسة جلد ۱ صـ۱۹۷)

○

لما بایع معاویه لابنه یزید قال مروان" سنة ابی بکر وعمر" فقال عبد الرحمٰن بن ابی بکر" سنة ہرقل و قیصر"

○

(صواعق محرقه صـ۱۴۹)

۱۰

یزید حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی نگاہ میں

(ایک تنبیہہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے امیر معاویہ سے کہا "خدا کی قسم تم نے یزید کی بیعت کے سلسلہ میں جو جسارت کی ہے تو تم چاہتے ہو کہ اس معاملہ میں ہم تم کو خدا کے حوالہ کر دیں۔ (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ہم اس کے لئے شوریٰ کمیٹی بنائیں گے۔" پھر وہ باہر جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو معاویہ نے ان کی ردا کا دامن پکڑ لیا اور کہا "آپ شام والوں سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کریں کیونکہ میں ان لوگوں سے آپ کے معاملہ میں ڈرتا ہوں"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ۔ صـ ۱۶۷)

○

جب امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت لینی چاہی تو مروان بن حکم نے کہا "یہ ابو بکر و عمر کی سنت ہے۔" اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا "یہ ہرقل اور قیصر روم کا طریقہ ہے"

(صواعق محرقہ صـ ۱۳۹)

(۱۱)

فتکلم عبد اللہ بن عمر فقال "الحمد للہ الذی اکرمنا بدینہ وشرفنا بنبیہ اما بعد فان ھذہ الخلافۃ لیست بھرقلیۃ ولا قیصریہ ولا کسرویۃ یتوارثھا الابناء عن الاباء ولو کان کذالک کنت القائم بھا بعد ابی"

یامعاویۃ لقد کان قبلک خلفاء وکان لھم بنون لیس ابنک بخیر من ابنائھم فلم یروا فی ابنائھم ما رایت فی ابنک"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۹۷)

○

۱۱

یزید حضرت عبداللہ بن عمر کی نگاہ میں

(خلافت کا منصب نالائق کو نہیں سپرد کیا جا سکتا)

پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے گفتگو شروع کی اور کہا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے دین کے ذریعہ ہم کو بزرگ قرار دیا اور اپنے نبیؐ سے ہم کو شرافت بخشی (اے معاویہ) یہ خلافت نہ ہرقلیہ ہے نہ قیصریہ ہے اور نہ کسرویہ ہے (یعنی خلافت ہرقل، قیصر اور کسریٰ کی حکومت نہیں) جہاں بیٹے اپنے باپ کے وارث ہوتے ہیں۔ اور اگر ایسا ہی ہوتا تو اپنے باپ کے بعد خلافت (بہت بادشاہ) پر ہیں باقی رہتا۔ اے معاویہ تم سے پہلے بھی خلیفہ تھے اور ان کے لڑکے بھی تھے اور تمھارا لڑکا ان کے لڑکوں سے بہتر نہیں پھر بھی انھوں نے اپنے لڑکوں کے متعلق وہ نہ سوچا جو تم نے اپنے لڑکے کے متعلق سوچا، (تم یزید کی بیعت لے کر سخت غلطی کر رہے ہو۔ یزید قطعاً خلافت کے لائق نہیں"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ صـ۱۹۷)

١٢

فلما قدم معاوية الشام اتاه سعيد بن عثمان بن عفان وقال "يا امير المؤمنين علام تبايع ليزيد وتتركني ؟ فوالله لتعلم ان ابي خير من ابيه وامي خير من امه وانك انما نلت ما انت فيه بابي" فضحك معاوية وقال "يا ابن اخي اما قولك ان اباك خير من ابيه فيوم من عثمان خير من معاوية واما قولك ان امك خير من امه ففضل قرشية على كلبية فضل بين واما ان اكون نلت ما انا فيه بابيك فانما هو الملك يوتيه الله من يشاء واما ان تكون خيرًا من يزيد فوالله ما احب ان داري مملوءة رجالا مثلك بيزيد ولكن دعني عن هذا القول وسلني اعطك"

(الامامة والسياسة جلد ١ صـ ٢٠٠)

(۱۴۱) یزید حضرت سعید بن عثمان بن عفان کی نگاہ میں

(امیر شام کے کرم کی بارش)

جب امیر معاویہ شام (واپس) آئے تو سعید بن عثمان بن عفان ان کے پاس آئے اور کہا "اے امیر المومنین آپ کب تک بیعتِ یزید کی کوشش کرتے رہیں گے اور مجھ سے بے اعتنائی برتتے رہیں گے؟ بخدا آپ جانتے ہیں کہ میرا باپ اس (یزید) کے باپ سے بہتر تھا اور میری ماں اس کی ماں سے بہتر اور جو کچھ تم نے پایا وہ میرے باپ ہی کی وجہ سے پایا،، (یہ سن کر) امیر معاویہ قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا "اے بھتیجے تم نے یہ جو کہا کہ تمھارا باپ اس (یزید) کے باپ سے بہتر تھا تو عثمان کا ایک دن بھی معاویہ سے بہتر ہے۔ اور تمھارا یہ کہنا کہ تمھاری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے تو ظاہر ہے کہ قریش کی عورت بنی کلب کی عورت سے بہتر ہے اب رہا یہ کہ جو کچھ میں نے پایا وہ تمھارے باپ کی وجہ سے پایا تو یہ حکومت ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور یہ کہ تم یزید سے بہتر ہو تو بخدا میں چاہتا ہوں کہ بجائے یزید تمھارے ایسے لوگوں سے میرا گھر بھرا ہے۔ لیکن ان باتوں کو چھوڑو اور مانگو (تم کیا مانگنا چاہتے ہو) تاکہ میں تم کو (جو کچھ مانگو) دے دوں،،

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)

۱۳

فتکلم عبد اللہ بن الزبیر" اما بعد فان ھذہ الخلافۃ لقریش خاصۃ تتناولھا بمآثرھا السنیہ و افعالھا المرضیہ مع شرف الآباء وکرم الابناء فاتق اللہ یا معاویۃ و انصف من نفسک فان ھذا عبد اللہ بن عباس ابن عم رسول اللہ و ھذا عبد اللہ بن جعفر ذو الجناحین ابن عم رسول اللہ و انا عبد اللہ بن زبیر ابن عمۃ رسول اللہ و علیؑ خلف حسناً و حسیناً و انت تعلم من ھما وما ھما فاتق اللہ یا معاویۃ و انت الحاکم بیننا و بین نفسک ثم سکت"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ صـ ۱۸۲)

۱۳

(یزید حضرت عبداللہ بن زبیر کی نگاہ میں)

(یزید کسی طرح خلافت کا مستحق نہیں)

پھر عبداللہ بن زبیر نے (امیر معاویہ سے اس طرح) گفتگو شروع کی۔
"یہ خلافت قریش کا مخصوص حق ہے۔ قریش اپنے بلند آثار، اچھے افعال، شریف آباء اور بزرگ لڑکوں کی وجہ سے اس خلافت کے منصب پر فائز ہوتے رہے ہے۔ اے معاویہ تم خدا سے ڈرو اور خود انصاف کرو (دیکھو) یہ عبداللہ بن عباس رسول اللہ صلعم کے چچا کے لڑکے موجود ہیں، یہ عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین رسول اللہ کے چچا کے فرزند موجود ہیں، میں عبداللہ بن زبیر رسول اللہ کی پھوپھی کا بیٹا موجود ہوں اور حضرت علیؓ کے صاحبزادے حسنؓ اور حسینؓ موجود ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ دونوں کون ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں۔ اے معاویہ خدا سے ڈرو (اور یزید کو اپنا نائب نہ مقرر کرو) کیونکہ تم ہم لوگوں کے اور اپنے درمیان حاکم ہو۔"
پھر عبداللہ بن زبیر خاموش ہو گئے"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۸۳)

۱۴

ثم قام احنف بن قیس فقال " یا امیر المومنین انت اعلمنا بلیلہ و نہارہ و سرہ و علانیتہ فان کنت تعلم انہ خیرلک فولہ و استخلفہ وان کنت تعلم انہ شرلک فلا تزودہ الدنیا وانت صائر الی الآخرۃ فانہ لیس لک من الآخرۃ الا ما طاب واعلم انہ لا حجۃ لک عند اللہ ان قدمت یزید علی الحسنؑ والحسینؑ وانت تعلم من ہما والی ما ہما وانما علینا ان نقول " سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر "

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۸۰)

(۱۴)

یزید حضرت احنف بن قیس کی نگاہ میں

(یزید، امام حسینؓ پر ہرگز مقدم نہیں کیا جا سکتا)

پھر احنف بن قیس کھڑے ہوئے اور (امیر معاویہ سے اس طرح) خطاب کیا:۔ ”اے امیر المومنین تم یزید کی رات، اس کے دن، اس کی پوشیدہ باتوں اور اسکی ظاہری چیزوں سے ہم سب سے زیادہ واقف ہو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ (تمھارا یزید کو حاکم بنانا) تمھارے لئے بہتر ہے تو اس کو اپنا ولی اور نائب بناؤ اور اگر تم (اس کو حاکم بناتے ہیں) اپنے لئے برائی سمجھتے ہو تو ہرگز (یزید کو حاکم بناکر) اپنی دنیا نہ خراب کرو جب کہ تم آخرت کی طرف جا رہے ہو۔ کیونکہ آخرت میں تم کو تمھارے نیک اعمال ہی کام آئیں گے اور (یاد رکھو) اگر تم نے یزید کو حسنؓ اور حسینؓ پر مقدم کیا تو تم خدا کو کوئی جواب نہ دے سکو گے۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ حسنؑ اور حسینؑ کون ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں۔ ہم پر تو بس یہی فرض تھا کہ ہم تم کو مطلع کر دیں (اب تم جانو اور تمھارا کام جانے) اے خدا ہم نے تیرا حکم سنا اور تیری اطاعت کی۔ اے خدا ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے“

(الامامت والسیاست جلد ۱ ص ۱۸۰)

۱۵

وکان مع ابی ھریرۃ علم من النبیؐ فی یزید فانہ کان یدعو " اللھم انی اعوذبک من راس الستین وامارۃ الصبیان فاستجاب اللہ فتوفاہ لہ سنۃ تسع وخمسین وکانت وفاۃ معاویۃ وولایۃ ابنہ سنۃ ستین فعلم ابوھریرہ بولایۃ یزید فی ھذہ السنۃ فاستعاذ منھا لما علمہ من قبیح احوالہ بواسطۃ اعلام الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم بذلک "

(صواعق محرقہ ص۲۱۹)

۱۵

یزید حضرت ابوہریرہ کی نگاہ میں

(خلافت یزید سے نفرت)

حضرت ابوہریرہ یزید کے متعلق (پہلے ہی) حضرت رسولؐ سے (بہت کچھ) معلوم کر چکے تھے۔ اس لئے آپ دعا کیا کرتے تھے کہ "اے خدا میں سنہ ۶۰ھ سے اور لونڈوں کی حکومت سے تیری بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں"

خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کا انتقال سنہ ۵۹ھ میں ہو گیا اور امیر معاویہ کی وفات اور ان کے بیٹے (یزید) کی حکومت سنہ ۶۰ھ میں ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ جانتے تھے کہ یزید سنہ ۶۰ھ میں حاکم ہوگا اس لئے آپ سنہ ۶۰ھ سے پناہ مانگا کرتے تھے کیونکہ مخبر صادق (حضرت پیغمبرؐ) نے یزید کے افعال قبیحہ سے آپ کو واقف کر دیا تھا"

(صواعق محرقہ ص ۲۱۹)

باب دوم (روایات واقوال)

یزید بن معاویہ کی حقیقت علماء ومفکرینِ اسلام کی نگاہ میں

"قال الذہبی ولما فعل یزید باھل المدینۃ ما فعل مع شربہ الخمر واتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ فی عمرہ"

ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید نے اپنی شراب خواری اور بدکاری کے باوجود مدینہ والوں کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا تو لوگ اس سے سخت برہم ہوئے اور تمام لوگوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ لیکن خدا نے اسکی عمر میں برکت نہ دی (اور وہ جلد ہی مرگیا)

(صواعق محرقہ ص ۲۱۹)

(۱۶)

ان اهل السنة اختلفوا فی کفر یزید بن معاویه و ولی عهده من بعده فقالت طائفة انه کافر لقول سبط ابن الجوزی و غیره المشهور انه لما جئ راس الحسین رضی اللہ عنہ جمع اهل الشام و جعل ینکت الراس الشریف بالخیزران و ینشد ابیات الزبعری " لیت اشیا خی ببدر شهدوا۔ الابیات المعروفة وزاد فیها بیتین مشتملتین علی صریح الکفر" (والابیات هذه)

"لست من خندف ان لم انتقم ؛ من بنی احمد ما کان فعل
لعبت هاشم بالملک فلا ؛ خبر جاء ولا وحی نزل"

(صواعق محرقہ ص۳۲۵)

(۱۶)

علمائے اہل سنت

(یزید کافر تھا)

علمائے اہل سنت نے معاویہ کے بیٹے اور اس کے بعد اس کے ولی عہد یزید کے کافر ہونے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یزید قطعاً کافر تھا کیونکہ علامہ سبط ابن جوزی اور دوسرے مشہور مورخین نے ذکر کیا ہے کہ جب امام حسینؑ کا سر مبارک (دربار یزید میں) لایا گیا تو اس نے شام والوں کو جمع کیا اور بید کی چھڑی سے سر مبارک کو مارنا شروع کیا اور (زبعری کے) مشہور اشعار پڑھے (اشعار یہ ہیں) آج اگر میرے بزرگ جو جنگ بدر میں قتل کر دیئے گئے موجود ہوتے (تو وہ دیکھتے کہ میں نے محمدؐ رسول اللہ کے اہل بیت سے کیسا بدلہ لیا) اس کے بعد یزید نے اپنے دو شعر پڑھے جو صاف صاف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں (وہ اشعار یہ ہیں) " میں بنی خندف سے نہیں اگر میں اولاد احمدؐ (رسول اللہ) سے ان کے کارناموں کا بدلہ نہ لیتا۔ تو یہ بنی ہاشم نے (حکومت و عزت حاصل کرنے کیلئے) ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ (نہ تو محمدؐ کوئی نبی تھے) نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی)"

(صواعق محرقہ ص۲۱۸ و ینابیع المودۃ ص۳۲۵)

۱۷

فکتب سعید بن العاص الی معاویۃ "امابعد فانک امرتنی ان ادعو الناس لبیعۃ یزید وان اکتب الیک بمن سارع ممن ابطاء وانی اخبرک ان الناس عن ذلک بطاء لاسیما اھل البیت من بنی ھاشم فانہ لم یجبنی منھم احد، وبلغنی عنھم ما اکرہ واما الذی جاھر بعداوتہ واباۂ لھذا الامر فعبد اللہ بن الزبیر ولست اقوی علیھم الا بالخیل والرجال او تقدم بنفسک فتری رائک فی ذلک"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص۱۸۶)

۱۷

اہلِ مدینہ

(اہل مدینہ یزید کی بیعت پر ہرگز تیار نہ تھے)

سعید بن عاص (حاکم مدینہ) نے امیر معاویہ کو لکھا "آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے یزید کی بیعت لوں اور جو (بیعت میں) تاخیر کرے اس کے متعلق آپ کو لکھوں۔ تو سنئے میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ یہاں کے لوگ یزید کی بیعت میں سستی کر رہے ہیں خصوصاً بنی ہاشم میں اہل بیت رسولؐ ان میں سے کسی نے بھی یزید کی بیعت نہیں کی اور ان لوگوں نے اس سلسلہ میں ایسی باتیں کیں جو مجھے بری معلوم ہوئیں۔ اور عبداللہ بن زبیر کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرتے ہیں اور بیعت سے انکار کرتے ہیں۔ اور جب تک گھوڑے اور مرد (یعنی لشکر) نہ ہوں میں ان مدینہ والوں پر زور نہیں ڈال سکتا۔ (یا لشکر بھیجئے اور) یا آپ خود آئیے۔ (میں نے آپ کو خبر کر دی) اب جو آپ کی رائے ہو"

(الامامة والسیاسة جلد ۱ صفحہ ۱۸۶)

(۱۸)

ثم سار جیشہ ہذا الی قتال ابن الزبیر فرموا الکعبۃ بالمنجنیق واحرقوا بالنار فای شیٔ اعظم من ہذہ القبائح التی وقعت فی زمنہ ناشئۃ عنہ وہی المصداق الحدیث السابق "لا یزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یثلمہ رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید"

(صواعق محرقہ ص۲۲۰)

○

۱۸

اہلِ مکہ

(یزیدی لشکر نے یزید کے حکم سے خانہ کعبہ میں آگ لگادی)

(اہل مدینہ کو تباہ و برباد کر کے) پھر یزید کا یہ لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کیلئے (مکہ کی طرف) روانہ ہوا۔ یزیدی لشکر نے خانہ کعبہ پر منجنیق کے ذریعہ آگ برسائی اور خانہ کعبہ کو جلادیا۔"
پھر اس برائی اور گناہ سے بڑھ کر کون سی برائی ہو سکتی ہے جو یزید کے زمانے میں یزید ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ بالکل آنحضرتؐ کی اس حدیث کے مطابق ہوا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ "میری امت دین اسلام پر باقی رہے گی یہانتک کہ دیوار اسلام کو شکستہ کرنے والا بنی امیہ میں سے ایک شخص ہوگا جس کا نام یزید ہوگا" (یزید کے اس فعل قبیح پر تمام اہل مکہ یزید کے خلاف ہو گئے"

(صواعق محرقہ ص۱۳۲)

(۱۹)

اخرج الواقدی من طرق ان عبد اللّٰہ بن حنظلۃ بن الغسیل قال ”واللّٰہ ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السّماء ان کان رجلا ینکح الامھات والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ“

(صواعق محرقہ ص۲۱۹)

۱۹

عبداللہ بن حنظلہ

(یزید محرمات کا مرتکب اور نماز کا تارک تھا)

واقدی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ کہا کرتے تھے "خدا کی قسم جب بھی ہم یزید کے پاس جاتے تھے تو ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں آسمان سے ہمارے اوپر پتھر نہ برسنے لگیں۔ یزید ایسا بدکار مرد تھا کہ وہ اپنی ماؤں، لڑکیوں اور اپنی بہنوں سے شادیاں کرتا تھا، شراب پیتا تھا اور نماز کو ترک کرتا تھا"

(صواعق محرقہ ص ۲۱۹)

۲۰

قال نوفل بن ابی الفرات "کنت عند عمر بن عبد العزیز فذکر رجل یزید فقال "قال امیر المومنین یزید بن معاویہ" فقال "تقول امیر المومنین" فامر بہ فضرب عشرین سوطاً"

(صواعق محرقہ ص ۲۱۹)

۱۴۰

حضرت عمر بن عبد العزیز

(یزید کو امیر المومنین کہنے پر بیس کوڑے لگوائے)

نوفل بن ابی الفرات کا بیان ہے کہ (ایک روز) میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے یزید کا تذکرہ کیا اور بولا "امیر المومنین یزید بن معاویہ نے کہا" حضرت عمر بن عبد العزیز نے (یہ سن کر اس شخص سے) کہا "تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے" پھر آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو بیس کوڑے لگائے جائیں (تاکہ آئندہ نہ وہ نہ کوئی دوسرا شخص یزید کو امیر المومنین کہہ سکے)

(صواعق محرقہ: ص ۲۱۹)

(۲۱)

وبعد اتفاقهم علیٰ فسقہ اختلفوا فی جواز لعنہ بخصوص اسمہ فاجازۃ قوم منہم ابن الجوزی ونقلہُ عن احمد بن حنبل وغیرہ فان ابن الجوزی قال فی کتابہ المسمیٰ بالرد علی المتعصب العنید المانع من لعن یزید سئلنی سائل عن یزید بن معاویۃ فقلت یکفیہ مابہ فقال الیجوز لعنہٗ قلت قد اجازہ العُلماء الورعون منہم احمد بن حنبل فانہ ذکر فی حق یزید علیہ اللعنۃ"

(ینابیع المودۃ ص۳۲۶ - وصواعق محرقہ ص۲۲۰)

(۲۱)

امام احمد بن حنبل

(امام احمد بن حنبل نے یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے)

تمام علمائے اہل سنت نے یزید کے فاسق ہونے پر اتفاق کیا ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ آیا یزید پر اس کا نام لے کر لعنت کر سکتے ہیں؟ علمائے اہل سنت کے ایک گروہ نے یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے ان علماء میں ابن جوزی بھی ہیں۔ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ (ابن جوزی) اپنی کتاب الرد علی المتعصب العنید المانع من لعن یزید میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک پوچھنے والے نے یزید کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا "یزید کو سمجھنے کیلئے اس کے افعالِ بد اور اعمال قبیحہ کافی ہیں،، اس نے پوچھا "کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے؟" میں نے جواب دیا "بے شک یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ (اہل سنت کے) مقدس علماء نے جن میں امام احمد بن حنبل بھی ہیں یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے،،

(ینابیع المودۃ صـ ۳۲۶ وصواعق محرقہ صـ ۲۲۰)

(۲۲)

قال ابن الجوزی لیس العجب من قتال ابن زیاد للحسینؑ وانما العجب من خذلان یزید وضربه بالقضیب ثنایا الحسینؑ وحمله آل الرسولؐ سبایا علی اقتاب الجمال وذکر اشیاء من قبیح ما اشتهر عنه ثم قال وما کان مقصوده الا الفضیحۃ ولو لم یکن فی قلبه احقاد جاهلیۃ و اضغان بدریۃ لاحترم الراس الشریف المبارک واحسن الی آل الرسولؐ۔

(ینابیع المودۃ ص۳۲۵)

۲۲

علامہ ابن الجوزی

(واقعہ کربلا کی ذمہ داری یزید ہی پر ہے)

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابن زیاد کا امام حسینؑ سے جنگ کرنا تعجب کی بات نہیں ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ یزید نے امام حسینؑ کو رسوا کیا۔ اس نے امام حسینؑ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری اس نے آلِ رسولؐ کو قید کرکے، اونٹوں کی پشتوں پر بٹھا کر (شہر بہ شہر اور دیار بہ دیار) پھرایا اور (بھرے دربار میں آل محمدؐ کو رسوا کرنے میں) بہت سی ذلیل باتوں کا تذکرہ کیا۔ ان تمام باتوں سے اس کا مقصد صرف (آل محمدؐ کو) ذلیل کرنا تھا۔ اگر یزید کے دل میں زمانہ جاہلیت کا کینہ اور جنگ بدر کا بغض و حسد نہ ہوتا تو (کم از کم) وہ امام حسینؑ کے سر مبارک اور آلِ رسولؐ کا احترام ضرور کرتا۔"

(ینابیع المودۃ ص۳۲۵)

Marfat.com

(۴۳)

ان یزید کان قد اشتهر بالمعازف وشرب الخمر والغنا والصید واتخاذ الغلمان والکلاب والنطاح بین الکباش والذباب والقرود وما من یوم الا یصبح فیہ مخمورا وکان یشد القرد علی فرس مسرج بحبال ویسوق بہ ویلبس القرد قلانس الذھب وکذلک الغلمان وکان اذا مات القرد یحزن علیہ»

(تاریخ ابن اثیر)

(۲۳)

مورخ ابن اثیر

(یزید کے چند اوصاف)

"یزید کے متعلق مشہور ہے کہ وہ جوا کھیلتا تھا، شراب پیتا تھا، گانے بجانے میں مست رہتا تھا۔ شکار میں دلچسپی لیتا تھا۔ اس کا دربار لڑکوں، کتوں، بندروں اور گانے بجانے کے سامانوں سے گرم رہتا تھا وہ ہمیشہ صبح کو اس حالت میں اٹھتا تھا کہ شراب سے مست رہتا تھا۔ وہ بندر کو گھوڑے کی زین پر رسی سے بندھواتا تھا اور اس کو (اِدھر اُدھر) کھینچ کر اس کا تماشہ دیکھتا تھا۔ وہ بندروں اور لڑکوں کو سونے کی ٹوپی پہناتا تھا اور اگر کوئی بندر مر جاتا تھا تو اس کو بہت رنج ہوتا تھا"

(تاریخ ابن اثیر)

(٢٣)

ان يزيد نشاء نشاة مسيحية يبتعد كثيرا عن عرف الاسلام لقد كان يتزيد فى تقريب المسيحيين و يستكثر منهم فى بطانته الخاصة لما انه يقع بينهم على من يمتزاج به و ينسجم معه على ما يقولون ولقد اطمان اليهم عصد بتربية ابيه الى مسيحى على ما اختلاف فيه بين المورخين ولا يمكن ان نعلل هذه الصلة الوثيقة والتعلق الشديد بالاخطل وغيره الا الى مكان التربية ذات الصبغة الخاصة واللون الثانى - اذا كان يقينا او يشبه اليقين ان يزيد لم تكن فيه الاسلامية خالصة او بعبارة اخرى كانت مسيحية خالصة فلم يبق ما يستغرب معه ان يكون متجاوزا ومستهيزا مستخفا بما عليه الجماعة الاسلامية لا يحسب لتقاليدها و اعتقاداتها اى حساب ولا يقيم لها وزنا بل الذى يستغرب ان يكون على غير ذلك - لذلك اعتمد رواية اليعقوبى الحقة من ان يزيد امر ابن زياد بقتل الحسين“

(سمو المعنى فى سمو الذات ص ٦٠)

(۲۴) علامہ علائلی

(یزید کی پرورش اور تربیت مسیحیت پر ہوئی تھی)

یزید مسیحیت کی آغوش میں پلا جس کو اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ یزید نے بہت سے عیسائیوں کو اپنا مقرب بنا لیا تھا۔ اور بہت سے عیسائی اس کے محرم راز تھے۔ مورخین کا فیصلہ ہے کہ وہ عیسائیوں سے اتنا مانوس تھا کہ اس نے بھی اپنے باپ (معاویہ) کی طرح اپنے بیٹے کا اتالیق ایک عیسائی کو مقرر کر دیا تھا۔ (یہ کھلی ہوئی تاریخی حقیقت ہے) جس میں مورخین میں کوئی اختلاف نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اخطل وغیرہ مشہور عیسائی شاعر سے بہت اتحاد وارتباط رکھتا تھا۔ بہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یزید کی تربیت اور پرورش اسلام پر نہیں بلکہ خالص مسیحیت پر ہوئی تھی۔ اور اسی بنا پر یزید کا اسلام سے دور رہنا، قوانین اسلام سے بغاوت کرنا، دین اسلام کو حقیر سمجھنا اور اس کی نظروں میں مذہبی اعتقادات کا وزن نہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ تعجب تو اس وقت ہوتا جب وہ عقائد اسلام کا پابند ہوتا۔ اسی لئے میں مورخ یعقوبی کی روایت کو صحیح سمجھتا ہوں کہ یزید نے قطعًا ابن زیاد کو امام حسینؑ کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا"

(سمو المعنی فی سمو الذات ص ۶۰)

Ameer Ali

"On Muawiyah's death, the Domitian of the House of Ommeyya ascended the throne founded by his father on fraud and treachery. As cruel and treacherous as Muawiyah, he did not, like his father, possess the capacity to clothe his cruelities in the guise of policy. His depraved nature knew no pity or justice, He killed and tortured for the pleasure he derived from human suffering. Addicted to the grossest of vices, his boon companions were the most abondoned of both sexes. Such was the caliph - the commander of the faithful"

(Spirit of Islam p.p.300)

(۲۵)

امیر علی

(یزید کی فطرت)

امیر معاویہ کے مرنے کے بعد خاندانِ بنی امیہ کا ایک جابر اور ظالم (بادشاہ یزید) اس تخت (حکومت) پر بیٹھا جس کو اس کے باپ نے چالبازی اور مکاری سے حاصل کیا تھا (جہاں تک ظلم اور مکروفریب کا تعلق ہے یزید اپنے باپ کی ہوبہو تصویر تھا) مگر اس میں اس بات کی بالکل صلاحیت نہ تھی کہ وہ اپنے باپ (امیر معاویہ) کی طرح ظلم وستم کو سیاست کا لباس پہنا سکے۔ اس (یزید) کی بیہودہ اور ظالم طبیعت میں رحم وانصاف کا شائبہ بھی نہ تھا اس نے (سیکڑوں کو) قتل کر دیا (ہزاروں پر) ظلم ڈھائے اور انسانیت کا خون کر کے اپنی خوشیوں کو پورا کیا۔ یزید بدترین گناہوں کے ارتکاب کا عادی تھا۔ اس کے بہترین ساتھی بدکردار مرد اور عورتیں تھیں۔ یہ تھے خلیفہ (کے صفات) جو مومنین کے امیر (یعنی امیر المومنین) کہلاتے تھے"

(اسپرٹ آف اسلام صفحہ ۳۰۰)

باب سوم (اقوال)

یزید ابن معاویہ کی حقیقت مفکرین مغرب کی نگاہ میں،

"He (Yazid) inherited his mother's poetic talent and infinitely preferred wine, music and sport to the drudgery of public affairs"

یزید نے شاعری کی لیاقت اپنی ماں سے وراثتاً پائی تھی۔ وہ عوام کی فلاح وبہبودی کے معاملات پر شراب، رقص وسرود اور لہو ولعب کو بہت زیادہ ترجیح دیتا تھا۔

(نکلسن)

Gibbon

"The premogeniture of the line of Hashim and holy caracter of the grand son of the Apostle had centered in his person, and he was at liberty to prosecute his claim against Yazeed, the tyrant of Damascus whose vices he despised and whose title he had never designed to acknowledge"

(Decline and Fall of the Romon Empire Vol. V. P. 77.)

(٢٦)

گبن

(امام حسینؑ اور یزید)

ن مفکر مغرب امام حسینؑ کی شخصیت اور یزید کی حقیقت پر اس طرح تبصرہ کرتا ہے)
اندانِ ہاشم کی شان وشوکت وعزتِ نفس اور نواسۂ رسول کی پاک وپاکیزہ اخلاقی
یاں آپ (امام حسینؑ) میں موجود تھیں۔ (چونکہ امام حسینؑ ہی صحیح معنوں میں خلافت
حقدار تھے اس لئے) آپ نہایت آزادی کے ساتھ یزید کے خلاف اپنی خلافت
وئی کرسکتے تھے۔ وہ یزید جو دمشق کا ایک ظالم (حاکم) تھا۔ جس کو آپ
م حسینؑ) اس کے برے اعمال کی وجہ سے نہایت حقارت و نفرت کی نظر سے
ے تھے اور جس کی خلافت (حکومت) کو ہرگز نہیں تسلیم کیا تھا"

(ڈکلائین اینڈ فال آف رومن امپائر جلد ۵ ص [illegible])

Nicholson

Violators of its laws and spurners of its ideals, they could never be any thing but tyrants, and being tyrants, they had no right to slay blievers who rose in arms against their usurped authority. It is well to remember that in Muslim eyes the distinction between church and state does not exist. Yazid was a bad church man, therefore he was wicked tyrant.

(Lit. History of Arab PP.197)

۲۷

(نکلسن)

(یزید ایک ظالم دنیاوی بادشاہ تھا)

(نکلسن مفکر مغرب کی نظر میں) بنی امیہ قوانین اسلام سے لاپرواہی کرنے والے اور مقاصدِ دین کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والے ظالم تھے چونکہ وہ ظالم تھے اسلئے ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ان مومنین کو تباہ و برباد کرتے جو اپنے غصب شدہ حقوق کو حاصل کرنے کیلئے ان کے سامنے سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر آئے تھے۔
یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ مسلمانوں کی نگاہ میں سیاست دُنیویہ اور سیاست الہیہ میں کوئی فرق نہیں۔ یزید بدترین سیاست دنیویہ کا حامل تھا اس لئے وہ بدخصلت اور ظالم تھا اور منصب خلافت کے قابل نہ تھا)

(اے لٹریری ہسٹری آف عرب)

"The slaughter of Husayn does not complete the tale of Yazeed's enormities. Medina, the prophet's city, was sacked by a Syrian army, while Mecca itself, where Abdullah b. Zubayr had set up as rival caliph, was besieged and the Kaaba laid in ruins, These outrages, shocking to muslim sentiment, kindled a flame of rebellion."

(A literary History of the Arabs P. 198)

۲۸

یزید کے سیاہ کارنامے

نکلسن لکھتا ہے:۔

"یزید کی سفاکیت و ظلم و استبداد کا سلسلہ شہادت امام حسینؓ ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ (اس کے حکم سے) حضرت پیغمبرؐ کے شہر مدینہ کو شامی فوجوں نے تباہ و برباد کر دیا۔ مکہ معظمہ کا جہاں عبداللہ ابن زبیرؓ (یزید کے خلاف) خود خلیفہ بن بیٹھے تھے۔ محاصرہ کر لیا گیا (یزیدی فوج نے) خانۂ کعبہ کو برباد کر دیا۔ یہ یزید کے وہ سیاہ کارنامے تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگی اور (یزید کے خلاف تمام اسلامی ممالک میں) بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی"

(اے لٹریری ہسٹری آف عرب ص ۱۹۸)

(29

Asborn

Asborn says, "The first caliph of the Ommayas shrank from no crime necssary to secure his position. Murder was his accustomed mode of removing a formindable opponent. The grand son of the prophet he caused to be poisoned, Malike Ashtar, the heroic lieuftenant of Ali was destroyed in a like way, To secure the succession of his son Yazid, Muamiyah hesitated not to break the word he had pledged to Husain, the serviving son of Ali"

(Spirit of Islam PP 299)

۲۹

اسپارٹ

(یزید کی حکومت خلافِ معاہدہ تھی)

مغرب کا مشہور مفکر و مورخ لکھتا ہے "بنی امیہ کے پہلے خلیفہ اپنے عہدہ اور منصب کی حفاظت میں کسی بڑے سے بڑے جرم کے ارتکاب سے کبھی نہ ہچکچاتے تھے۔ خوفناک دشمن سے نجات پانے کیلئے قتل کر دینا ان کی طبیعت ثانیہ میں داخل تھا۔ انھوں نے حضرت پیغمبرؐ کے نواسے (حضرت حسنؑ) کو زہر دلوا دیا۔ انھوں نے حضرت علیؑ کے مشہور اور بہادر لفٹیننٹ مالک اشتر کو تباہ و برباد کر دیا اور اپنے لڑکے یزید کو اپنا جانشین بنانے کیلئے امیر معاویہ نے اس عہد و پیمان کو توڑنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی جو وہ حضرت علیؑ کے فرزند حضرت حسینؑ کے لئے کر چکے تھے"

(اسپرٹ آف اسلام ص ۲۹۶)

(30)

Price

"Moawiyah is said to have finally acknowledged to his ministers before he expired that there were to him three things as were the source of bitter regret. First, that he should have suffered himself to be misled by the spirit of ambition to deprive the sacred fimily of the prophet of their rights, secondly that he should have suborne the wife of Imam Hasan to poison her husband and, thirdly that he should have prematurely nominated Yazeed to succession"

(History of the Mohammaden Empire, Vol.1, P. 389,)

(۴۰)

پرائس

(وقتِ آخر انکشافِ حقیقت)

پرائس ایک مشہور مفکر و مورخ اپنی کتاب "ہسٹری آف دی محمڈن ایمپائر" جلد اول صفحہ ۳۸۹ پر لکھتا ہے:-

"معاویہ نے آخرکار اپنے مرنے سے پہلے اپنے وزراء اور مشیر کاروں کو یقین دلایا کہ ان کو اپنے تین کاموں کے کرنے کا سخت افسوس ہے۔

(۱) انھوں نے کیوں نہیں اپنے کو روکا اور کیوں اپنے خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کی اور پاک و پاکیزہ اہل بیتِ رسولؐ کو ان کے حقوق سے کیوں باز رکھا۔

(۲) ان کو نہیں چاہیئے تھا کہ وہ امام حسنؑ کی بیوی (جعدہ بنت اشعث) کے ذریعہ امام حسنؑ کو زہر دلواتے۔

(۳) ان کو ہرگز نہیں چاہیئے تھا کہ وہ یزید کو اپنا جانشین بناتے۔"

باب چہارم (روایات)

قاتلینِ امامِ حسین علیہ السلام کا انجام

عن الزهری انه لم یبق احد ممن قتل الحسین الا عوقب فی الدنیا قبل الآخرة اما بالقتل او سواد الوجه او تغییر الخلقة او زوال الملك فی مدة یسیرة۔

زہری کا بیان ہے کہ قتل امام حسینؑ میں جو بھی شریک ہوا اس کو آخرت سے پہلے اس دنیا ہی میں سزا مل گئی۔ یا وہ قتل کر دیا گیا یا اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا یا اس کی صورت مسخ ہو گئی اور یا اس کی حکومت تھوڑے ہی عرصہ میں ختم ہو گئی۔"

(نور الابصار ص ۱۳۲)

۳۱

عن سلمان قال" وھل بقی فی السمٰوٰت ملک لم ینزل الی رسول اللہ صلعم بعزیہ فی ولدہ الحسینؑ ویخبرہ بثواب اللہ ایاہ ویحمل الیہ تربتہ مصروعاً علیھا مذبوحاً مقتولاً طریحاً مخذولاً فقال رسولؐ اللہ اللھم اخذل من خذلہ واقتل من قتلہ واذبح من ذبحہ ولا تمتعہ بما طلب قال عبد الرحمن فواللہ لقد عوجل الملعون یزید ولم یتمتع بعد قتلہ بات سکراناً واصبح میتاً متغیراً کانہ مطلی بقار وما بقی احد ممن تابعہ علی قتلہ او کان فی محاربتہ الا اصابہ جنون اوجزام اوبرص صار ذلک وراثۃ فی نسلھم"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۹۲)

(۳۱) یزید ابن معاویہ

(یزید کی موت)

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ آسمانوں کا کوئی فرشتہ ایسا نہ تھا جو رسولؐ کی خدمت میں نہ حاضر ہوا ہو۔ ہر فرشتہ نے آپ کی خدمت میں آپ کے فرزند حسینؑ کی تعزیت پیش کی آپ کو شہادت حسینؑ کے ثواب (اور مراتب) سے باخبر کیا اور آپ کو (اس زمین کی) مٹی دی جس پر حسینؑ شہید کئے گئے اور جہاں آپ کی لاش مطہر (بے کفن) چھوڑ دی گئی۔ (یہ دیکھکر) رسول اللہؐ نے فریاد کی "خدایا جو حسینؑ کو چھوڑے اس کو تو چھوڑ دے، جو حسینؑ کو قتل کرے اس کو تو قتل کر اور جو حسینؑ کو ذبح کرے اس کو تو ذبح کر اور قاتل حسینؑ کو کوئی فائدہ نہ پہونچا" عبدالرحمٰن کہتے ہیں "خدا کی قسم یزید ملعون کیلئے (اس کی موت میں) بہت جلدی کی گئی اور شہادت حسینؑ کے بعد اس کو کوئی (دنیاوی) فائدہ نہ ہوا۔ اس نے ساری رات شراب کے نشہ میں گذاری، صبح کو مرا ہوا پڑا رہا اور (مرنے کے بعد) اس کا جسم کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا۔ (یزید ہی کیا) جس جس نے بھی قتل امام حسینؑ میں یزید کا ساتھ دیا یا امام حسینؑ سے جنگ کی وہ یا پاگل ہو گیا یا جذام یا برص کے مرض میں مبتلا ہو گیا اور یہ مرض جذام اور برص اس کے خاندان اور اس کی نسل میں باقی رہا"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۵۴)

(۳۲)

قضی اللہ ان قتل عبید اللہ بن زیاد ھو و اصحابہ یوم عاشورا سنۃ سبع و ستین جہز الیہ المختار بن ابی عبید جیشاً فقتلہ ابراہیم بن الاشتر فی الحرب و بعث براسہ الی المختار و بعث بہ المختار الی ابن زبیر فبعثہ ابن زبیر الی علیؑ بن الحسینؑ۔

روی الترمذی انہ لما جئی براسہ و نصب فی المسجد مع رؤس اصحابہ جاءت حیۃ فتخللت الرؤس حتی دخلت فی منخرہ فمکثت ھنیھۃ ثم خرجت فعلت ذلک مرتین او ثلاثا و کان نصبھا فی محل راس الحسینؑ ۔

(نور الابصار صـ ۱۳۷ـ)

۴۲

عبیداللہ بن زیاد

(ابن زیاد کا سر امیر مختار کے دربار میں)

خدا کی قدرت دیکھو کہ عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھی سنہ ۶۷ھ میں دسویں محرم ہی کو قتل کئے گئے۔ حضرت مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی نے (ابن زیاد کے خلاف) لشکر بھیجا۔ ابراہیم ابن مالک اشتر نے اس کو میدانِ جنگ میں قتل کیا اور اس کا سر امیر مختار کے پاس بھیجدیا۔ امیر مختار نے اس سر کو عبداللہ بن زبیر کے پاس بھیجدیا اور ابن زبیر نے حضرت علیؑ بن الحسینؑ کے پاس بھیجدیا"

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب ابن زیاد کا سر (دربار امیر مختار میں) لایا گیا اور مسجد میں اس کے ساتھیوں کے سروں کے ساتھ رکھا گیا تو ایک سانپ آیا اور تمام سروں سے گذرتا ہوا ابن زیاد کے سر کے پاس پہونچا اور اسکی ناک میں گھس گیا۔ وہ سانپ کچھ دیر تک اس کی ناک میں رہا پھر دو تین مرتبہ ناک کے اندر گیا اور باہر آیا (پھر غائب ہوگیا) ابن زیاد کا سر وہیں رکھا گیا جہاں امام حسینؑ کا سر مبارک رکھا گیا تھا"

(نور الابصار صفحہ ۱۲۳)

(۴۳)

جاء الهیثم بن الاسود فقعد فجاء حفص بن عمر بن سعد فقال للمختار یقول لک ابو حفص " این لنا بالذی کان بیننا وبینک ؟" قال " اجلس" فدعا المختار اباعمرة فجاء رجل قصیر یتخشخش فی الحدید فسارہ ودعا برجلین فقال اذھبا معہ فذھب فواللہ ما احسبہ بلغ دار عمر بن سعد حتی جاء براسہ فقال المختار لحفص " اتعرف ھذا؟" قال " انا للہ وانا الیہ راجعون" قال " یا اباعمرة الحقہ بہ" فقتلہ - فقال المختار " عمر بالحسینؑ وحفص بعلی بن الحسینؑ ولا سواء"

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۷۹)

○

(۳۳) عمر بن سعد

(عمر بن سعد کے سیاہ کارناموں کا انجام)

ہشیم ابن اسود آکر (امیر مختار کے پاس) بیٹھ گئے۔ اتنے میں عمر بن سعد کا لڑکا حفص آیا۔ (ہشیم نے) امیر مختار سے کہا "یہ حفص آپ سے کہتا ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو باتیں تھیں وہ کب پوری ہونگی"۔ امیر مختار نے اس سے کہا "بیٹھ جاؤ" پھر امیر مختار نے ابو عمرہ کو بلایا۔ تو ایک پستہ قد آدمی لوہے کے ہتھیار سے آراستہ آیا۔ امیر مختار نے اس سے کچھ چپکے چپکے باتیں کیں اور دو آدمیوں کو بلایا اور ان سے کہا "اس شخص کے ساتھ جاؤ" (ہشیم کہتے ہیں) مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ ابن سعد کے گھر جارہے ہیں (تھوڑی ہی دیر میں) ابو عمرہ عمر ابن سعد کا سر لے کر آئے امیر مختار نے حفص سے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس کا سر ہے؟" حفص نے جواب دیا "انا للہ وانا الیہ راجعون" امیر مختار نے کہا "اے ابو عمرہ اس کو بھی اس کے باپ (ابن سعد) کے ساتھ روانہ کردو"۔ ابو عمرہ نے حفص کو بھی قتل کردیا۔ تب امیر مختار نے کہا "عمر بن سعد حضرت حسینؑ کے بدلے میں اور حفص حضرت علی اکبر کے بدلے میں مگر پھر بھی یہ برابر کا بدلہ نہیں ہوا۔"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۹)

۴۲

طلب المختار شمر بن ذی الجوشن فهرب الی البادیه فسعی
به الی ابی عمرة فخرج الیہ مع نفر من اصحابه فقاتلهم قتالاً
شدیداً فاثخنته الجراحة فاخذه ابو عمرة اسیراً وبعث
به الی المختار فضرب عنقهٗ واغلی له دهناً فی قدر فقذفه
فیها فتفسخ "

(بحار جلد ۱ ص ۲۷۹)

(۴۴)

شمر بن ذی الجوشن

(شمر کس طرح واصلِ جہنم ہوا)

امیر مختار نے شمر بن ذی الجوشن کو طلب کیا وہ ایک دیہات کی طرف بھاگا۔ ابو عمرہ کو خبر کی گئی یہ اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر (شمر کی طرف) روانہ ہوئے۔ شمر سے زبردست لڑائی ہوئی اور وہ شدید زخمی ہوا۔ ابو عمرہ نے اس کو گرفتار کیا اور امیر مختار کے پاس بھیجدیا۔ امیر مختار نے اس کو قتل کیا اور ایک دیگ میں تیل گرم کر کے اس میں شمر ملعون کو ڈال دیا جس سے اس کا جسم پھٹ گیا۔

(بحار جلد ۱۰ صہ ۲۷۹)

۳۵

فما مضت الایام حتی ظهر المختار بن ابی عبیدۃ الثقفی یطلب بثار الحسین فی الکوفۃ فوقع ذلک الملعون بیدہ و ہو خولی فلما وقف بین یدیہ قال لہ "ما صنعت یوم کربلاء؟" قال "اتیت الی علی بن الحسین فاخذت نطعاً من تحتہ و اخذت قناع زینب بنت علیؑ وقرطیھا" فبکی المختار وقال "فما قالت لک؟" قال "قالت قطع اللہ یدیک ورجلیک و احرقک اللہ بنار الدنیا قبل نار الاخرۃ" قال المختار "فواللہ لاجیبن دعوۃ الطاہرۃ المظلومۃ ثم قدمہ و قطع یدیہ ورجلیہ و احرقہ بالنار"

(ابو مخنف صــ ۹۸ـــ)

(۳۵)

خولی بن یزید

(خولی جہنم سے پہلے دنیا ہی میں جلا دیا گیا)

چند ہی روز گذرے تھے کہ حضرت مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی کوفہ میں ظاہر ہوئے اور امام حسین علیہ السلام کے (خونِ ناحق) کا انتقام لینا شروع کیا۔ آپ کے قبضہ میں ملعون خولی بھی آیا۔ جب خولی آپ کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا "تو نے کربلا میں کیا کیا تھا؟" خولی نے جواب دیا "میں علیؑ بن الحسینؑ (امام زین العابدینؑ) کے پاس آیا اور ان کے نیچے سے چمڑا (جس پر آپ بیمار پڑے ہوئے تھے) گھسیٹ لیا۔ اور حضرت زینبؑ بنت علیؑ کا مقنعہ اور ان کے گوشوارے چھین لئے" (یہ سنکر) حضرت مختار رو دیئے اور پوچھا "پھر حضرت زینبؑ نے تجھ سے کیا کہا؟" خولی نے کہا "حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ خدا تیرے ہاتھ اور پیر کو قطع کر دے اور تجھے آخرت کی آگ (جہنم) سے پہلے دنیا ہی کی آگ میں جلا دے" حضرت مختار نے کہا "قسم بخدا میں طاہرہ اور مظلومہ کی آواز پر ضرور لبیک کہوں گا" پھر حضرت مختار نے اس کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے اور اس کو آگ میں جلا دیا۔

(ابو مخنف ص ۹۸)

(٣٣٦)

عن المنهال بن عمر قال " دخلت على علىّ ابن الحسين منصرفى
من مكة فقال لى " يا منهال ما صنع حرملة بن الكاهل
الاسدى ؟ " فقلت " تركته حيًا بالكوفة " قال " فرفع
يدى جميعا ثم قال " اللهم اذقه حر الحديد اللهم اذقه
حر النار " قال منهال " فقدمت الكوفة وقد ظهر المختار
بن ابى عبيدة الثقفى وكان لى صديقا فكنت فى منزلى اياما
حتى انقطع الناس عنى وركبت اليه فلقيته خارجًا عن
داره فقال " يا منهال لم تاتينا فى ولايتنا هذه ولم تهنئًا
بها ولم تشركنا فيها فاعلمته انى كنت بمكة وانى قد جئتك
الآن وسايرته ونحن نتحدث حتى اتى الناس فوقف فوقًا
كانه ينتظر شيئًا وقد كان اخبر بمكان حرملة بن كاهل
فما لبثنا ان جى به فلما نظر اليه المختار قال لحرملة
" الحمد لله الذى مكننى منك " ثم قال الجزار فاتى بجزار
فقال له اقطع يديه فقطعتا ثم قال له اقطع رجليه فقطعتا
ثم قال النار النار وقصب فالقى عليه فاشتعل فيه النار

٣٦

حرملہ بن کاہل

(امیر مختار کا ایک سجدۂ شکر)

منہال بن عمر کہتے ہیں کہ میں مکہ سے واپسی پر حضرت علیؑ بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا "اے منہال حرملہ کی کیا خبر ہے؟" میں نے کہا "میں نے تو اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑا تھا" آپ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اے خدا تو حرملہ کو لوہے اور آگ کی گرمی کا مزہ چکھا"۔ منہال کہتے ہیں "پھر میں کوفہ واپس آیا۔ اس وقت مختار وہاں کے حاکم تھے اور مجھ سے اور مختار سے دوستانہ تعلقات تھے۔ میں کچھ دنوں تک تو اپنے گھر ہی میں رہا۔ جب لوگوں کا آنا جانا بند ہوا تو (ایک روز) میں مختار سے ملنے کیلئے چلا۔ وہ گھر سے نکل چکے تھے (مجھے دیکھ کر) کہا "اے منہال تم ہماری حکومت کے زمانے میں ہمارے پاس نہ آئے نہ ہم کو مبارکباد دی اور نہ ہمارے کاموں میں حصہ بٹایا"۔ میں نے جواب دیا کہ میں مکہ میں تھا اور ابھی آیا ہوں۔ پھر میں امیر مختار کے ساتھ ہمراہ ہو کر چلا۔ اور ہم آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس پہنچے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر کسی چیز کا انتظار کرنے لگے۔ ان کو حرملہ کی اطلاع

فقلت سبحان الله فقال لی" یا منهال ان التسبیح لحسن نفیهم سمعت ؟" فقلت" ایها الامیر دخلت فی سفرتی هذه منصرفی من مکة علی علی ابن الحسین فقال لی یا منهال ما فعل حرملة بن کاهل فقلت ترکته حیاً بالکوفة فرفع یدیه فقال اللهم اذقه حر الحدید اللهم اذقه حر النار فقال لی المختار اسمعت علی بن الحسین یقول هذه؟ فقلت والله لقد سمعته یقول هذا فنزل عن دابته وصلی رکعتین واطال السجود ثم قام فرکب واحترق حرملة"

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۸۵)

کی خبر دی گئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حرملہ لایا گیا۔ جب امیر مختار نے اس کو دیکھا تو کہا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو تیرے اوپر قابو دیا" پھر جلاد کو بلایا اور حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹے۔ دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے پھر کہا پیر کاٹے دونوں پیر بھی کاٹ دیئے گئے۔ پھر آگ اور لکڑی منگوائی اور حرملہ کو اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ آگ میں جل گیا۔ (منہال کہتے ہیں) "میں نے سبحان اللہ کہا" امیر مختار نے کہا "اے منہال تسبیح پڑھنا تو بہر حال بہتر ہے لیکن اس وقت تم نے سبحان اللہ کیوں کہا؟" میں نے جواب دیا "اے امیر جب میں اس سفر میں مکہ سے واپس آ رہا تھا تو حضرت علیؑ بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے حرملہ کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا "میں تو اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑ کر آیا تھا" آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا "اے خدا تو حرملہ کو لوہے اور آگ کا مزہ چکھا" (میں نے اس لئے سبحان اللہ کہا کہ امام کی بد دعا کا کس قدر جلد اثر ہوا) مختار نے پوچھا "کیا اسی طرح حضرت علیؑ بن الحسینؑ کو تم نے کہتے ہوئے سنا؟" میں نے کہا "ہاں بخدا اسی طرح سنا" امیر مختار فوراً گھوڑے سے اتر گئے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ دیر تک سجدے میں رہے پھر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور حرملہ جل کر خاک ہو گیا"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۸)

(۳۷)

وهرب سنان بن انس الى البصرة فهدم داره ثم خرج من البصرة نحو القادسية وكان عليه عيون فاخبروا المختار فاخذه بين العذيب والقادسية فقطع انامله ثم يديه ورجليه واغلى زيتاً فى قدر ورماه فيها،

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۹۰)

○

٢٧

سنان بن انس

(عبرتناک انجام)

سنان بن انس بصرہ کی طرف بھاگا۔ لیکن اس کا گھر گرا دیا گیا۔ پھر وہ بصرہ سے
تل کر قادسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں (حضرت مختار کے) جاسوس موجود تھے۔
قصوں نے حضرت مختار کو (سنان بن انس کی) خبر کی۔ وہ عذیب اور قادسیہ کے
رمیان گرفتار کر لیا گیا۔ پہلے اس کی انگلی کاٹی گئی پھر اس کے ہاتھ اور پیر کاٹے
گئے، ایک دیگ میں روغن زیتون گرم کیا گیا اور سنان کو اس میں ڈال دیا گیا۔

(بحار جلد ۶۰ ص۲۹۵)

۳۸

اخرج ابو الشیخ ان جمعاً تذاکروا انه ما من احد اعان علی قتل الحسینؑ الا اصابه بلاء قبل ان یموت فقال شیخ" انا اعنت وما اصابنی شیٔ" فقام لیصلح السراج فاخذته النار فجعل ینادی النار النار وانغمس فی الفرات ومع ذلک فلم یزل به حتی مات"

واخرج منصور بن عمار ان بعضهم ابتلی بالعطش و کان یشرب راویه ولا یروی"

(صواعق محرقہ ص۱۹۳)

۳۸

قتلِ امام حسینؑ میں مدد کرنے والا دنیا ہی میں جل گیا

ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ گفتگو کر رہے تھے کہ جس کسی نے بھی قتل امام حسینؑ میں حصہ لیا وہ مرنے سے پہلے کسی نہ کسی مصیبت میں ضرور گرفتار ہوا۔ (سنتے ہیں) ایک بوڑھے نے کہا "میں نے تو (قتل امام حسینؑ میں) مدد کی تھی مگر مجھے کچھ بھی نہ ہوا"۔ رات کو وہ چراغ درست کرنے اٹھا کہ دفعۃً اس کے بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ (بدحواس ہو کر) آگ آگ چلانے لگا اور دریائے فرات میں کود پڑا پھر بھی آگ نہ بجھی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

منصور بن عمار روایت کرتے ہیں کہ قاتلین امام حسینؑ میں سے ایک پیاس کے مرض میں گرفتار رہا۔ وہ پانی پیتا تھا مگر اس کی پیاس نہ بجھتی تھی"۔

(صواعق محرقہ ص ۱۹۳)

(۳۹)

حکی سبط ابن الجوزی عن الواقدی ان شیخاً حضر قتله
فقط فعمی فسئل عن سببه فقال انه رای النبی حاسراً
عن ذراعیه و بیده سیف و بین یدیه نطع ورای عشرة
من قاتلی الحسین مذبوحین بین یدیه ثم لعنه وسبه بتکثیر
سوادهم ثم اکحله بمرود من دم الحسین فاصبح اعمی"

(صواعق محرقه ص ۱۹۳)

○

۳۹

(خونِ حسینؑ کا انتقام)

سبط ابن جوزی نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ ایک بوڑھا شہادتِ امام حسینؑ کے وقت صرف موجود تھا (یعنی اس نے قتل امام حسین میں کوئی حصہ نہ لیا مگر کربلا میں موجود تھا) اندھا ہوگیا۔ لوگوں نے اس کے اندھے ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا کہ اس نے حضرت پیغمبرؐ کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں تلوار ہے، آپ کے سامنے چمڑا پڑا ہوا ہے اور قاتلین حسینؑ میں سے دس اشخاص آپ کے سامنے ذبح کیے ہوئے پڑے ہیں۔ اس بوڑھے کو دیکھ کر رسول اللہ صلعم نے اس پر لعنت کی، اس کو برا کہا کیونکہ اس نے قاتلان امام حسینؑ کے ساتھ رہ کر ان کی تعداد میں اضافہ کیا تھا۔ اور خونِ حسینؑ کی ایک سلائی اس کی آنکھوں میں پھیر دی جس سے وہ اندھا ہوگیا"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

(۴٠)

واخرج ایضاً ان شخصاً منہم علق فی لبب فرسہٖ راس الحسینؓ بن علیؓ فروی بعد ایام ووجہہ اشد سوداً من القار فقیل لہ انک کنت انضر العرب وجہاً فقال مامرّت علی لیلۃ من حین حملت تلک الراس الا واثنان یاخذانِ بضبعی ثم ینتہیا نی الی نارٍ تاجج فیدفعانی فیہا وانا انکص فتسفعنی کما تری ثم مات علی اقبح حالۃٍ

(صواعق محرقہ صہ ۱۹۲)

۴۰

(ایک بدبخت کی موت)

ر قاتلین امام حسینؑ میں سے) ایک شخص نے حضرت حسینؓ بن علیؓ کے سرِ مبارک کو
ا پنے گھوڑے کے تنگ میں لٹکایا تھا۔ چند روز کے بعد دیکھا گیا تو اس کا چہرہ
کوئلہ سے زیادہ سیاہ تھا اس سے پوچھا گیا کہ تیرا شمار تو عرب کے خوبصورت لوگوں
میں تھا (پھر تیرا چہرہ کیسے سیاہ ہو گیا) اس نے جواب دیا "میں نے امام حسینؓ
کا سرِ مبارک اٹھایا (اور اپنے گھوڑے کے تنگ میں لٹکایا) (ابھی ایک رات
بھی نہ گذری تھی کہ میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو مجھے پکڑ کر ایک دہکتی ہوئی آگ کے
پاس لے گئے اور مجھے اس آگ میں ڈال دیا جس سے میری حالت ایسی ہو گئی جیسی
تم دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ نہایت ہی بری حالت میں مر گیا"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

(۲۱)

واخرج عبد بن محمد القرشی عن شیخ بن اسد قال "رأیت النبی صلعم فی المنام والناس یعرضون علیہ وبین یدیہ طشت فیہا دم فیلطخہم بالدم حتی انتہیت الیہ فقلت ما رمیت بسہم ولا طعنت برمح فقال لی ہویت قتل الحسینؑ فاوماء الی باصبعہ فاصبحت اعمٰی

(ینابیع المودۃ ص۳۲۰)

○

(۲۱)

(ایک خوفناک خواب)

عبد بن محمد قرشی سے روایت ہے۔ ان سے شیخ ابن اسد نے بیان کیا کہ " میں نے حضرت پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے سامنے کچھ لوگ پیش کئے جاتے تھے۔ آپ اس طشت میں جو آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا اور جس میں خون تھا۔ ان لوگوں کو ڈالتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے پہونچا۔ میں نے عرض کیا کہ نہ تو میں نے (امام حسینؑ) کو تیر مارا اور نہ ہی نیزہ لگایا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تو نے قتل حسینؑ کی خواہش تو کی (اور وقت شہادت موجود تو تھا) پھر آپ نے میری طرف انگلی سے اشارہ کیا اور میں اندھا ہو گیا۔"

(ینابیع المودۃ صفحہ ۳۳۰)

(۴۲)

واخرج ایضاً عن عامر بن سعد البجلی قال رأیت النبی صلعم فی المنام فقال لی اذا رأیت البراء بن عازب فاقرءه السلام واخبره ان قتلة الحسینؑ فی النار وکاد ان یعذب الله اهل الارض بعذاب الیم فاخبرت البراء فقال صدق الله و رسوله قال صلی الله علیه وسلم من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتصور فی صورتی" ینابیع المودة ص ۳۳۱)

---

(۴۳)

ولما وضعت بین یدی عبید الله بن زیاد وانشد قاتلهٔ

املاء رکابی فضة وذھبا ٭ فقد قتلت الملک المحجبا
ومن یصلی القبلتین فی الصبا ٭ وخیرھم اذ یذکرون النسبا
قتلت خیر الناس اماً وابا

فغضب ابن زیاد من قوله وقال" اذا علمت ذلک فلم قتلتهٔ؟ والله لا نلت منی خیرا ولالحقنک به ثم ضرب عنقهٔ"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۶)

(۴۲) قاتلانِ امام حسینؑ کے متعلق رسولِ کریمؐ کی پیشین گوئی

عامر بن سعد بجلی کہتے ہیں " میں نے حضرت نبیؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا " براء بن عازب کو میرا سلام کہو اور خبر کر دو کہ قاتلان حسینؑ جہنم میں ہونگے اور عنقریب خداوند عالم زمین والوں پر ایک دردناک عذاب نازل فرمائے گا۔"

عامر بن سعد کہتے ہیں) میں نے براء بن عازب کو (خواب اور آنحضرتؐ کی) خبر کی تو براء نے کہا " خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا " رسول اللہ صلعم فرما چکے ہیں کہ اگر کوئی مجھ کو خواب میں دیکھے تو مجھ ہی کو دیکھے گا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا "

(ینابیع المودۃ ص ۳۳۳)

(۴۳) (امام حسینؑ کے قاتل کو کیا ملا)

جب (سید الشہداء کا سر مبارک) عبید اللہ بن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو امام حسینؑ کے قاتل نے یہ اشعار پڑھنا شروع کئے:۔

(اے ابن زیاد) میرے برتن کو چاندی اور سونے سے بھر دے کیونکہ میں نے ایک بلند مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے (میں نے اس کو قتل کیا ہے) جو بچپنے میں دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھ چکا ہے اور جب نسب کا ذکر کیا جائے تو نسب میں تمام لوگوں سے بہتر ہے میں نے اس کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ دونوں طرف سے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے " ابن زیاد کے غصہ کی آگ بھڑکی اور اس نے (قاتل امامؑ سے) کہا " جب تو جانتا تھا (کہ حسینؑ اتنے بلند مرتبہ والے ہیں) تو ان کو کیوں قتل کیا۔ خدا کی قسم تو میری طرف سے کسی بھلائی کا مستحق نہیں۔ میں تجھ کو بھی انھیں سے ملا دوں گا " پھر ابن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔

(صواعق محرقہ ص ۱۹۶)

(۴۲)

فاقبلوا علی سلب الحسینؑ فاخذ قمیصہ اسحٰق بن حویۃ الحضرمی فلبسہ فصار ابرص واخذ سراویلہ ابجر بن کعب وروی انہ صار زمناً مقعداً من رجلیہ واخذ عمامتہ اخنس بن مرثد وقیل جابر بن یزید فاعتم بھا فصار معتوھا مجذوماً۔ واخذ درعہ مالک بن بشیر فصار معتوھاً واخذ خاتمہ بجدل بن سلیم فقطع اصبعہ مع الخاتم وھذا اخذہ المختار فقطع یدیہ ورجلیہ وترکہ یتشحط فی دمہ حتی ھلک۔

(بحار جلد ۱۰ صـ ۲۵۶)

(۴۴)

(خدائی عذاب کا ایک منظر)

امام حسینؑ کو شہید کرکے، لشکر یزید نے امام حسینؑ کے لباس کو لوٹنا شروع کیا۔ بحر بن حمویہ نے آپ کی قمیص اتاری اور پہن لی۔ اس کو برص ہوگیا۔ بجر بن کعب نے آپ کا پائجامہ اتارا۔ اس کے پیر شل ہوگئے، اخنس بن مرثد یا جابر بن یزید نے آپ کا عمامہ لیا اور اس کو سر پر رکھا وہ پاگل ہوگیا۔ اور مرض جذام میں گرفتار ہوگیا۔ مالک بن بشیر نے آپ کی زرہ لوٹی وہ پاگل ہوگیا اور بجدل بن سلیم نے آپ کی انگلی کاٹی اور انگوٹھی اتاری اس کو امیر مختار نے گرفتار کیا۔ اس کے ہاتھ پر کاٹے اور چھوڑ دیا۔ وہ اپنے خون میں لوٹتا رہا یہانتک کہ مر گیا۔

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۶)

(٢٥)

ثم نادی عمر بن سعد فی اصحابه من ینتدب للحسینؑ فیوطی الخیل ظهره فانتدبت منهم عشرة فداسوا الحسینؑ بحوافر خیلهم حتی رضوا ظهره و صدره وجاء ہولاء العشرة حتی وقفوا علی ابن زیاد فقال ابن زیاد "من انتم؟" فقالوا "نحن الذین وطینا بخیولنا ظهر الحسینؑ حتی طحنا جناجن صدره فامر لهم بجائزة یسیرة قال ابو عمر الزاهد فنظرنا فی ہؤلاء العشرة فوجدناهم جمیعاً اولاد زنا - وهؤلاء اخذهم المختار فشد ایدیهم وارجلهم بسکک الحدید واوطاء الخیل ظهورهم حتی هلکوا"

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۵۶)

(۴۵)

امام مظلوم کی لاش پر گھوڑے دوڑانے والوں کا انجام)

(امام مظلوم کو شہید کرنے کے بعد) عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا اور بولا
"کون ہے جو لاش حسینؑ کی پشت پر گھوڑا دوڑائے؟" لشکر یزید سے دس آدمی
نکلے اور انھوں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے امام حسینؑ کی پشتِ مبارک اور
سینہ اقدس کو چور چور کر ڈالا۔ یہ دسوں (کوفہ) آئے اور ابن زیاد کے سامنے کھڑے
ہو گئے۔ ابن زیاد نے پوچھا "کون ہو تم لوگ؟" انھوں نے جواب دیا "ہم نے
ہی اپنے گھوڑے لاشِ حسینؑ کی پشت پر دوڑائے اور ان کے سینے کی ہڈیوں کو
چور چور کر ڈالا" ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کو تھوڑا سا انعام دے دیا جائے۔
ابو عمر زاہد کہتے ہیں "میں نے ان دسوں کو دیکھا جو کل کے کل حرامی تھے، ان کو
امیر مختار نے گرفتار کیا اور ان کے ہاتھوں اور پیروں کو لوہے کی زنجیروں میں
جکڑوا کر ان کی پشت پر گھوڑے دوڑائے یہاں تک کہ ان کے جسم چور چور ہو گئے
(اور) وہ ہلاک ہو گئے"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۶)

(ماخذ کتاب عربی)

اہل سنت

- تفسیر در منثور
- صحیح بخاری
- ترمذی
- سنن ابن ماجہ
- صواعق محرقہ
- ینابیع المودۃ
- نور الابصار
- رسالۃ الصبان
- ذخائر عقبیٰ
- مقتل ابو مخنف
- مقتل الحسین
- مطالب السؤل
- تاریخ ابن اثیر
- الامامۃ والسیاسۃ
- سر الشہادتین
- سمو المعنی فی سمو الذات

اہل تشیع

- تفسیر صافی
- بحار جلد ۱۰
- مناقب جلد ۲
- لہوف
- امامۃ القرآن (اردو)
- ریاض القدس
- بلاغۃ الحسین

(ماخذ کتاب انگریزی)

- ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر
- تاریخ ادب عربی (نکلسن)
- اسپرٹ آف اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

اور جو لوگ راہ خدا میں شہید کئے جائیں اُن کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم کو اُن کی زندگی کی حقیقت کا کچھ بھی شعور نہیں

الشہید

تالیف

سید علی جعفری (ادیب فاضل، صدر الافاضل، ایم۔ اے)

ابن جناب مولانا سید محمد رضا صاحب قبلہ مرحوم ۔ اللہ مقامہ